ARE MORE DAMAGING

سادھارن دھرم

جسمیں

انسانی اوصاف و افعال کی نوعیت پر محققانہ معنے خیز بحث کیساتھ

بعض مشہور مہاتماؤں کی کیفیت اور علم روحانی و عرفان ربانی کا

دلکش منظر دکھلایا گیا ہے ؛

مصنفہ

عالم باعمل سالک کامل سری سوامی شوگن جی جوگی اچاریہ بانی شانتی آشرم

بار پنجم یکم ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء

قیمت فی جلد ۱ار دو جلد ایک روپیہ بیس جلدوں کے لئے فی جلد ۸ر ماہواری رسالہ مددگار کے خریداروں کیلئے مُفت مجلد جسمیں قریباً ۱۲ار قیمت کی کئی اور مفید کتب بطور ضمیمہ شامل ہیں ؛ معہ ضمیمجات ایک روپیہ ؛

خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں طبع ہوئی ؛

شانتی آشرم کی کتب اور پرچہ ست اپدیش و مددگار۔

(مفصلہ ذیل کتب وغیرہ کے لئے مینیجر شانتی آشرم آفس لاہور سے درخواست کرو)

(۱) رسادھارن دھرم۔ یہ کتاب اس قدر پسند کی گئی ہے۔ کہ تھوڑے عرصہ میں پانچویں دفعہ چھپ چکی ہے۔ اور ہر دفعہ نہایت معقول تعداد میں طبع ہوتی رہی ہے اور ہندی گجراتی وغیرہ کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے ہندی میں دو دفعہ طبع ہو کر شایع ہو چکی ہے۔ اور روپیہ ہونے پر تیسری دفعہ شایع کی جاویگی۔ پہلی تمام ہندی جلدیں ختم ہو چکی ہیں۔ کتاب ہر ایک چند لایق احباب کی رایٔں اور اسکے مضامین کی فہرست مندرجہ کتاب ہذا دیکھنے اور اوسکے چند باب پڑھنے سے ہر ایک سمجھدار اور نیکی پسند آدمی اسکو ضرور پسند کرے گا۔ قیمت فی جلد ۱۲؍ دو جلدوں کے لئے ایک روپیہ اور بیس یا زیادہ جلدوں کے لئے فی جلد ۶؍ رسادھارن دھرم مجلد۔ اس میں کتاب ہذا کے علاوہ قریباً ۱۲؍ قیمت کی اور مفید کتب بھی شامل کی گئی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ۔

(۲) ست اوپدیش شانتی آشرم کا ہفتہ روزہ اخلاقی و روحانی رسالہ سب مذہبوں اور قوموں کے دھرم کی تھوڑا کی ... [illegible] ... اپدیش کرنے والوں اور کامیابی کی زندگی کے طالبوں کے لئے نہایت مفید رسالہ ہے۔ قیمت سالانہ معہ محصول تین روپیہ جسمیں ڈیڑھ روپیہ قیمت کی اخلاقی و روحانی نہایت مفید انعامی کتب مندرجہ فہرست ہذا پوری قیمت مبلغ تین روپیہ دینے والے ہر خریدار کو مفت ملتی ہیں۔ غریب اور کم توفیق اشخاص کے لئے قیمت حسب توفیق مقرر ہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت دیا جاتا ہے۔ ست اوپدیش کی فایل بابت سنہ ۱۹۰۳ء عدد ۱۹۰۴ء عدہ ۱۹۰۵ء عدہ غیر آروح یعنے ست اپدیش بصورت کتاب جلد اول عدہ جلد دوم عدہ جلد سوم جلد ۱۹۰۶ء تک تیار ہوگی۔ عدہ فی حصہ ۱۲؍ مددگار۔ نہایت مفید اخلاقی و روحانی ماہوار رسالہ بصورت کتاب شایع ہوگا۔ اس میں زیادہ تر مضامین درج ہونگے کہ جو مستقل نتیجہ کے ہوں۔ ایسکے ذریعہ اسکے خریدار کے پاس سال کے اخیر میں بارہ عدد مختلف ناموں کی نہایت مفید مضامین سے پر کتابیں جمع ہو جاویں گی جنمیں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں کامیاب زندگی انتخاب روحانی جلوہ کوہسار مصنفہ سوامی رام تیرتھ ایم۔ اے سادھارن دھرم مصنفہ سوامی شوگن ہمجنسوں کی کتاب کرشن سکھشا۔ بدھ سکھشا بھگوان بدھ کی تعلیم وغیرہ وغیرہ مدت بر کھا۔ قیمت پیشگی سالانہ تمام عام خریداروں کے لئے دو روپیہ اور ست اپدیش کے خریداروں کے لئے عہ روپیہ۔ ہر ایک خریدار کو سادھارن دھرم ۱؍ اور فوٹو سوامی رام تیرتھ قیمت ۸؍ کے علاوہ ۸؍ قیمت کی انعامی کتب۔ اونکی پسند کے موافق یا سادھارن دھرم مجلد عہ قیمت عہ روپیہ معہ فوٹو سوامی رام تیرتھ قیمتی ۸؍ بلا قیمت نذر ہونگی۔

ست اپدیش کے خریداروں میں سے جو احباب بہت غریب اور کم توفیق ہیں وہ اپنی دلی شردھا اور خوشی سے مددگار کے لئے جو کچھ عطا فرماوینگے وہ شکر گذاری کے ساتھ قبول کیا جاویگا۔

اگر ایک ماہ کے اندر ایک سو خریدار مذکورہ بالا شرح سے مددگار کے لئے اپنی قیمتیں ارسال کریں یا بعض مہربان اس مفید معاملہ کو جاری کرنے کے لئے صرف ایک سو روپیہ بطور امداد کے ہم کو ارسال کر دیں تو مددگار کی ضخامت ۱۸×۲۲ کے ۵۶ صفحے یا ۲۰×۲۹ کے ۶۴ صفحے کر دیجاوے گی اور قیمت ست اپدیش کے خریداروں کے لئے بجائے عہ کے عا اور دیگر خریداروں کے لئے بجائے دو روپیہ کے ہے روپیہ کی جاوے گی مگر اوس وقت تک جو احباب قیمتیں ادا کر چکیں گے اون سے کچھ زاید قیمت نہیں لی جاوے گی۔

انعامی کتب سب کی سب قیمتاً بھی مل سکتی ہیں۔

عہ سے کم قیمت دینے والے کسی انعامی کتاب کے مستحق نہیں ہونگے۔

فہرست انعامی کتب دھرم جیون ۲؍ ... [illegible] ... وزیر ۲؍ ... پانچ حصے فی حصہ ۱۲؍ ... تین جلدیں فی جلد ... ۱۲؍ ... ۵؍ لیکچر اتفاق ۱؍ ... سنسکرت ۱؍ ... دیکھو بقیہ فہرست انعامی کتب ...

سوامی شیوگن جی مصنف سادھارن
دھرم پستک

قیمت سادھارن دھرم پستک فی جلد ۱ر دو جلد عمر

سادھارن دھرم پُستک پر قدردانوں کی رائیں۔

(۱) گسائیں موج گر جی مہاراج از ہرووار، ۲ چیت سمت ۱۹۵۳

"ست نہ ہونے جگت میں توجل مرتا سنسار۔ پرم پوج جگت پرستار بھگتی سری ایک سو آٹھ سری سوامی شوگن جی جوگی تمہاری اتی سُندر پُستک ہمنے اوم سے انت تک پڑھی سو کیسی پُستک ہے مانو سارے ست شاستروں کا سار ہے۔ جو جو باتیں منش کو جاننے کے یوگ ہیں۔ سو سب اس پوتھی میں ہیں۔ کرم تہا جیسے مالا میں موتی پروئے ہوتے ہیں۔ اسی پرکار لکھی ہو فایدہ تم دھن ہو جو ایسی اُتم اور ملکش پوتھی رچی اس پُستک سے سنسار کے جیون کا بہت لابھ ہوگا۔ درشن ابھلاشی موج گر۔

(۲) مہاتما ہنس راج جی۔ بی۔ اے۔ آنریری پرنسپل دیانند اینگلو ویدک کالج لاہور مورخہ ۹۔ اپریل ۱۸۹۷ء۔

پریہ ورمہاتمے سری سوامی شوگن جی مہاراج نویدن ہو کہ میں نے آپ کا رسالہ سادھارن دہرم۔ شروع سے لیکر آخر تک نہایت غور سے پڑھا اور یہی سبب تھا۔ کہ ابتک آپ کو جواب نہ لکھا۔ رسالہ بیشک بے نظیر ہے۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جو شخص اس رسالہ کو پریم اور شردھا سے پڑھیگا۔ بہت لابھ اٹھاویگا۔ سوائے ایک دو باتوں کے جن سے میرا اتفاق نہیں ہے میں رسالہ کی عمدگی کی شہادت دیتا ہوں۔ اور اُمید کرتا ہوں۔ کہ پبلک اس رسالہ سے جیسا کہ میں نے بہت سی نئی باتیں سیکھی ہیں۔ کئی ایسی باتیں بالکل نئی سیکھینگے۔ آپکا داس ہنسراج۔

(۳) ترجمہ انتخاب چٹھی انگریزی دہرم رکشک رائے بہادر بھوانی داس صاحب ایم۔ اے افسر بندوبست جہلم مورخہ ۲۷۔ جنوری ۱۸۹۸ء۔

ڈیر سوامی جی آپ کی چٹھی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے سادھارن دہرم جیسی عمدہ کتاب بنائی۔ اس زمانہ کے ہندی لٹریچر میں یہ نادر کتاب بلاشبہ ایک عمدہ اور بیش قیمت اضافہ ہے۔ زیادہ پھر وقت فرصت لکھونگا۔ آپ کا خیرخواہ بھوانی داس۔

(۴) ترجمہ چٹھی انگریزی سوڈہی سجان سنگھ صاحب بی۔ اے۔ انسپکٹر مدارس ریاست پٹیالہ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۹۸ء۔

مائی ڈیر سوامی جی۔ میں آپ کے مہربانی نامہ ۱۹۔ جنوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بسبب مصروفیت کار منصبی کے میں زیادہ جلدی جواب نہیں لکھ سکا۔ بعد واپسی از جلسہ اعظم مذاہب میں نے آپ کی کتاب سادھارن دہرم مکان پر موجود پائی۔ نہایت خوشی سے اطلاع دیتا ہوں۔ کہ کتاب ہذا ایک مکمل اور عجیب ہدایت نامہ سچائی کے متلاشیوں کے لئے بنا ہے۔ طرز تحریر نہایت ہی اخلاق سے بھرا ہوا۔ اور خوشگوار ہے اور بڑے بڑے دقیق اور پیچیدہ مسائل مذہب کو آسان اور قابل فہم عبارت میں ظاہر کرنا نہایت قابل تعریف ہے۔ مجکو اُمید ہے۔ کہ ملک کے تعلیم یافتہ اصحاب کتاب مذکور کی پوری قدر کریں گے۔ دراصل یہ نادر کتاب ایک ان سیکلو پیڈیا [illegible] ہے جس میں ساری حالت ہائے زندگی کا بیان اور طریقہ شدھار موجود ہے۔ عموماً مذہبی کتب بہانی تعلیم کی قدر نہیں کرتی ہیں۔ لیکن یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ آپ نے سب سے پہلے اور عمدہ زور جسمانی تعلیم پر دیا ہے فی الحقیقت کتاب مذکور نہایت ہی مفید ہے۔ اور تھوڑے عرصہ میں ہی متواتر شایع ہوتی رہے گی یعنی طبع دوم وسوم کی نوبت پہونچیگی۔ آپکا نہایت سچا خیرخواہ سجان سنگھ۔

(۵) نمبر ۲۷ مورخہ یکم جون ۱۸۹۹ء از دفتر صاحب جوڈیشل سکریٹری ریاست نابھہ بخدمت سنت بھگوانداس صاحب لیانی منجر شوگر شانتی آشرم گوجرانوالہ پنجاب۔

آپ کی بیش بہا کتاب موسومہ سادھارن دہرم مصنفہ سوامی شوگن جی جوگی بحضور ٹیکا صاحب بہادر پیش کی گئی مگر والاشان کچھ عرصہ سے ایک مرض میں مبتلا ہیں۔ اور کاروبار ریاست انجام نہیں دیتے ہیں۔ لہذا انکے روبرو پیش کرنے

سے قاصر رہا۔ بیکا صاحب بہادر نے کتاب کو بہت پسند فرمایا اور نیز جن جن اصحاب نے اسکو دیکھا وہ سب ہی پسند فرماتے ہیں۔ واقعی کتاب ہذا میں کل امورات درج ہیں اور اگر انسان اسکی طرف توجہ دے اور غور و فکر کرے تو بیش بہا خزانہ مل سکتا ہے۔ اور ہر طرح کا آنند پراپت ہو سکتا ہے۔ میرے پاس بھی کتاب مذکورہ بالا پہونچی جسکا تہ دل سے شکریہ ادا کیجاتا ہے
آپ کا خادم برجھولال بھارگو ایم۔ اے۔ سیکرٹری۔

(۶) جناب بابو نراین پرشاد صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل ہائیکورٹ وسیکرٹری کائستھ صدر سبھا ہند مورخہ ۲۷ جنوری ۱۸۹۷ء آگرہ۔

واجب التعظیم سوامی شوگن جی مہاراج۔ پرنام و ڈنڈوت۔ مجھے افسوس ہے کہ آپکے خط کے جواب دینے میں اسقدر تاخیر ہوئی اسکی وجہ یہ تھی کہ کتاب سادھارن دہرم کو بیشتر اسکے کہ کوئی رائے ظاہر کروں میں بخوبی پڑھنا چاہتا تھا۔ واقعی کتاب کیا ہے انسان کو دنیوی اور روحانی زندگی بسر کرنے کے واسطے پوراکوڈ ہے۔ اس قسم کی کتاب میری نظر سے کبھی نہیں گذری حالانکہ ہزاروں کتابیں اس وقت موجود ہیں جنکا ماحصل کہا جاتا ہے۔ کہ ایسا ہی ہے جس حصص میں یہ نادر کتاب تقسیم کی گئی ہے بہت ہی درست اور قدرتی ہیں۔ سلسلہ ترتیب کی نسبت بس یہی کہا جاسکتا ہے۔ کہ جس طرح انسان زندگی میں بڑھتا جاتا ہے۔ اور اسکو مختلف ضروریات پیش آتی جاتی ہیں اسی طور پر اس کتاب میں اُن کل طاقتوں کے ٹھیک برتاؤ کرنے کیواسطے اور انکو رفتہ رفتہ ترقی دینے کیواسطے تدابیر معقول اور عمدہ درج ہیں۔ اگرچہ میں کوئی مذہبی مشن کا آدمی نہیں ہوں۔ اور نہ میں نے مذہب میں اسقدر واقفیت حاصل کی ہے۔ کہ کتاب موصوف پر کوئی رائے قطعی قائم کرسکوں تاہم اسقدر رکھ سکتا ہوں۔ کہ بذریعہ اُس عقل کے جس سے ہر شخص نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہے۔ اسقدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ تدابیر جو آپنے درج فرمائی ہیں ضرور ایسی ہیں۔ کہ انکو اختیار کرنے سے دنیوی اور روحانی ترقی ہو سکتی ہے۔ گرہست دہرم وساماجک دہرم یہ دو حصے اس قدر ضروری ہیں۔ اور عمدہ ہیں کہ ہر شخص کو لازم ہے۔ کہ انکو تعویذ بنا لے بلکہ کل کتاب ایسی ہے کہ روزمرہ اُس کا پاٹھ کیا جاوے (اکثر آریہ سماجون۔ سناتن دہرم سبھاؤں اور برہم سماج وغیرہ میں ہفتہ وار اور نیز کئی دہارمک پرش روزمرہ پاٹھ کرتے ہیں) مجھکو کافی الفاظ اس کتاب کی تعریف کرنے کو نہیں ملتے میں امید کرتا ہوں۔ کہ یہ کتاب ہندوستان میں اسقدر عام پسند ہوگی کہ ہر شخص کی الماری میں اور میز پر نہایت قدردانی اور مصنف کے شکریہ کے ساتھ رکھی جاویگی۔

مجکو اسقدر لیاقت نہیں ہے کہ کسی قسم کی تبدیلی وغیرہ کی بابت رائے زنی کرسکوں لیکن چونکہ مجھے خاص کر انگریزی پڑھے ہوئے بھائیوں کا بہت زیادہ خیال ہے لہذا آپسے ضرور اسقدر التماس کرونگا۔ کہ اگر اس کتاب کا ترجمہ انگریزی میں ہو سکے تو بہتر ہوگا۔ دنیا بھر کو بہت فایدہ ہوگا۔ جو اصول آپنے کتاب ہذا میں درج کئے ہیں ایسے ہیں۔ کہ نہ صرف ہندوستان کو بلکہ تمام دنیا کو سکھائے جاویں ہندی و دیگر زبانوں میں بھی اس کتاب کا شائع ہونا ازبس ضروری ہے۔ (ہندی ترجمہ ماسٹر شیو پرتاب صاحب انسپکٹر مدارس و پرائیویٹ سیکرٹری ریاست کوٹہ نے نہایت عمدہ کیا ہے) آپکا سچا خادم نراین پرشاد۔

(۷) مشہور اخبار انیس ہند میرٹھ کی رائے۔ مطبوعہ ۱۲ مئی ۱۸۹۷ء

دہرم ساوہارن دہرم اردو زبان میں اپنی وضع کی پہلی کتاب ہے۔ مصنف کا نام سنتے ہی ناظرین اس تصنیف کو سر آنکھوں پر جگہ دینے کو تیار ہو جائینگے ہمنے اس کتاب کو نہایت غور کے ساتھ مطالعہ کیا اور ہم بہ آواز بلند کہتے ہیں کہ سوامی شوگن جی صاحب نے اس درجہ کی تصنیف سے ملک اور قوم کی ایک بھاری خدمت کو انجام دیا ہے۔ لوگوں کو جسمانی روحانی اور اخلاقی آسائش پہونچانے کیلئے دہرم کی باقاعدہ تعلیم کی از حد ضرورت ہے۔ اور اس تعلیم کی غرض اسی قسم کی عمدہ تصانیف سے پوری ہو سکتی ہے۔ طلباء اعلیٰ کتاب کو سبقاً پڑھنے سے عملی زندگی کے سدہار کا طبعی ملکہ بہم پہونچا سکتے ہیں۔ سوامی صاحب نے دہرم کے سوال پر وسیع نقطہ انسانی زندگی کے ہر ایک طبقہ میں اصلی پاکیزگی پھیلانے کا نہایت عمدہ سسٹم سائنس اور دلچسپ لٹریچر کے ذریعہ ہدیہ ناظرین کیا ہے۔ یہ قابل قدر رسالہ شانتی آشرم آفس لاہور سے مل سکتا ہے ‘‘ایڈیٹر انیس ہند۔

(۴) انتخاب چٹھی جناب رائے صاحب بابو جمیت رائے صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و نیٹو پولیٹیکل افسر بلوچستان - مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۸۹۷ء

سادھارن دھرم پتک کی جلد کو میں نے نہایت غور سے اول سے آخر تک پڑھا ہے میں یہ وثوق سے لکھتا ہوں کہ اپنی قسم سے یہ پہلی کتاب ہے جو میری نظر سے گذری ہے گو میں عرصہ سے دھرم کی کتب کی تلاش میں رہا ہوں اور مطالعہ بھی بہت سی کتب کا کیا ہے۔ یہ بچہ سے لیکر بوڑھے تک ہر ایک کے لئے مفید ہے اور طرفہ یہ ہے کہ کسی خاص مذہب کی نسبت کچھ نہیں بلکہ قریب قریب سارے مذہب کی تواریخ بھی دی ہوئی ہے۔ میں اپنے دوستوں سے صلاح کر کے پچیس کاپیاں اسکی منگا ڈالونگا میں آپکے آشرم کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں - یہ نہایت اعلےٰ مشن ہے جس پر ہندوستان کی بہتری کا مدار ہے اور میں دوستوں سے امداد کے لئے بھی درخواست کرونگا جناب کا تابعدار دستخط جمیت رائے نقل خط منشی کامتا پرشاد صاحب وانا - آنریری ایڈیٹر کایستھ ہتکاری و جنرل سیکرٹری ٹمپرنس سوسائٹی ملک ہند - مورخہ ۷ - جنوری ۱۸۹۷ء -

جناب سوامی جی مہاراج - ایک جلد سادھارن دھرم پتک پہونچی شکریہ کے ساتھ رسید دیتا ہوں کتاب کیا ہے گنجینہ معانی ہے انسان کو شروع سے آخر تک اپنی زندگی بسر کرنے کے لیئے اس کتاب کا سہارا لینا کافی ہے گرہست آشرم سے لیکر فقیری کے مقام تک یہ کتاب رہنمائی کا کام دیتی ہے۔ دیکھنے والے کو تعجب ہوگا کہ آپ نے تجسس و تحقیق کی کیسی بھاری ریاضت گوارا کی ہوگی تب یہ کتاب مرتب ہوسکی لیکن میں واقف ہوں کہ آپ نے بااوقات ایک ایک دن رات بیٹھ کر رسالہ تصنیف کر ڈالے ہیں اس وجہ سے کتاب کی عمدگی اور ضخامت پر مجھے کو کچھ حیرت نہیں ہے - میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی زندگی بہت عمدہ حالت میں گذر رہی ہے اور درحقیقت آپ ہر قسم ہوا خلق کی بے بہا خدمات انجام دے رہے ہیں آپ کی ذات سے خواص و عوام الناس کو بہت فائدہ پونچا آپ سے اکثر اصلاحی اور اخلاقی جماعتوں کا پیش رو بنکر ان کو ایک راستہ پر لگا دیا ہے کہ وہ اب اپنے مقصد کی طرف آہستگی سے چلی جا رہی ہیں -

ساد ھارن دھرم جیسی کتابوں کی اشاعت ملک کے لیئے نہایت فایدہ بخش ہے اور میرا خیال ہے کہ موجودہ عمدہ صفات اور بیشمار فوایدلیئے ہوئے شاید یہ پہلی ہی کتاب ہے جو ملک میں بمحض آپ کی روحانی قوت سے مہیا ہوئی میں ملک سے استدعا کرونگا کہ اس کتاب کی حد سے زیادہ قدر کرے اور شاید میرا اندازہ غلط نہو گا اگر یہ کہوں کہ بلحاظ اپنی لازوال خوبیوں کے یہ کتاب ہر ایک گھر کے اندر رکھ کر چھاپی جائیگی - مکترین کامتا پرشاد - شکر گذار -

دیباچہ

پرماتما کی پریرنا اور جوگ ابھیاس کے سادھنوں کے پرتاپ سے سچے دھرم کا اجھاؤ دیکھکر بہت سے اصحاب کی خواہش کے بموجب اور بہت سے لایق اصحاب کی صلاح و مشورہ کے ذریعہ میں نے یہ کتاب ساد ھارن دھرم نام لکھی ہے جسکا مقصد یہ ہے کہ سچے دھرم کے متلاشیوں کو سلسلہ وار ترقی کرنیکا موقع ملے اور سنسار کے دکھوں کی نورتی ہو کر سکھوں کی پراپتی ہو۔ اس وقت بہت سے اصحاب دھرم اننتی میں کوشش کر رہے ہیں جن میں سے بعضے تو صرف اپنے ذاتی فایدہ کے واسطے کام کر رہے ہیں بعضے صرف ایک یا زیادہ مسئلوں پر بحث و مباحثہ کرنا ہی کافی سمجھے ہوئے ہیں بعضے صرف ایک یا زیادہ دھرم کے انگوں کو ہی پھیلانا اور عمل میں لانا کافی سمجھکر اُس میں ساری توجہ لگا رہے ہیں یا ہر ایک بات میں تبدیلی کرنے سے بے شمار باتوں میں تبدیلی کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور ان بے شمار تبدیلیوں کو دیکھکر وہ لوگ گھبراتے اور دل برداشتہ ہوتے جاتے ہیں اس وجہ سے جیسے چاہیے کامیاب نہیں ہوتے ہیں اس صورت میں دھرم کا سلسلہ وار اور عام فہم عبارت میں اور واضح طور پر لکھا جانا امید ہے کہ متلاشیان دھرم کے واسطے ضرور مفید ہوگا - منوہر ؟

سادھارن دھرم

دھرم کی ویاکھیا یعنی تشریح

دھرم ایک سنسکرت لفظ ہے جسکے معنی دھارن کرنا ہے اصطلاح میں دھرم اُن فرائیض کو کہتے ہیں جنکے جاننے اور ٹھیک ٹھیک ادا کرنے سے اس دنیا میں آرام اور عاقبت میں نجات حاصل ہو سکتی ہے برخلاف اسکے اُن فرائیض کو نہ جاننے کو اور یا اور نہ ادا کرنے کو ادھرم کہتے ہیں جسکے سبب طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا ہونا ہوتا ہے۔

جن کرموں کو کرتے وقت یا پھل بھوگتے وقت اپنے تئیں یا دوسروں کو آرام حاصل ہو وہ دھرم میں داخل ہیں اور جن کے کرتے وقت یا پھل بھوگتے وقت اپنے تئیں یا دوسروں کو دکھ پہنچے۔ وہ ادھرم سمجھنے چاہئیں۔

جن کرموں کے کرنے سے جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی طاقتیں سلسلہ وار ترقی کریں اور جن طریقوں پر چلنے سے انسان کو اپنا سروپ یعنی اصل ہستی معلوم ہو کر اپنا تعلق کائنات سے معلوم ہو وہ دھرم ہے۔ اور برخلاف اُسکے ادھرم۔

دُشٹ سنسکار اور کرموں کو ادھرم اور شُبھ سنسکار اور کرموں کو دھرم کہتے ہیں۔

دُشٹ سنسکار اور کرم یعنی بُرے خیالات اور افعال وہ ہیں جنکے کرتے وقت ہے شنکا۔ یا لجا پراپت ہو یعنی خوف شُبھ یا شرم آوے۔

کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ خوشی۔ رنج۔ دوستی۔ دشمنی وغیرہ باتیں انسان اور حیوان دونو کو حاصل ہیں۔ مگر انسان میں ایک ایسی طاقت بھی موجود ہے جسکے ذریعہ سے دھرم اور ادھرم میں تمیز کر سکتا ہے۔ اور دھرم کو اچھی طرح جان کر اور اُسپر پورا پورا عمل کر کے بڑے سے بڑے درجے حاصل کر سکتا ہے اسی واسطے انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے جن مہاتما پرشوں یعنی بزرگوں نے دھرم کی ماہیت کو سمجھکر اُسپر اچھی طرح عمل کیا ہے وہ اُسکے پھل میں شہد سے زیادہ مٹھاس۔ جل سے زیادہ سیتلتا۔ چندرماں سے زیادہ شانتی اور آنند اور سورج سے زیادہ تیج اور پرکاش کو محسوس کرتے ہیں۔ وہ دھرم سے ایک لمحہ جدا ہونا نہیں چاہتے اور اپنی زندگی کا اعلیٰ فرض اُسکو خود دھارن کرنا اور دوسروں میں پھیلانا سمجھتے ہیں خود غرض اور جاہل آدمی اُنکو ایسا کرنے میں اکثر روکتے اور تکلیف پہنچانا بھی چاہتے ہیں مگر دھارمک پرش کسی رکاوٹ اور تکلیف کا خیال نہیں کرتے اور دھرم کی خاطر اپنی جان تک بھی نچھاور کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ خواہ کسی ملک کا آدمی ہو۔ کسی قوم یا فرقے میں ہو۔ دولتمند ہو۔ خواہ مفلس۔ خواندہ ہو خواہ ناخواندہ۔ لڑکا ہو یا بڈھا۔ مرد ہو یا عورت سب دھرم کو حاصل کرنے اور اُسکے پھل بھوگنے کے ادھکاری یعنی مجاز ہیں۔

جب انسان پیدا ہوتا ہے تو دھرم یا ادھرم اُسکے ساتھی بنتے ہیں زندگی بھر ایک لمحہ بھی یہ ساتھ برابر

رہتا ہے۔ اور جب انسان مرجاتا ہے تو اگرچہ سارے دنیاوی سامان۔ استری پُتر۔ نوکر۔ دھن۔ مان بڑائی وغیرہ اسکا ساتھ چھوڑ کر یہاں ہی رہ جاتے ہیں تاہم دہرم یا ادہرم ساتھ ہی جاتا ہے۔ اس لئے ہر ایک شخص کو لازم ہے کہ دہرم کو نہایت ضروری سمجھ کر اُسکے جاننے کی اور اُسکے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے اور دوسروں سے کوشش کرا دے۔

دنیاوی سامان حاصل کرنے میں بہت کوشش اور تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے پھر بھی کبھی وہ سامان حاصل ہوتے ہیں کبھی نہیں کیونکہ اگر بہت سے آدمی کوشش کریں کہ وہ بادشاہ بن جاویں تو وہ سب کامیاب نہیں ہو سکتے سوائے اسکے دنیاوی سامان کے حاصل ہونے پر اگر اسکا نامناسب استعمال کیا جاوے تو اپنے تئیں اور دوسروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ لیکن دہرم کو اگر لاکھوں اور کروڑوں آدمی حاصل کرنا چاہیں تو سب کو حاصل ہو سکتا ہے۔ دہرم کے ذریعہ دنیاوی سامان بھی تھوڑی محنت سے حاصل ہوتے ممکن ہیں اور اُنکا نامناسب استعمال کسی صورت میں نہیں ہو سکتا اور نہ دہارمک پُرشوں سے کسی دوسرے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

دہرم کی اقسام جیسے پیدا ہونے سے مرنے تک انسانی زندگی کا ایک ہی سلسلہ معلوم ہوتا ہے مگر اُس میں لڑکپن۔ جوانی۔ بڑہاپا۔ وغیرہ بھید موجود ہیں اور جس طرح کی شروعات لڑکپن میں ہو جاتی ہے اُسی طرح سے جوانی اور بڑہاپا عموماً اثر پذیر ہوتا ہے۔ ایسے ہی دہرم یعنی فرائیض انسانی کا اگرچہ ایک ہی سلسلہ ہے تاہم متلاشیان و طالبان دہرم کی واقفیت و عملدرآمد کے واسطے دہرم کی چند اقسام قائم کرنی مناسب سمجھی گئی ہیں اور اُن اقسام میں شاریرک دہرم وغیرہ شروع کے فرائیض کو زیادہ واضح طور پر بیان کرنا مصلحت سمجھا گیا ہے تاکہ شروع عمدہ ہونے سے آخر تک آسانی کے ساتھ کامیابی ہوتی چلی جاوے۔ پہلی دو بڑی قسم لوکک اور پارلوکک دہرم ہیں لوکک دہرم سے اُن فرائیض کی مراد ہے جنکو جاننے اور عمل میں لانے سے آروگ شریر اور زیادہ بدہی ہو کر یعنی جسمانی صحت اور عقل کی تیزی ہو کر حسب دلخواہ دنیاوی سکھ حاصل ہونے ممکن ہیں۔

پارلوکک دہرم سے وہ فرائیض سمجھنے چاہئیں۔ جنکے ذریعہ موکش یعنی نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ لوکک دہرم کی پانچ قسمیں کی گئی ہیں۔ شاریرک دہرم۔ یعنی جسمانی فرائیض۔ مانسک دہرم یعنے اخلاقی فرائیض۔ آتمک دہرم یعنی روحانی فرائیض۔ گرہشت دہرم یعنے فرائیض خانہ داری اور ساماجک دہرم یعنی فرائیض قومی۔

اسی طرح پارلوکک دہرم کی چار قسمیں کی گئی ہیں۔ سنیاس دہرم یعنی فرائیض ترک دنیا۔ جوگ ابھیاس یعنی قواعد نفس کُشی گیان یعنے معرفت اور موکش یعنے نجات۔

جلد اوّل حصّہ اوّل

شاریرک دہرم کی ویاکھیا یعنی جسمانی فرائیض کی تشریح

شاریرک دہرم اُن فرائیض سے مراد ہے جو استھول شریر یعنی جسم عنصری سے تعلق رکھتے ہیں جو مرنے کے بعد اس جگہ رہکر فنا ہو جاتا ہے۔ یہ فرائیض پیدا ہونے سے ہی شروع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً دودھ پینا۔ ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضائے جسم کو حرکت دینا مل موتر یعنی ضروری حاجات کا رفع کرنا۔ سونا۔ جاگنا وغیرہ کچھ عرصہ تک یہ فرائیض قدرتاً ادا ہوتے رہتے ہیں۔ مگر جیسے جیسے قواء انسانی بڑھتے جاتے ہیں قدرت ان فرائیض کو کرنے کا بوجھ انسان پر ڈالتی جاتی ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ بچے جنکے والدین ان فرائیض کی عمدگی کو محسوس کرکے اور اُن سے اچھی طرح واقیفت حاصل کرکے بچوں کو لڑکپن سے ہی اُنکے ادا کرنے کے واسطے عادی کر دیتے ہیں۔

جسم کی بناوٹ اور کاموں پر ایک سرسری نگاہ

اگرچہ جسم کی بناوٹ اور کاموں پر گہری نگاہ پار لوکک دہرم کے وقت ڈالی جاوے گی تاہم سرسری طور پر دیکھنے سے بھی اس گز ڈیڑھ گز کے پتلے میں عجیب طرح کی حکمت اور کاریگری دکھلائی دیتی ہے۔

ہڈیوں کا جوڑ۔ رگوں اور پٹھوں کی تاربندی گوشت اور چربی کا لیپن۔ چمڑے کا ڈھکن پھیپھڑوں میں ہوا کا مثل لوہار کی دہونکنی کے باقاعدہ چلکر خون کو صاف کرنا۔ دل کے ذریعہ خون کا تمام جسم میں باقاعدہ دورہ کرنا۔ اور اُس کے فُضلہ کا گُردوں اور جلد کی گلٹیوں کے ذریعہ خارج ہوتے رہنا کیسی ادہ بہُت لیلا رچی ہوئی ہے۔

غذا چبانے کو منھ میں دانت اُسکو نرم کرنے اور پچانے کو منھ میں لعاب اور پیٹ میں تیزاب غذا پہنچتے ہی اپنا اپنا کام کیسا باقاعدہ شروع کر دیتے ہیں۔

دماغ کی حفاظت کے واسطے جسکے اندر بیشمار لطیف طاقتیں کام کر رہی ہیں۔ ہڈیوں کی مضبوط ڈبیا سردی و گرمی وغیرہ کی حفاظت کے واسطے بال آنکھوں کی حفاظت کے لئے پلک اُنگلیوں کے واسطے ناخن۔ اور اسی طرح ہر ایک حصّہ جسم کی حفاظت اور موزونیت کے واسطے کیسے موزون اور مضبوط سامان بنے ہوئے ہیں۔

جسم میں کانٹا وغیرہ چبھ جاوے تو اُسکو باہر نکالنے کی کوشش کوئی ناموافق چیز منھ کے راستہ چلی جاوے تو قے یا دست کے ذریعہ باہر نکالنے کی کوشش۔ ناک میں کوئی خلاف طبع چیز جانے لگے تو بالوں سے رکاوٹ ہونی یا چھینک کے ذریعہ فوراً باہر نکال دینا۔ کوئی زخم لگجاوے تو اُسکو اچھا کرنے والا مصالح۔ خون۔ پیپ وغیرہ کا چاروں طرف سے اُس جگہ آنکر زخم کو اچھا کرنے کی کوشش کرنی کیسے زبردست انتظام ہیں۔

باوجود ایسے انتظاموں کے جب شاریرک دہرم کے فرائیض بار بار توڑے جاتے ہیں تو جسم میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوکر اُسکو تکالیف میں مبتلا کرکے آخرکار نشٹ کر دیتی ہیں۔ اور اگر شاریرک دہرم کے نیم اچھی طرح سے معلوم کرکے نشچا پوربک اُن کی پالنا کی جاوے تو ساری جسمانی طاقتیں عمدہ طرح نشوونما

پاکر درازی عمر و صحت و آسائش جسمانی کا باعث ہوتی ہیں۔

جسمانی ویگوں یعنی زور دں یا جذبوں کا مناسب استعمال

جسمانی ویگوں کو نامناسب طور پر ہرگز نہ پیدا کرنا چاہئے۔ لیکن جب وہ قدرتی طور پر پیدا ہوں۔ یا غلطی وغیرہ سے نامناسب طور پر ہی پیدا ہو جاویں تو اُس وقت اُن کو روکنا بہانا نامناسب اور شاستر دھرم کے ورودھ یعنی برخلاف ہے۔ ویگوں کے روکنے سے قابل اخراج مادہ جسم کو تکلیف دیتا ہے اور نامناسب استعمال سے اِن ویگوں کے استھان کمزور اور ناکارہ ہو کر ہر وقت تکلیف کا باعث ہو جاتے ہیں اور جسم کی نشو و نما ٹھیک ٹھیک نہیں ہونے پاتی۔

اگر کسی ویگ کے وقت و حرکت وغیرہ میں کچھ تبدیلی کرنی مناسب و ضروری معلوم ہو تو ایسی تبدیلی بتدریج یعنی آہستہ آہستہ کرنی مناسب ہے۔ عرصہ تک ویگوں کے ٹھیک ٹھیک استعمال کرنے سے وہ انسان کے بس یعنی قابو میں ہو جاتے ہیں۔

دیارتھیوں کی واقفیت کے لئے چند ویگوں کا مختصر ذکر مع اُن کے مناسب اور نامناسب استعمال کے اس جگہ کیا جاتا ہے۔

(۱) بھوک۔ جب معدہ میں غذا نہیں رہتی ہے۔ تب جٹھراگنی کا ویگ اُتپن ہوتا ہے اور اُس وقت معدہ میں خوراک نہ پہنچنے سے بدن کا نقصان ہوتا ہے پس خوراک ضرور پہنچانا چاہئے۔ بھنگ وغیرہ اشیاء کے استعمال سے یہ ویگ نامناسب طور پر پیدا ہوتا ہے۔ پس ایسی چیزوں کو استعمال کرنا چاہئے۔

(۲) پیاس۔ جب جسم میں مقدار مناسب سے کم رطوبت رہ جاتی ہے۔ تب پیاس کا ویگ پیدا ہوتا ہے۔ اور زبان خشک ہونے لگتی ہے اس ویگ کے روکنے سے بہت سی بیماریاں ضعف جگر وغیرہ کے پیدا ہونے بلکہ موت کا بھی خوف ہے گرم و خشک اشیاء وغیرہ کے استعمال سے یہ ویگ نامناسب طور پر پیدا ہوتا ہے۔

(۳) پاخانہ۔ حاجت کے وقت پاخانہ کو روکنے سے فضلے کی رکاوٹ کا اثر دماغ میں جانا شروع ہوتا ہے۔ اور سر درد اور دوران سر۔ نفخ۔ قبض۔ بواسیر وغیرہ بیشمار بیماریاں اُس ویگ کے روکنے سے پیدا ہوتی ہیں۔

(۴) پیشاب۔ اسکے روکنے سے بھی کئی بیماریاں عسر بول یعنی پیشاب کا بند ہو جانا۔ جلن سے آنا وغیرہ پیدا ہوتی ہیں۔ زیادہ ٹھنڈی اور ادرار کرنے والی چیزوں سے یہ ویگ نامناسب طور پر پیدا ہوتا ہے۔

(۵) پان وایو یعنی گوز۔ اندازہ سے زیادہ غذا یا بادی چیزوں کے کھانے سے یہ ویگ بار بار پیدا ہوتا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تنہائی میں جاکر اس ویگ کو خارج کر دیا جائے۔ شرم وغیرہ کی وجہ سے اکثر بڑے عقلمند بھی اس ویگ کو روک کر جسمانی صحت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

(۶) قے۔ جب کوئی ایسی چیز جو انسان کی غذا نہیں ہے معدہ میں داخل ہوتی ہے تو معدہ اُس کو قبول نہیں کرتا اور بذریعہ قے کے باہر نکالنا چاہتا ہے نفرت آمیز چیز دیکھنے اور بدبو کے سونگھنے سے بھی جی مچلا کر قے آتی معلوم ہوتی ہے ایسی حالت میں نمک دار گرم پانی سے یا حلق میں انگلی یا مور وغیرہ جانور کا پر ڈال کر اچھی طرح صفائی کر لینی چاہئے اس ویگ کے روکنے سے شیت پت یعنی جسم پر دھپڑ پڑنے اور کشٹ وغیرہ بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۷) چھینک۔ جب زیادہ سردی یا دفعتاً سردی اور گرمی کے تبادلہ کا اثر پڑتا ہے۔ یا تیز چیز ولایتی مرچ۔ تماکو وغیرہ کی دھانس ہوا کے ساتھ ناک میں جاتی ہے تب فوراً چھینک آتی ہے اس کے روکنے

سر درد۔ سر کا بھاری ہونا۔ کنپٹی اور بھووں کا درد وغیرہ کئی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بلا ضرورت بار بار بذریعہ نتی یا ہلاس (نسوار) وغیرہ کے چھینکیں لینا اس دیگ کا نامناسب استعمال ہے۔

(۸) ڈکار۔ عموماً جب معدہ کھانے سے پُر ہو جاتا ہے تب کبھی کبھی ڈکار آتی ہے اسکو آہستگی سے نکال دینا چاہئے۔ اسکے روکنے سے ہاضمہ میں بگاڑ اور پیٹ میں اُبھار پیدا ہو جاتا ہے۔ کھانے کے وقت یا کھانے کے بعد منھ کو کھول کر زور کے ساتھ آواز نکالکر ڈکار لینا نہایت نامناسب ہے۔

(۹) جمائی۔ نیند کی خاری یا تکان اور سستی وغیرہ کی وجہ سے جمائی آتی ہے۔ بلا آواز نکالنے کے اور اگر بہت سے آدمیوں میں ہو تو منھ پھیر کر اور ہاتھ یا رومال وغیرہ کوئی کپڑا منھ پر رکھکر اس دیگ کو نکالنا چاہئے۔ اس دیگ کے روکنے سے تمام جسم اور خصوصاً آنکھوں میں درد ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۱۰) کھانسی۔ جب پھیپھڑے وغیرہ پر کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ مثلاً بلغم کا پھیپھڑے میں زیادہ پیدا ہونا۔ تو بذریعہ غیر طبعی حرکت کے جسکو اصطلاح میں کھانسی کہتے ہیں اُس ایذا کو دفع کرنا چاہتا ہے۔ تمباکو و چرس کے زیادہ پینے سے یا ترشی کا بکثرت استعمال کرنے سے یا چکنائی پر پانی پینے سے یا بدہضمی وغیرہ سے یہ دیگ پیدا ہوتا ہے اور اسکی زیادتی سے سِل وغیرہ کئی مہلک بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۱۱) نیند۔ یعنی خواب جسم جب تھک جاتا ہے تو آرام کرنا چاہتا ہے۔ عموماً لڑکپن میں آٹھ سے ۱۰ گھنٹہ تک۔ جوانی میں چھ سے بارہ گھنٹہ تک اور بڑھاپے میں جسقدر نیند آوے۔ اُسکو حاصل کرنا چاہئے۔ اور رہن گت کے حساب سے کمی یا بیشی بھی مناسب ہے۔ مثلاً جو زیادہ محنت کریں وہ قدرے زیادہ سو دیں جہانتک برداشت ہو سکے سوتے وقت منھ کو کپڑے سے نہ ڈھکنا چاہئے۔ تاکہ صاف ہوا تنفس ہو سکے۔ جب پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو یا بھوک پیاس لگ رہی ہو یا کھانا ہضم نہ ہوا ہو اُس وقت سونا مضر صحت ہے سونے کے بعد منھ کے لعاب کو پانی سے اچھی طرح غرارہ کرکے صاف کرنا مناسب ہے۔

کھیل تماشا۔ امتحان کی طیاری۔ سفر اور تیمارداری وغیرہ کے موقعوں پر اس دیگ کے روکنے سے سر درد بدن کا بھاری ہونا۔ طبیعت کا سست ہونا وغیرہ بیشمار عارضے لاحق ہو جاتے ہیں۔

(۱۲) رونا یا آنسو کا نکلنا۔ جب انسان کے من پر دفعتاً کسی رنج یا خوشی کا اثر ہوتا ہے تو بیساختہ رونا یا آنسو نکلنے شروع ہوتے ہیں۔ نیز کبھی کبھی جب کومل ہردے کا آدمی اپنی گذشتہ بداعمالیوں کو یاد کرکے گھبراتا ہے اور آیندہ کو ان بداعمالیوں سے پرہیز کرنے کا سچے دل سے ارادہ کرتا ہے اُس وقت آنکھوں سے آنسو نکلنے لگتے ہیں جنکے ذریعہ دہارمک پرشوں کے خیال کے بموجب اُسکے گذشتہ پاپوں کا زور کم ہوتا جاتا ہے۔ جب کسی سبب سے سچا رونا آوے تو اسکے دیگ کو ہرگز نہ روکنا چاہئے۔

ذرا ذرا سی بات پر رونے کی عادت ڈالنی یا سیاپے کے موقع پر یعنے ماتم پرسی کے وقت بعضوں کا دنیا سازی کے طور پر رونا اس دیگ کا نامناسب استعمال ہے اس دیگ کے روکنے سے سر درد کنپٹیوں کا درد۔ آنکھوں کا درد اور کبھی کبھی دستوں کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ غم کے صدمہ کا اثر جو آنکھوں پر ہونا تھا وہ آنتوں پر ہوتا ہے۔

(۱۳) ہنسی۔ یہ عجیب و غریب دیگ انسان کے دل پر خوشی کا اثر پڑنے یا بعض اعضائے کے چھونے یا تمسخر آمیز باتوں کے سننے یا پُر مذاق کتب کے پڑھنے یا بیہودہ چیزوں کے دیکھنے یا لاف افزا اشیاء کے کھانے یا سونگھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ سوائے ہنسی کے اور کل جذبے انسانی حیوانوں میں بھی کم و بیش پائے جاتے ہیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر منھ پھاڑ پھاڑ کر ہنسنا اس دیگ کا نامناسب استعمال ہے بڑوں یا بزرگوں

ہیں بے فایدہ یا بے تماشا ہنسنے والے کی قدر و منزلت کم ہو جاتی ہے۔ چھوٹوں یا بچوں میں اسی طرح کرنے سے
رعب و داب اڑ جاتا ہے۔ عاقل اور دانا لوگ بوقت ضرورت صرف مسکراہٹ کو کام میں لاتے ہیں۔ ٹھٹھہ
مار کر یا قہقہہ لگا کر ہنسی سے دل کی کئی طاقتیں زایل ہو جاتی ہیں اسلئے زیادہ ہنسی کی عادت کو درجہ بدرجہ
اعتدال پر لانا چاہئے۔

(۱۴) کام یعنی ویرج کا دیگ۔ کام یعنی ویرج کا دیگ اگرچہ تمام جسمانی دیگوں کا من سے سمبندھ ہے
تاہم اس دیگ کا من سے نسبتاً زیادہ سمبندھ ہے اور اسی وجہ سے اسکو کیول شاریرک دیگ نہیں
سمجھنا چاہئے۔ تمام المقدور خیالات کو روکنا چاہئے۔ اسکا مفصل ذکر مانسک دھرم کے حصہ برہمچریہ اور
گرہست دھرم کے حصہ سنتان اوتپتی میں کیا جاویگا۔ ویرج جسم کا سب سے اعلےٰ جوہر ہے۔ اور
سارے جسم میں اس طرح موجود ہے جیسے دودھ میں مکھن۔ پونڈے میں مٹھاس تلوں میں تیل
دماغی قوت۔ جسمانی طاقت۔ تیزی بصارت اور چہرہ کی رونق کا حصر ویرج پر ہی ہے اسی کے ذریعہ
زیادہ سوچنے کی لیاقت اور محنت کرنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ ایسی عمدہ اور مفید چیز کو خرچ
کرنا کوئی شخص نہ چاہتا اور پیدایش اسکے خرچ کرنے پر ہی منحصر ہے اس لیے قدرت نے اسکے خارج
ہونے میں ایک خاص لذت رکھدی ہے دھرم پر چلنے والوں کو سنتان اُتپتی کے واسطے ضرورت
کا درجہ دینا چاہئے مگر لذت کا درجہ دینے سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہئے۔ لذت کا درجہ دینا اس دیگ کا
نامناسب استعمال ہے۔

جس وقت کام کے دیگ سے جسم میں ویرج کا جوش پیدا ہوتا ہے تو وہ تمام بدن کے اعضا سے
خارج ہونا شروع ہوتا ہے اور اس وقت طبیعت کو ایک خاص حظ حاصل ہوتا ہے۔

دماغ کے پچھلے حصہ میں ایک خاص مقام ہے جہاں سے کام کا دیگ پیدا ہوتا ہے۔ جب
اس خاص مقام دماغ پر حرکت پہنچتی ہے تو اسی وقت خون وغیرہ سب چیزوں میں جوش اور حرکت
شروع ہو جاتی ہے اور ویرج کا اثر پہلے اسی مقام دماغ سے چلکر پیٹھ کا ویرج بائیں ناڑیوں میں گذرتا
ہوا اور انکے رسوں یعنی رطوبتوں کو ساتھ لیتا ہوا انڈکوش یعنی خوطوں میں آتا ہے اور وہاں بیندو
کا ایک مادہ بنکر بچہ دان کی اشتہا پیدا کرنے والا یعنی قابل اولاد ہو جاتا ہے گویا ویرج کے انتقال اور
اخراج کے واسطے تین دروازے ہیں۔ جن میں پہلا دروازہ پچھلا حصہ ہے پہلے دروازے کو خیالات
سے مقفل کرنا نہایت ضروری ہے۔ فحش باتوں یا قصہ کہانی کے پڑھنے سننے سے یا استری
کو پروش اور پروش کو استری کے خاص خاص حصہ جسم کے دیکھنے سے کام کا دیگ
نامناسب طور پر پیدا ہوتا ہے۔ ایسے نامناسب ذریعوں سے خصوصاً لڑکپن کی عمر میں اس دیگ کو
ہرگز پیدا نہ کرنا چاہئے جسکا عملی طریقہ صرف یہی ہے کہ ہر وقت ست سنگ یعنی نیک صحبت میں رہنا
چاہئے ساری دنیا کے دھارمک پرشوں نے ست سنگ کی بہت ہی مہما برنن کی ہے اور دھرم کے سمبندھی
سادھنوں میں اسکو بہت بڑا سادھن مانا ہے جسکا مفصل ذکر حصہ دوم مانسک دھرم کے موقع پر ہوگا

اگر لڑکپن میں بچوں کی پوری حفاظت شروع سے رکھی جاوے تو جب تک حفاظت رہے گی
کام کا دیگ ظاہر نہیں ہوگا کم از کم لڑکوں کی بیس برس کی عمر تک اور لڑکیوں کی پندرہ برس کی عمر تک
ضرور حفاظت کرنی لازم ہے۔ اس حفاظت سے انکا ویرج عمدہ طرح پختہ یعنی مضبوط ہو کر شریر کی
اور گتا آدمی کے بڑھنے کا کارن ہوگا اور انکی اولاد صحت مند اور طاقتور پیدا ہوگی۔ اگر کسی طرح سے ایسا ہوتا

ممکن ہو تو لڑکوں کی سولہ برس اور لڑکیوں کی ۱۳ برس کی عمر تک تو ضرور بالضرور حفاظت ہونی چاہئے۔ اس مضمون کا مفصل ذکر ماننک دہرم کے حصہ برہمچریہ اور گرہست دہرم کے سنتان اوپتی میں کیا جاوے گا۔

صحت قایم رکھنے کا دوسرا طریقہ یعنی ویایام یا جسمانی ورزش

اگرچہ انسان کے جسم میں بیشمار بیماریاں ہیں جنکو جاننا بہت مشکل ہے۔ تاہم صحت کے قوانین پر چلنے سے بہت سی بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے چنانچہ ایک نہایت عمدہ طریقہ صحت قایم رکھنے کا ویایام یعنے جسمانی ورزش ہے۔

ویایام وہ متبرک سادھن ہے جسکے روزمرہ کرنے سے انسان بہت چُست و چالاک صحت مند و بشاش رہتا ہے اور عمر طبعی حاصل کرتا ہے اگر کوئی بیماری جسم میں موجود ہو تو بشرطیکہ بہت کہنہ اور لاعلاج نہو گئی ہو اس عمل کے باقاعدہ اور معتدل استعمال سے اسکے زور کا کم ہونا اور رفتہ رفتہ صحت کا نمودار ہونا شروع ہو جاتا ہے اور جب یہ سادھن شروع کر دیا جاتا ہے تو عموماً کوئی جدید بیماری بشرطیکہ کوئی خاص بے اعتدالی نہ ہو پیدا نہیں ہوتی ہے۔

ویایام ایک قدرتی سادھن ہے چنانچہ جب بچے بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں تو اپنے ہاتھ اور پاؤں وغیرہ اعضاء جسمانی کو ہمیشہ ہلاتے رہتے ہیں۔ اور ان کھیلوں میں خوش ہوتے ہیں اور اس وجہ سے اُن کا سارا جسم عمدہ طرح پرورش پاتا رہتا ہے اور وہ ہمیشہ چُست و چالاک و بشاش رہتے ہیں اور جو بچے کسی وجہ سے مذکورہ بالا کھیلوں سے محروم رہتے ہیں وہ ہمیشہ کمزور۔ بیمار اور غمگین دکھلائی دیتے ہیں۔ انسان پر ہی کیا منحصر ہے۔ ہر ایک جیو کو قدرت نے ویایام کرنا سکھلایا ہے اور وہ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جو پکشی اور پشو وغیرہ انسان کی قید میں پھنس جاتے ہیں وہ بھی باوجود قید میں ہونے کے اپنے وقت کا بہت سا حصہ ویایام میں خرچ کرتے ہیں۔ چنانچہ چڑیا گھر اور عجائب گھر میں روزمرہ یہ نظارہ دکھائی دیتا ہے کہ شیر اور ریچھ مینا اور طوطے وغیرہ پشو اور پکشی اپنے اپنے پنجروں میں بہت سا حصہ وقت کا جسمانی حرکت چلنے پھرنے اور پھدکنے اور پھڑ پھڑانے میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ پس انسان کو بھی ہر حالت میں ویایام کرنا نہایت ضروری سمجھنا چاہئے۔

ویایام کا اصول یہ ہے کہ جسم کو اچھی طرح حرکت پہنچکر قدرے پسینا آجاوے۔ چنانچہ چلنا۔ دوڑنا۔ چھلانگ مارنا۔ کشتی لڑنا۔ درخت پر چڑھنا۔ پانی میں تیرنا۔ ڈنڈ پیلنا۔ مگدر ہلانا۔ وزن کو اُٹھانا۔ فاصلہ پر پھینکنا۔ فری گدکا بنیٹھی وغیرہ لکڑی کا کھیلنا۔ نشانہ بازی۔ تیر اندازی۔ گھوڑے وغیرہ جانوروں کی سواری۔ کرکٹ۔ فٹ بال۔ لان ٹینس وغیرہ وغیرہ مختلف کھیل اور کرتب ویایام یعنی جسمانی ورزش میں داخل ہیں۔ ان میں سے جن ورزشوں کی طرف طبیعت کا میلان ہو اور جن کی رہن گت یعنی پیشہ کے لحاظ سے خاص ضرورت ہو اُنہیں کو کرنا چاہئے ویایام کو بطور تفریح کے نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ اسکو اپنا کرتویہ سمجھکر روزمرہ کرنا چاہئے۔ البتہ یہ خیال رہے کہ جسقدر محنت شاقہ کم اور جسم کو کم تھکانے والی ورزشیں ہونگی۔ اُسی قدر زیادہ فایدہ ہوگا۔

مستورات کو بہ نسبت مردوں کے ہلکی ویایام کرنی مناسب ہے اور رجسوالا دہرم وگربھ کے ایام یعنی ایام حیض و حمل میں ان ہلکی کسرتوں میں سے بھی صرف منتخب کسرتیں بہت احتیاط اور اعتدال سے کرنی چاہئیں۔ ایسی حالتوں میں ویایام نہ کرنے سے اسقدر نقصان نہیں معلوم ہوتا ہے جسقدر کہ بے اعتدالی یا لاپرواہی سے ویایام کرنے میں اندیشہ ہے اور خوفناک نتایج کا ڈر ہے۔ عمدہ وقت ورزش کیواسطے

اشنان کرنے کے بعد اور کھانا کھانے سے پہلے کا ہے اگر کوئی دوسرا وقت مقرر کیا جاوے تو حاجات ضروری
سے فارغ ہوکر اور جب کھانا اچھی طرح تحلیل ہوگیا ہو ورزش کرنی مناسب ہے۔ ورزش کے وقت لنگوٹ
ضرور رکھنا چاہئے۔ اور زیادہ اچھا تو یہ ہے کہ سارا جسم برہنہ رہے ورنہ مناسب کپڑے استعمال کئے جاویں۔
کھلے میدان میں جہاں تازی اور صاف ہوا آتی جاتی ہو ویایام کرنا زیادہ فائدہ مند ہے لیکن بہت تُند و
تیز و سرد ہوا سے بچنا مناسب ہے۔

جیسے جیسے عمر ڈھلتی جاتے ویسے ویسے ویایام کے سادھن ہلکے اور کمی کے ساتھ ہونے چاہئیں۔

منو آدی رشیوں کا بچن ہے کہ ہر ایک منش کو استری یا پرش۔ راجہ ہو یا رنک ویایام نت پرتی دن
اوشیہ کرنا چاہئے۔ جو کوئی اس روگ ناشک سادھن کو نہیں کرتے ہیں ان کو بھوجن دکھ کے سمان یعنی زہر کی
طرح اثر کرتا ہے۔ شروع میں بہت تھوڑا ویایام کرنا چاہئے اور رفتہ رفتہ اپنی طاقت کے موافق بڑھانا چاہئے
اس طریقہ سے چستی و چالاکی بتدریج آتی جاتی ہے۔

اگرچہ ویایام کے سادھنوں کو خود کرکے دکھلانے اور واضح طور پر زبانی بیان کرنے سے ٹھیک ٹھیک اور
آسانی سے سمجھنا ممکن ہے۔ تاہم زیادہ سمجھدار شوقین آدمیوں کے واسطے چند ضروری سادھن لکھنے مناسب
معلوم ہوتے ہیں۔

ان سادھنوں کو ہر ایک شخص اپنی طاقت کے موافق کرے۔ عام اندازہ یہ ہے کہ جسم پر قدرے پسینہ آجاوے
مگر بہت زیادہ تکان ہرگز نہ ہونی چاہئے ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان کا احتمال ہے۔ اگر دھارمک پرشوں
خصوصاً سادھوؤں کو کام کے ویگ کے انسداد کی ضرورت ہو تو اُن کو چھاتی اور باہوں کے سادھنوں
کے ذریعہ جسم کو اچھی طرح تھکانا چاہئے۔

ان سادھنوں میں ایک یہ بھی خوبی ہے کہ بغیر کسی سہارے یعنی اپریٹس وغیرہ کے ہر ایک شخص ہر ایک
جگہ آسانی سے کر سکتا ہے۔

اگر ضعیف العمر آدمی بھی اپنی طاقت کے موافق احتیاط اور اعتدال کے ساتھ ویایام کے سادھن شروع کریگا
تو کچھ عرصہ میں اکثر حالتوں میں اُسکا بدن جوانوں کی طرح چست و چالاک ہونا ممکن ہے اگرچہ ہر ایک
سادھن کی تعداد عموماً سات رکھی ہے۔ تاہم ویایام کرنے والے اپنی طاقت فرصت اور رہن گت کے
موافق تعداد مقرر کر سکتے ہیں

جنکو بیٹھنے کا یا دماغی کام کرنے کا زیادہ شغل ہو وہ یہ لحاظ ضرور رکھیں کہ چھاتی اور باہوں کی مشق کو اپنے کام
کے بیچ میں تھوڑے تھوڑے وقفہ یعنی ہر دو دو تین تین گھنٹہ کے بعد ایک دو منٹ کے واسطے کر لیا کریں
اور ہر سادھن کے بیچ میں چند قدم ٹہل لیا کریں۔

سادھنوں کے وقت جہاں تک ممکن ہو دم روکنے کی کوشش لازم ہے ورنہ سانس مُنہ بند کرکے
ناک کے راستہ ہی نکالنا چاہئے۔

اگر کافی وقت تک یہ سادھن باقاعدہ ہوتے رہیں تو سارے جسم کی بناوٹ نہایت سڈول ہو جانی
ممکن ہے۔

سادھن مذکور حسب ذیل ہیں۔

(۱) پاؤں اور ٹانگوں کے سادھن	الف) پاؤں کی انگلیوں کے سہارے کھڑے ہوکر اور بدن کو تنا ہوا رکھ کر اور باہوں کو ادھر کرکے ایک جگہ کھڑے ہوئے کم از کم سات مرتبہ اُچھلنا۔

(ب) مذکورہ بالا طریقہ سے بجائے ایک جگہ کھڑے رہنے کے سات قدم تک اچھلتے ہوئے چلکر اسی طرح واپس آنا۔

(ج) پانوٴ کی انگلیوں کے بل کھڑے ہوکر اکڑتے ہوئے سات قدم چلنا اور واپس آنا۔

(د) سارے بدن کو تنا ہوا رکھکر اور ٹانگوں کو قدرے جھکا کر پہلے داہنی ٹانگ کو ایک قدم کے فاصلہ پر رکھنا اور پھر بائیں ٹانگ کو اسی جگہ لیجانا اور داہنی ٹانگ کو اپنی پہلی جگہ پر لے آنا اس طرح اچھل اچھل کر سات مرتبہ کرنا۔ روایت ہے کہ مہاراجہ رام چندر جی کے ایلچی انگد نے لنکا پتی راون کے دربار میں اپنی ٹانگ زمین پر ٹیک کر کہا تھا کہ کوئی درباری جو ہا اسکی ٹانگ کو اٹھا دے اکثر آدمیوں نے طبع آزمائی کی مگر ٹانگ کو جنبش بھی نہ دے سکے۔ انگد مذکورہ بالا سادھن ہر روز ایک سو مرتبہ کیا کرتا تھا۔

(ہ) دونو ٹانگوں کو چوڑا کر کے اور ہاتھوں کو اونچا کر کے اور آپس میں ملا کر اچھلنا پھر ٹانگوں کو ملا کر اور ہاتھوں کو چوڑا کر کے اچھلنا۔ تاکہ جب ٹانگیں چوڑی ہوں تو ہاتھ مل جاویں اور جب ہاتھ پھیلیں تو ٹانگیں مل جاویں سات مرتبہ۔

(و) ایک ٹانگ سے پندرہ قدم تک چلنا اور دوسری ٹانگ سے اسی قدر فاصلہ سے الٹے واپس ہوکر طے کرنا۔

(ز) بدن کو تنا ہوا رکھکر اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ اٹھک بیٹھک کرنا۔ یہ سادھن خاصکر بچوں کو مفید ہے۔

(ح) تنے ہوئے کھڑے ہوکر پہلے ایک ٹانگ کو پھر دوسری ٹانگ کو جھٹکا دینا۔ سات مرتبہ۔

(۲) ناہبی یعنی ناف اور کمر کے سادھن

(الف) دونو ہاتھوں کو کمر کے دائیں بائیں رکھکر اور سارے بدن کو تنا ہوا رکھکر کمر سے اوپر کے حصہ جسم کو ایک طرف کمر تک جھکانا اور پھر اسی طرح دوسری طرف سات مرتبہ۔

(ب) مذکورہ بالا طریقہ سے کھڑے ہوکر کمر سے اوپر کے سارے جسم کو شکل نصف دایرہ کے جلدی جلدی سات مرتبہ گھمانا۔

(ج) جسم کو تنا ہوا رکھکر اور دونو باہوں کو اونچا کر کے اور ہاتھوں کو ملا کر کھڑا ہونا اور پھر آگے کو جھک کر اپنے پانوٴں کے انگوٹھوں کو چھونا۔ مگر گھٹنے نہ موڑنے چاہئیں۔ سات مرتبہ۔

(د) ایڑیوں کو اونچا رکھ کر اکڑوں بیٹھ کر اچھلتے ہوئے سات قدم سامنے کی طرف چلکر اسی طرح الٹے واپس آنا۔

(۳) شکم اور چھاتی کے سادھن

(الف) کھڑے ہوکر اور جسم کو تنا ہوا رکھ کر دونو ہاتھوں کو اونچا کرنا اور چھاتی سے اوپر کے جسم کو پہلے داہنی طرف پھر بائیں طرف سات مرتبہ جھکانا۔

(ب) مذکورہ بالا طریقہ سے سات مرتبہ پیچھے کی طرف جھکنا۔ اس سادھن سے شکم کا بڑھنا اور تلی کی بیماری نہیں ہوتی۔

(ج) سات مرتبہ ڈنڈ پیلنا۔ یعنی دونو ہاتھوں کو زمین پر رکھکر اور پانوٴں کو پیچھے لا کر اور چوپگا ہوکر ایک مرتبہ داہنے بازو کی طرف اور دوسری مرتبہ بائیں بازو کی طرف زور دیکر ڈنڈ نکالنا۔

(د) دیوار سے قریب دو قدم فاصلہ پر کھڑے ہوکر داہنے اور بائیں ہاتھ کو باری باری دیوار پر رکھکر سارے بدن کو زور کے ساتھ جھکانا سات مرتبہ۔

(۴) اکڑے ہوئے کھڑے ہوکر دونو باہوں کو کسی قدر پھیلائے ہوئے رکھنا اور مٹھیاں بند کرکے اور کہنی موڑکر دونو ہاتھوں کو چھاتی کے پاس لانا اور جھٹکے کے ساتھ دونو بازؤں کو پھیلانا۔ مگر کہنی مڑی ہوئی رہیں سات مرتبہ

یہ سادھن سِل وغیرہ بیماریوں کو رد کرنے والا ہے۔

(۵) بدن کو تنا ہوا رکھکر اور باہوں کو لمبا کرکے دونو ہتھیلیوں کو ملانا اور پھر جہاں تک ممکن ہو دونو باہوں کو پھیلانا۔ سات مرتبہ۔

(۴) باہوں کے سادھن (الف) سارے بدن کو سیدھا رکھکر کھڑے ہونا اور باہوں کو تنا ہوا رکھکر کہنی کے پاس سے نیچے کی طرف جھٹکا دینا۔ سات مرتبہ۔

(ب) سیدھے کھڑے ہوکر اور دونو کہنیوں کو ایک ساتھ موڑکر ہاتھوں کو کندھے کے نزدیک لانا اور پھر جھٹکا دیکر دونو ہاتھوں کو ایک ساتھ پھیلانا اور پھر فوراً واپس لیجانا۔ سات مرتبہ۔

(ج) مذکورہ بالا طریقہ سے ہاتھوں کو جھٹکا دیکر اوپر کی طرف ایک ساتھ پھیلاکر پھر فوراً کندھوں کے پاس واپس لے جانا۔ سات مرتبہ۔

(د) پہلے ایک بازو کو زور سے پندرہ مرتبہ گھمانا اور پھر دوسرے بازو کو۔

(ہ) ہردو بازؤں کو ساتھ ہی ساتھ چکر کی طرح نہایت زور سے مگر احتیاط کے ساتھ تیس مرتبہ گھمانا۔

(۵) گردن اور کنٹھ کے سادھن (الف) کھڑے ہوئے اور تمام بدن کو تنا ہوا رکھکر پہلے داہنے کندھے کی طرف پھر بائیں کندھے کی طرف سات مرتبہ گردن کو جھکانا۔

(ب) کھڑے ہوئے تمام بدن کو تنا ہوا رکھکر اور سر کو قدرے نیچا کرکے گردن کو پہلے داہنی طرف پھر بائیں طرف جھکاکر اور پھر سر کو اونچا کرکے گردن تک پیچھے کو جھکانا سات مرتبہ۔

(۶) سر کے سادھن (الف) کسی دیوار کی طرف پشت کرکے دیوار سے دو قدم فاصلہ پر کھڑا ہونا۔ اور دونو ہاتھوں کو کمر پر رکھکر جسقدر ہو سکے سر کو پیچھے یعنی دیوار کی طرف جھکانا۔ اور پھر ہاتھوں کو کمر سے اُٹھاکر پیچھے کی طرف دیوار سے لگاکر۔ سر کو پیچھے لٹکانا۔ اور سارے بدن کو سادھ کر ہاتھوں کو دیوار سے علیحدہ کرکے سر کو چند لمحہ لٹکائے ہوئے رکھنا دو مرتبہ۔

(ب) ہاتھوں کو زمین کا سہارا۔ اور پاؤں کو دیوار کا سہارا دے کر ایک منٹ تک اُلٹے لٹکے رہنا۔

(۷) سارے جسم کے سادھن (الف) کسی اونچی چیز کھونٹی یا درخت کی شاخ وغیرہ کو پکڑ آدھے منٹ تک چار مرتبہ لٹکنا۔

(ب) زمین پر لیٹ کر۔ بدن کو تنا ہوا رکھکر اور دونو ٹانگوں اور باہوں کو جہاں تک ممکن ہو چوڑا پھیلاکر ایک منٹ تک پڑے رہنا۔

(ج) مذکورہ بالا طریقہ سے دونو ٹانگوں کو ملاکر پاؤں کی طرف اور دونو باہوں کو ملاکر سر کی طرف جسقدر دراز کیا جا سکے سارے جسم کو دراز کرنا ایک منٹ تک۔

(د) پٹ لیٹ کر۔ اور دونو ہاتھوں کو پشت کی طرف کمر کے پاس لیجاکر ملانا اور پھر سینہ کے بل پہلے داہنی طرف پھر بائیں طرف۔ سات مرتبہ کروٹ لینا۔

(ہ) جسم کو معمولی حالت میں رکھکر دو منٹ تک سیدھے لیٹے رہنا۔

یہ تمام سادھن قریب آدھے گھنٹے میں اور عادت پڑجانے پر اس سے بھی کم وقت میں ہو سکتے ہیں۔

اگر [illegible] وقت کو [illegible] صرف کام کے واسطے نہیں خرچ کیا جائیگا تو بیماری کے واسطے علاوہ

تکلیف اٹھانے اور روپیہ کے نقصان کے اس سے بدرجہا زیادہ وقت دینا پڑیگا۔

گشندہ والو گشندہ جل اور گشندہ ان دُگشندہ دستر کا استعمال

دہارمک پُرشوں اور دہرم کے متلاشیوں کو جسمانی دیگوں کا مناسب استعمال اور جسمانی ورزش کا دوامی ورد رکھتے ہوئے مفصلۂ ذیل باتوں پر بھی پورا دہیان دینا چاہیے۔

ہوا کا مناسب استعمال

انسان کے واسطے سب سے زیادہ ضروری چیز ہوا ہے۔ وہ ہر وقت بیشمار مقدار میں تنفس کی جاتی ہے اور اس واسطے ہوا نہایت افراط کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے۔ اگر تھوڑی دیر ہوا نہ ملے یا زہریلی ہوا تنفس میں آوے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ جسقدر صاف اور تازہ ہوا کھلے میدان۔ باغ۔ سمندر اور ندی کے کنارہ کی ہوا میسر ہو سکے اُسی قدر زیادہ فایدہ سمجھنا چاہیے۔

سوانس کے ذریعہ جو ہوا اندر جا کر پھر باہر نکلتی ہے وہ گندی ہو جاتی ہے۔ تنگ و تاریک مکانوں میں زیادہ آدمیوں کے رہنے سے اُنکی سوانس سے نکلی ہوئی ہوا مضر صحت ہو جاتی ہے۔ پس حتی المقدور فراخ اور ہوادار مکان ہونے چاہییں۔ اُن میں خصوصاً خوابگاہ یعنی سونے کے کمرے میں زیادہ آدمی یا اسباب وغیرہ بھی بھرنا نہ چاہیے۔

اگر کسی خاص موقع پر کسی جگہ اندازہ سے زیادہ آدمیوں کا مجمع ہو تو وہاں خوشبودار پھول و لوبان وغیرہ کا استعمال مناسب ہے۔

درختوں سے رات کے وقت گندی ہوا نکلتی ہے اور دن میں صاف پس رات کو درختوں کے نیچے زیادہ دیر تک بیٹھنا یا سونا نہ چاہیے۔

ہوا کو جسم میں لیجانے اور باہر نکالنے کے واسطے گہران اندری یعنی ناک کے دو سوراخ ہیں جن میں یہ طاقت بھی موجود ہے کہ وہ اچھی یا بُری ہوا کی تمیز کر سکیں۔ پس جس جگہ بُری ہوا معلوم ہو اگر وہاں رواروی میں گذرنا ہو تو سوانس کو روک لینا مناسب ہے اگر زیادہ دیر تک رہنا ہو تو جہانتک ہو سکے آہستہ آہستہ سوانس لینا مناسب ہے ایسے موقع پر ناک کو بند کر کے منھ سے سوانس لینا نہایت نامناسب اور مضر صحت ہے۔ جہاں بدبو آتی ہو وہاں ہمیشہ کے لئے یا عرصہ دراز کے لئے ہرگز نہ رہنا چاہیے اگر بدرجہ لاچاری رہنا پڑے تو اُس بدبو کو دور کرنے کے لئے وسایل عمل میں لانے چاہییں اگر دور نہ ہو سکے تو خوشبودار اور قاطع بدبو چیزوں کے ذریعہ ہوا کو صاف کرنا لازم ہے۔

اگر ہر روز کسی رمنیک استھان میں کم از کم پانچ مرتبہ اور زیادہ اپنی طاقت فرصت اور شوق کے موافق آہستہ آہستہ سوانس یعنی دم کو اوپر کھینچا جاوے اور تھوڑی دیر وہاں روک کے پھر اُسی طرح آہستگی سے نکالا جاوے اور تھوڑی دیر باہر روک کر پھر اوپر کو کھینچا جاوے تو اس طرح عمل کرنے سے جسم کے بہت سے اندرونی پردوں پھیپھڑوں وغیرہ میں ہوا کا گذر ہو کر جسم کی غلاظت کے اخراج میں مدد ملتی ہے اور سارا جسم صاف اور پھول کی طرح شگفتہ ہو جاتا ہے۔ محنت کا کام زیادہ کیا جا سکتا ہے اور تکان کم معلوم ہوتی ہے اس عمل کے باقاعدہ استعمال سے تھوڑے عرصہ میں پران استھر ہونے لگتے ہیں اور من بھی یکسو ہو کر کشف اور روشن ضمیری حاصل ہونی شروع ہوتی ہے۔

پانی کا مناسب استعمال

ہوا سے دوسرے درجہ پر زیادہ ضروری اور استعمال میں آنے والی چیز پانی ہے اور اسی وجہ سے قدرت نے قریب تین چوتھائی پانی رکھا ہے اور نباتاتی اور حیوانی اجزا میں بھی بہت کچھ پانی موجود ہے انسان کا جسم قریب ستر فیصدی پانی سے بھرا ہوا ہے۔ جسم کے سخت سے سخت حصوں دانت بال اور ناخن وغیرہ میں بھی پانی موجود ہے۔ رگ و ریشہ کی ملایمت خون کی تیزی و دیگر لعابوں کو پانی ہی سہارا

دیتا ہے۔ پٹھوں کی لچک وموڑ وغیرہ میں مدد دیتا ہے۔ ہڈیوں میں حرکت ہوتے وقت رگڑ نہ لگنے کا سبب بھی پانی ہے۔

پانی کو ہم غذا و ہم دوا کہتے ہیں وجہ یہ ہے کہ کوئی غذا بغیر پانی کے نہ ہضم ہو سکتی ہے اور نہ چلائی جا سکتی ہے خود پانی میں ہاضمہ وغیرہ کی خاص طاقت موجود ہے۔

خوراک بغیر عرصہ تک زندہ رہنا ممکن ہے۔ مگر بغیر پانی کے زندہ نہیں رہا جا سکتا۔ تندرست آدمی کو قریب دو سیر پانی کی روزمرہ ضرورت سمجھنی چاہئے۔ البتہ موسم گرما میں قدرے زیادہ اور موسم سرما میں قدرے کم اور اسی قدر مقدار پانی کی پسینے تھوک۔ اور پیشاب کے ذریعہ نکلتی رہتی ہے۔ مفصلہ ذیل موقعوں پر پانی نہ پینا چاہئے (۱) ورزش کے بعد۔ (۲) خالی معدہ (۳) تر میوہ کے بعد (۴) ترش اور چکنی چیزوں کے بعد (۵) غنودگی میں (۶) بغیر پیاس کے۔

موسم گرما میں ٹھنڈے پانی۔ برف کے پانی۔ یا شربت وغیرہ کو بغیر پیاس یا پیاس سے زیادہ پینا نہایت نامناسب اور نقصان پہنچانے والی حرکت سمجھنا چاہئے اسی طرح کھانے کے وقت ہر لقمہ کے بعد بار بار پانی پینا یا بہت زیادہ پانی پینا بھی مضر صحت ہے زیادہ اچھا یہ ہے کہ کھانے سے ایک گھنٹہ بعد پانی پیا جاوے۔ موٹے آدمیوں کو خصوصاً کھانے کے بعد پانی نہ پینا چاہئے۔ مرگھٹ اور قبرستان کے پاس کے کنوؤں اور چشموں کا پانی۔ یا جس کنوئیں کا پانی مدت سے نہ نکلا ہو یا جس پانی کے رنگ۔ بو۔ اور ذائقہ میں فرق معلوم ہو ہرگز نہ استعمال کرنا چاہئے۔

جہاں ندی کا پانی استعمال کیا جاتا ہو وہاں آبادی سے اوپر کی طرف کا پانی زیادہ عمدہ ہوتا ہے کیونکہ اس میں غلاظت وغیرہ کا ملاؤ ہونے کا احتمال نہیں ہو سکتا جہاں تالاب کا پانی پیا جاتا ہو وہاں اُس تالاب میں یا تو نہانا۔ اور کپڑے دھونا وغیرہ کام نہ ہونے چاہئیں یا ہر ایک ضرورت کے واسطے مناسب فاصلہ کے ساتھ علیحدہ علیحدہ گھاٹ ہوں جہاں چاہ یعنی کنوئیں کا پانی پیا جاتا ہو۔ وہاں پنگھٹ کنوؤں کے کنارے زمین سے اس قدر اونچے اور پختہ بنے ہوئے ہونے چاہئیں کہ کوڑے کرکٹ وبرسات کے موسم میں غلیظ پانی وغیرہ اُس میں نہ جا سکیں اور اگر ایسے کنوئیں چاروں طرف درختوں سے گھرے ہوں تو اُن کے اوپر سایہ ہونا چاہئے تاکہ درختوں کے پتوں وغیرہ کا کوڑا گرنے اور سڑنے نہ پاوے۔ نیز ایسے کنوؤں کا پانی اگر ہر موسم برسات کے بعد صاف کرا دیا جاوے تو بہت فائدہ متصور ہے۔

پینے کے پانی کو مقطر کرنا زیادہ مفید ہے لیکن مقطر کرنے والے برتن صاف ہوتے رہنے چاہئیں ورنہ ان میں غلاظت اور چھوٹے چھوٹے پانی کے جانور پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

پینے کے پانی کو آگ میں جوش دینا یا گرم لوہے سے بجھا لینا۔ پھٹکری سے صاف کرنا۔ کپڑے سے چھاننا زیادہ مفید ہے۔

خاص حالتوں میں گرم پانی پینا بھی مفید ہوتا ہے۔ گھونٹ گھونٹ کرکے پینے سے پیاس بجھتی ہے اور دوران خون تیز ہوتا ہے۔ معدہ میں خوراک کا رس عمدہ طرح جذب ہوتا ہے۔ قوت ہاضمہ تیز ہو جاتی ہے اور بول وبراز کو صاف کرکے عمدہ طرح باہر نکال دیتا ہے۔ بدہضمی میں کھانے سے پہلے قریب ایک چھٹانک گرم پانی پینا بہت فائدہ مند ہے۔ سردی ہو گئی ہو یا نیند نہ آتی ہو یا بہت تھکاوٹ ہو تو بھی گرم پانی مفید ہے لوہے کے برتن یا مٹی کے گھڑے میں پانی رکھنا زیادہ عمدہ ہے۔ وہ برتن اور جگہ جہاں وہ رکھے جاتے ہیں اسقدر صاف رہنے چاہئیں کہ وہاں کائی نہ جمنے پاوے اور ہمیشہ انکو ڈھککر رکھنا چاہئے۔

غذا کا مناسب استعمال عمر، طبیعت ۔ موسم اور رہن گت یعنی پیشہ کا لحاظ کر کے وہ چیزیں جو زود ہضم ہوں ۔ جو خوش ذائقہ ہوں اور جسم کو زیادہ پرورش کرنے والی ہوں استعمال کرنی چاہئیں ۔ کچی یا سڑی ہوئی ۔ جلی ہوئی ۔ یا بدبو دار چیز نہ کھانی چاہیے اور کھانے پینے کی چیزیں بہت گرم ہرگز نہ استعمال کرنی چاہئیں

دھاتو یعنی معدنی اشیاء میں نمک ۔ نباتاتی اشیاء میں اناج ۔ موسمی پھل و سبز ترکاری ۔ حیوانی اشیا میں دودھ گھی اور مکھن ہر روز استعمال کرنا زیادہ مفید ہے ۔ لیکن کسی چیز کو وہ کیسی ہی عمدہ ہو بغیر بھوک کے کھانا یا بھوک سے زیادہ کھانا ہر حالت میں نقصان پہنچاتا ہے ۔

ایک ہی غذا کا ہمیشہ یا عرصہ تک استعمال کرنا بھی مضر صحت ہے ۔ کیونکہ بدن کی پرورش کی ضروریات مختلف ہیں اور اُن سب کا بہم پہنچانا ضروری ہے اس لئے رہن گت کے لحاظ سے مختلف غذاؤں کا انتخاب کرنا اور اُن کا موزون مقدار میں استعمال کرنا لازم ہے ۔ مثلاً دماغی محنت کے واسطے کندمول و میوجات ۔ سیب ۔ انگور ۔ بادام وغیرہ جسمانی محنت کے واسطے روغن ونشاستہ آمیز اشیاء چاول ۔ شکر وغیرہ ۔ ماس بڑہانے کے لئے گیہوں چوکہ دال وغیرہ اور ہڈی بڑہانے اور مضبوط کرنے کے واسطے کھار و چونہ آمیز چیزیں دودھ گھی وغیرہ زیادہ مفید ہیں ۔

کھانے کے اوقات باقاعدہ مقرر کرنے چاہئیں عموماً ہر روز کم از کم دو مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ چار مرتبہ مناسب وقفہ کے ساتھ غذا کھانی مناسب ہے ۔

کوئی چیز جو افراط سے بہم پہنچ گئی ہو اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ کھانی چاہیے ۔ نیز اگر کوئی خراب چیز کسی طرح سے آگئی ہو تو بالکل نہ استعمال کرنی چاہیے ۔

کھانے کے وقت طبیعت کو نہایت خوش رکھنا اور غذا کو منھ کے لعاب کے ساتھ اچھی طرح تر اور باریک کر کے آہستہ آہستہ دانتوں سے چگلا کر یعنی پیسکر کھانا چاہیے ۔

کھانے کے بعد تھوڑی دیر چہل قدمی کرنا ۔ کچھ عرصہ تک داہنی کروٹ سے لیٹنا ۔ راگ وغیرہ کا سننا یا آہستہ آہستہ خود گانا یا کسی دلچسپ کتاب و اخبار کا پڑھنا مناسب ہے اس وقت تک نہایت محنت و فکر کا یا دوڑنے یا بھاگنے کا کام کرنا یا ایسی نشست سے بیٹھنا جس میں معدہ دبے یا فوراً سونا مضر صحت ہے ۔

صفائی جس طرح سے ہوا ۔ پانی اور غذا جسم کی پرورش کے واسطے ضروری چیزیں ہیں اسی طرح سے صفائی کو بھی ایک لازمی امر اور دہرم کا ضروری جز سمجھنا چاہیے ۔

صفائی کے ظاہری و باطنی بھید سے کئی اقسام ہیں جن میں سے اس جگہ صرف شاریرک دہرم کے متعلق صفائی کا ذکر کیا جاتا ہے جو عموماً بذریعہ پانی ۔ مٹی ہوا اور اگنی کے ہوتی ہے ۔

جسم کی صفائی جسم میں بیشمار سوراخ ہیں جنکو مسام یا رونگٹے کہتے ہیں اور اگرچہ تمام ہوا جو تنفس کی جاتی ہے اُسکا زیادہ حصہ ناک کے ذریعہ جسم میں جاتا اور باہر نکلتا رہتا ہے اسی طرح پانی اور غذا بذریعہ منھ کے جسم میں جاتے اور بلجور مل موتر یعنی بول و براز باہر نکلتے رہتے ہیں تاہم بہت سا سوکشم یعنی لطیف حصہ ان ہرسہ اشیاء کا بذریعہ جملہ سوراخوں کے ہر وقت جسم میں جاتا اور باہر نکلتا رہتا ہے اس لئے جملہ سوراخ ہائے کو حسب ذیل طریقوں سے صاف و پاک رکھنے کی کوشش کرتے رہنا مناسب ہے ۔

(۱) حاجات ضروری سے فارغ ہوکر مقامات شرم گاہ کو اچھی طرح صاف کرنا ۔ ناخن سے میل نکال کر انگلیوں اور ہاتھوں کو مٹی سے دھونا چاہیے ۔

(۲) دانت اور زبان [illegible]

مفید ہوتی ہے اگر دانت بہم نہ ہو سکے تو نمک اور سونٹھ کا سفوف استعمال کر لینا مناسب ہے۔ شہد اور کوئلہ
کے منجن سے دانت نہایت صاف اور سفید ہو جاتے ہیں۔

(۳) ہر روز سارے جسم کو پانی سے صاف کرنا چاہئے جسکو اصطلاح میں نہان یا غسل کہتے ہیں نہانے کا
پانی صاف ہونا ضروری ہے چلتے پانی میں جو قدرے اوپر سے گرتا ہو نہانا زیادہ مفید ہے نہاتے وقت تمام
جسم کو گیلے کپڑے سے آہستہ آہستہ مل کر صاف کرنا اور نہانے کے بعد خشک کپڑے سے خوب پونچھنا مناسب ہے

پرشن۔ نہانے کے واسطے کونسا وقت عمدہ ہے۔

اتر۔ ہر ایک شخص اپنی فرصت۔ عمر صحت اور موسم کا لحاظ کرکے جو وقت موقع ہو نہاوے عموماً سونے
کے بعد حاجات ضروری سے فرصت پاکر نہانا چاہئے۔

جب بدن بہت تھکا ہوا ہو گرم ہو۔ پیٹ بھرا ہوا ہو۔ پاخانہ کی حاجت ہو اس وقت نہانا نہیں چاہئے
بیماری کے وقت خصوصاً دست اور پیچش کی بیماری میں نہانا مناسب نہیں۔

موسم گرما میں سورج نکلنے سے پہلے نہانا زیادہ مفید ہے جنکی صحت عمدہ ہو اُن کو ہمیشہ اسی وقت اور
ٹھنڈے پانی سے اور اگر ممکن ہو بہتے ہوئے پانی میں نہانا چاہئے کمزور اور بڈھے آدمیوں کو خصوصاً موسم
سرما میں گرم پانی سے کسی محفوظ جگہ میں نہانا چاہئے۔

ہر حالت گرمی وغیرہ میں خصوصاً نہانے کے بعد دھوتی وغیرہ گیلا کپڑا استعمال کرنے سے صحت کو نقصان پہنچتا ہے

(۴) روزمرہ یا تیسرے روز یا آٹھویں روز خصوصاً سرد اور خشک موسم میں سارے جسم پر تیل کی مالش
بہت مفید ہے۔

(۵) بالوں کو ہمیشہ صاف رکھنا چاہئے۔ آٹھویں روز یا جب موقع ہو کسی میل نکالنے والی چیز۔ صابن۔ آملہ
وغیرہ سے بالوں کو دھو کر ان میں تیل ڈالنا چاہئے۔

(۶) نہاتے وقت اور نیند سوتے اور جاگتے وقت آنکھوں کو ٹھنڈے اور صاف پانی میں بھگونا اور چھینٹے
مار کر خوب صاف کرنا چاہئے۔ اگر کسی وجہ سے آنکھیں کمزور اور غبار دھندلی ہوں تو ترپھلے یعنی ہڑ۔ بہیڑہ۔
آملہ کے پانی سے دھو کر کچھ دیر بعد سوتے وقت بچوں کو کاجل اور زیادہ عمر والوں کو سرمہ لگانا مفید ہے۔

(۷) جاڑوں میں تھوڑی دیر برہنہ جسم دھوپ میں بیٹھنے سے اور گرمیوں میں چاندنی میں بیٹھنے سے دھوپ اور
چاندنی کی شعاعوں سے بہت صفائی تر و تازگی اور شادمانی حاصل ہوتی ہے۔

کپڑوں کی صفائی | پوشش اس قسم کے استعمال کرنے چاہئیں جن میں سردی یا گرمی خراب اثر نہ ڈال سکے جو نہ
ایسے تنگ و چست ہوں کہ پہننے اتارنے میں تکلیف اور سانس لینے میں رکاوٹ ہو یا کوئی حصہ جسم کا دبا
رہے۔ اور نہ ایسے کھلے ہوں کہ چلتے وقت ہوا میں اُڑتے پھریں یا زمین پر گھسٹتے ہوئے چلیں۔ گرمیوں میں
سر پر ایک ہلکا سا عمامہ اور پاؤں میں موزے پہننا مناسب نہیں۔ کپڑوں کو وقتاً فوقتاً جھاڑنا اور میل نکالنے
والی چیزوں اور پانی سے دھونا چاہئے جو پانی سے صاف نہ ہو سکیں ان کو دھوپ اور ہوا سے صاف
کرنا چاہئے۔

جس طرح دن میں استعمال کرنے کے کپڑے صاف رہنے لازم ہیں اسی طرح سے رات کے استعمال
کے کپڑے بستر وغیرہ کو اور بچھونا وغیرہ ہر روز اٹھا اور صاف رکھنا چاہئے۔

کھانے پینے و دیگر استعمال کے برتن اور اسباب کو بھی صاف اور ستھرا رکھنا چاہئے۔

مکان کی صفائی | مکان ایسا ہونا چاہئے جس میں نمی نہ ہو۔ سورج کی روشنی اچھی طرح سے آتی ہو پاخانہ اگر گھر

میں ہو تو ایسی جگہ ہو کہ سارے مکان میں تعفن نہ پھیلنے پاوے اور اسکی صفائی آسانی اور عمدگی سے ہو سکے۔

رسوئی خانہ بھی اگر گھر میں ہو تو ایسی جگہ ہو کہ دھواں سارے مکان میں نہ پھیل سکے رسوئی کے مکان میں ہر روز کھانا بنانے سے پہلے جھاڑو دیکر چونے کا فرش ہو تو پانی سے ورنہ مٹی وغیرہ سے چوکا دینا چاہئے۔ رسوئی کے مکان میں یہ بھی لحاظ رکھنا چاہئے کہ نہ تو پانی جذب ہونے پاوے اور نہ کسی ایک جگہ جمع ہو کر سڑنے لگے۔ نمی اور بو رفع کرنے کے واسطے اگر احتیاطاً لوبان وغیرہ بھی جلایا جاوے تو اور بھی بہتر ہے۔

پاخانہ اور موریاں باقاعدہ صاف ہونی چاہئیں مکان کے باہر یا صحن اور برآمدے میں ممکن ہو تو تلسی وغیرہ پودوں پھولوں گملوں کو قرینہ سے لگانا۔ اور کمروں کو گلدستوں اور عالم با عمل اصحاب کی تصاویر اور نصیحت آمیز مقولوں سے سجانا مناسب ہے۔

بعد موسم برسات سارے مکان کو مٹی یا سفیدی وغیرہ سے درست اور صاف کرنا مناسب ہے۔

نمی یا بدبو دور کرنے یا جاڑے کے موسم میں تاپنے اور مکان گرم رکھنے کے لئے اکثر آگ جلائی جاتی ہے۔ اس واسطے مکان میں آتش دان بھی ہونا ضروری ہے۔ اگر آتش دان نہ ہو تو اوپر چھت کے نزدیک اور نیچے زمین کے نزدیک ایسے روشن دان اور سوراخ رکھنے مناسب ہیں جنکے ذریعہ دھواں نکل سکے اور تازہ ہوا آسکے جہاں آتش دان و روشن دان نہ ہوں وہاں کوئلہ وغیرہ کا جلانا خصوصاً مکان کے دروازے بند کرکے نہایت ہی مضر صحت ہے۔

روشنی کا استعمال رات کے مکان میں روشنی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ مٹی کا تیل جو عام طور پر مروج ہے اس میں بو اور دھواں زیادہ ہونے کا نقص ہے اس وجہ سے تل یا سرسوں کا تیل یا موم بتی کا جلانا بہتر ہے اگر تیز روشنی کی ضرورت ہو تو مٹی کا تیل ایسے لیمپوں میں جلانا چاہئے جن میں کانچ کی چمنی یا اور کوئی ترکیب دھواں اور کاجل کم نکلنے کی موجود ہو۔

کم روشنی میں یا تیز روشنی کے سامنے زیادہ باریک کام کرنے سے آنکھ کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے یہ لحاظ ہمیشہ رکھنا چاہئے کہ باریک کام کرتے وقت روشنی کافی ہو اور لیمپ وغیرہ کو بجائے سامنے رکھنے کے پیچھے کی طرف یا بائیں طرف مناسب فاصلہ اور اونچائی پر رکھنا چاہئے اور اگر زیادہ دیر تک کام کرنا ہو تو ہر گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے بعد ایک دو دو منٹ تک آنکھ بند کرکے آرام دینا مناسب ہے۔

مذکورہ بالا پابندیوں سے جسمانی صحت عمدہ قایم رہتی ہے اور بیماری نہیں ہونے پاتی۔

پرشن - کیا اس طرح کی پابندی اور احتیاط سے وبائی بیماریوں سے بھی حفاظت ہونی ممکن ہے۔

اُتر - وبائی بیماریاں عموماً اُس جسم پر زیادہ اثر کرتی ہیں جس میں اُن وبائی بیماریوں جیسا مادہ موجود ہو۔ اور مذکورہ بالا پابندیوں سے ایسا مادہ پیدا نہیں ہوتا اس لحاظ سے وبائی بیماریوں سے بھی بہت کچھ حفاظت ہو جاتی ہے تاہم وبائی بیماریوں کا انسداد اور اُن سے بچنے کا انتظام سماجک اونتی کے ذمہ دار اشخاص کی طرف سے ہونا چاہئے جسکا ذکر سماجک دھرم میں مفصل طور پر کیا جاویگا۔

جسم صرف بطور ایک مکان کے ہے واضح رہے کہ انسان کا جسم صرف بطور ایک مکان یا آلہ کے ہے اور اگرچہ جسم کا اثر خصوصاً خوراک و رہن گت کی وجہ سے من وغیرہ پر بھی پڑتا ہے۔ مثلاً بھوک - پیاس - نیند - کی خماری سر درد وغیرہ میں من کی طاقتیں - قوت حافظہ وغیرہ ٹھیک ٹھیک اپنا کام نہیں دے سکتیں۔ تاہم من کا اثر جسم پہ بہت زیادہ پڑتا ہے۔ مثلاً خوف یا غصہ وغیرہ کا اثر جسم پر اس قدر پڑتا ہے کہ کبھی کبھی نہایت سخت جسمانی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں اس وجہ سے شاریرک دھرم کو پالن کرتے ہوئے مانسک دھرم وغیرہ

کو شاریرک دہرم سے بدرجہا زیادہ توجہ کے ساتھ پالن
کرنا چاہئے۔ جسکا ذکر اگلے حصوں میں
درج ہے

امرت دھارا (آب حیات)

(۱) من جیتے جگت جیت ٭

(۲) پاربرہم کی جب من بھوکھ نانک تسے نہ لاگے دوکھ ٭

(۳) نہ سُکھ وچ سنسار دے نہ سُکھ چھڈ گیان۔ سُکھ ہے وچ وچار دے تے سنتاں شرن پیان ٭

(۴) سب سُکھ رام نام لولائی نام اپنا سُکھ سگل برتھائی۔ (۵) ستہ پُرش جس جانیا ست گور تس کا نام تِس کے سنگ سکھ اودہرے نانک ہر گن گاو۔ (۶) ہارے نہ ہمت وسارے نہ ہرنام ٭ (۷) اودم دلدر داناس کرے۔ یعنے ہمت اور محنت سے افلاس دور ہوتی ہے (۸) جس کے اپنے اندر امرت ہے۔ اُس کے لئے کل برہمانڈ امرت مئے ہے جس کے اپنے اندر دکھ ہے۔ اُس کے لئے کل برہمانڈ دکھ مئے ہے ٭ (۹) بُری سنگت انسان کو ہلاک کرتی اور بھلی سنگت اس کو ابدی زندگی دیتی ہے۔ (۱۰) جس طرح عقلمند اور لایق شخص کے ہاتھ میں آکر مٹی سونا بن جاتی ہے اوسی طرح کامل رہبر کے ہاتھ میں آنے سے پاپی اور مورکھ انسان فرشتہ بن جاتا ہے۔ اسواسطے اپنی اور اپنے بچوں کی حقیقی بہتری کیلئے دہارمک اور لایق شخصوں کی تربیت میں رہنا اختیار کرو ٭ (۱۱) اپنے کانشنس کو ٹھیک کرو تو تم ہمیشہ خوش رہو گے (۱۲) سب کچھ ملکر اُس شخص کے بھلے کے لئے کام کرتا ہے۔ کہ جو ایشور کا پریمک ہے۔ (۱۳) پریمک ہمیشہ جیت پاتا ہے (۱۴) پرمیشور پریم ہے اور جس میں پریم ہے اُس میں پرمیشور ہے۔ اور جس میں پرمیشور کا ظہور ہوتا ہے۔ اوس میں پریم کا ضرور ظہور ہوتا ہے۔ (۱۵) خودغرضی اور پریم دو متضاد صفتیں ہیں۔ اور ایک ہی وقت میں ایک شخص میں نہیں رہ سکتیں۔ اسواسطے دہارمک شخصوں کی بڑی علامت یہ ہے کہ وہ خودغرض نہیں ہوتے۔ اور صدق دل سے ہر ایک کا منگل چاہتے ہیں۔ انکی ساری زندگی منگل اور پریم کی لیلا ہوتی ہے۔ (۱۶) اپنے ہر ایک کام اور عمل کو خوب سوچ سمجھ کر اور بہترین طور پر کرنے کی کوشش کرو ٭ (۱۷) انسانی زندگی میں ایسی قابلیت ہے کہ اُس سے جس قدر اعلےٰ اور قیمتی اور مفید و مبارک نتائج اپنے لئے اور دیگر بیشمار مخلوق کے لئے انسان پیدا کرنا چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ اسواسطے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنی زندگی کا بہترین استعمال کرنے کی کوشش کرے ٭ ا-س-ا

جلد اول حصہ دوم مانسک دہرم

یعنی

فرائض اخلاقی یا باطنی

مانسک دہرم کی ویاکھیا جیسے چمڑہ۔ گوشت۔ خون۔ ہڈی۔ چربی۔ مغز اور ویرج سے ظاہر دکھائی دینے والا استھول شریر یعنی جسم عنصری بنا ہوا ہے۔ اسی طرح پران جو زندگی اور حرکت کا ذریعہ ہے۔ کرم اندریاں اور گیان اندریاں یعنی حواس خمسہ ظاہری و باطنی اور من جو ہر لمحہ سنکلپ وکلپ کرتا رہتا ہے۔ ان سب طاقتوں سے بنا ہوا سوکشم شریر یعنی لطیف جسم بیرونی جسم کے اندر ہے جسکی طاقتیں استھول شریر سے بدرجہا زیادہ ہیں۔ اور صرف پرکاش روپ ہے۔

بیرونی جسم اندرونی جسم کا صرف بطور ایک خول یا غلاف کے ہے۔ جسپر اندرونی جسم کا اثر ہر وقت پڑتا رہتا ہے۔

مانسک دہرم کی ویاکھیا النکار یعنی استعارہ ہیں النکار روپی کتھا کے طور پر دھارمک پرش ایسا کہتے ہیں کہ شریر روپی نگر میں من راجہ کی طرح ہے اور گیان اندریاں یعنی حواس خمسہ باطنی اُسکے اہلکار اور کرم اندریاں یعنی حواس خمسہ ظاہری اُسکے خدمتگار ہیں۔ جملہ ناڑی دہاتو اسکی فوج اور ویرج دولت کا خزانہ ہے۔ جس قدر ویرج زیادہ ہوگا اور جملہ اہلکاران و خدمتگاروں اور فوج سے ٹھیک ٹھیک کام لیکر ویرج روپی دہن سے اُن کو خوش کیا جاویگا۔ اُسی قدر راج کو ترقی ہوگی۔ اور اگر ویرج کم ہوگا اور اُسکے زیادہ کرنیکی کوشش نہ کی جاویگی۔ اور اُس کو نامناسب طور پر یا فضول خرچ کیا جاویگا تو من روپی راجہ کا تیج جاتا رہیگا۔ اہلکار کمزور ہوکر تھک جاویں گے۔ اور آخرکار کام کرنے سے جواب دیدینگے اور راج نشٹ کو پراپت ہو جاویگا۔

من کی شکتیاں یعنی طاقتیں بے شمار ہیں جنکو ٹھیک ٹھیک نشو و نما کرنے اور استعمال کرنے سے سارے سکھ حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور اگر گیان تا۔ آلس۔ لالچ آدی دوشوں یعنی جہالت۔ سستی اور طمع وغیرہ کے سبب ساری طاقتوں کی ٹھیک ٹھیک وردہی یعنی نشو و نما نہ ہووے۔ یا اُن سے پورا پورا کام نہ لیا جاوے یا نامناسب کام لیا جاوے تو من اندریوں کی قید میں پھنس کر طرح طرح کے دُکھوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اندریاں بھی مثل بے سر فوج کے پریشان اور پراگندہ رہتی ہیں۔

من کو ہر حالت میں یکسو رکھنا چاہیے جیسے دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن ہمیشہ ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور زندگی کا سلسلہ لگا ہوا ہے۔ اسی طرح دنیاوی کاموں میں خوشی کے ساتھ رنج اور رنج کے ساتھ خوشی وابستہ رہتی ہے پس ہرش وشوک میں زیادہ لپائمان نہ ہوتے ہوئے من کو ہر حالت میں سادہ ہان یعنی یکسو رکھنا

چاہیئے۔ نہ خوشی کے موقع پر بے اندازہ خوش ہونا مناسب ہے۔ نہ رنج کے وقت بالکل گھبرا جانا زیبا ہے۔ ان دونو حالتوں کو عارضی سمجھکر سچے من سے اپنے فرائیض ادا کرنے میں معروف رہنا چاہیئے۔ جسقدر بڑے بڑے آدمی دنیا میں نمایاں کام کرکے اپنا نام روشن کر گئے ہیں سب مذکورہ بالا طریقہ سے اپنے فرائیض انسانی ادا کرتے رہے ہیں چنانچہ مثال کے طور پر مختصر حال مہاراجہ رام چندر جی کا لکھا جاتا ہے۔

درشٹانت مہاراجہ رام چندر جی

جب مہاراجہ رام چندر جی کو اُنکے پتا دسرتھ نے راج دینے کا ارادہ کیا اُس وقت اجودھیا باسیوں اور رام چندر جی کی ماتا کوشلیا وغیرہ کو نہایت خوشی ہوئی۔ جیسے جیسے راج تلک کا وقت قریب آتا جاتا تھا خوشی کے سامان زیادہ ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ جس روز راج تلک ہونا تھا اُس سے ماقبل شب کو رات بھر شہر اور محلوں میں طرح طرح کی خوشیاں منائی گئیں۔ مگر مہاراجہ رام چندر جی کی طبیعت میں کوئی خاص تغیر واقع نہیں ہوا وہ جیسے ہمیشہ رات کو سوتے تھے اُسی طرح سو کر اور پچھلے پہر اُٹھکر معمولی فرائیض ادا کرتے رہے۔ اور پھر حسب دستور سابقہ معینہ وقت پر مہاراجہ دسرتھ کے پاس گئے وہاں جاتے ہی بجائے راج کے بن باس ملا اُس وقت بھی مہاراجہ رام چندر جی کو رنج نہ ہوا۔ بلکہ وہ یہ کہتے تھے کہ اب جنگلوں کے قدرتی نظاروں سے طبیعت خوش کرینگے اور گوشہ نشین مہاتماؤں کے درشن اور ست سنگ سے لابھ اُٹھائیں گے۔

بجائے راج کے بن باس کا ملنا ہی کچھ کم مصیبت نہ تھی۔ مگر اُس بیکسی کی حالت میں پتا کے مرنے کا صدمہ۔ پتی برتا استری سیتا جی کو راون کا چرا کر لیجانا۔ راون کے ساتھ جدھ میں چھوٹے بھائی لچھمن جی کا سخت زخمی ہونا۔ غرضیکہ مصیبت پر مصیبت کا پڑنا ایسے دردانگیز واقعات ہیں جنکے سُننے سے دل کانپ جاتا ہے مگر مہاراجہ رام چندر جی نے سب صدموں کو مثل ایک سچے دہارمک اور جودہا پرش کے برداشت کرتے ہوئے چودہ برس کی مصیبت کے زمانہ کو نہایت ہمّت۔ جوانمردی۔ پارسائی اور بہادری کے ساتھ گذار کر پھر اپنے وطن اجودھیا میں جاکر راج کیا۔

من کو بُرے خیالات سے روکنے کا طریقہ

انسان کا من مثل ایک سمندر کے ہے جس میں سنکلپ وبکلپ روپی لہریں نہایت زور سے موجیں مار رہی ہیں۔

ہندوستان کے رشیوں نے من کو دو زبان والا سرپ کہا ہے۔ ایک زبان میں امرت بھرا ہوا ہے اور دوسری میں وِکھ یعنی زہر۔ اچھے خیالات کو امرت اور بُرے خیالات کو زہر سمجھنا چاہیئے۔

پہلے من میں سنکلپ یعنی خیال پیدا ہوتا ہے اُسکے موافق کرم یعنی فعل سرزد ہوتا ہے اور اپنا پھل سُکھ یا دُکھ دیتا ہوا سنسکار روپ بیج کی طرح من میں موجود رہتا ہے۔ اسی طرح سے سنسکار سے کرم اور کرم سے سنسکار کا چکر برابر چلتا رہتا ہے۔ اور اچھے یا بُرے خیالات میں من ہر وقت پھنسا رہتا ہے۔

بُرے خیالات ایک دن میں پیدا نہیں ہوتے ہیں بلکہ آہستہ آہستہ عرصہ دراز تک اُن میں مبتلا رہنے سے وہ زور پکڑتے ہیں عموماً شروع میں کوسنگ یعنی بدصحبت کے سبب کسی خاص وشئے کے لئے کمزور خواہش پیدا ہوتی ہے۔ وشئوں میں خواہ دولت کی خواہش ہو خواہ شہرت کی۔ خواہ عمدہ مکان اور عمدہ خوراک کی۔ خواہ عزت اور حکومت کی۔ اور خواہ عیش وعشرت اور اوباشی کی۔ آہستہ آہستہ من اُس وشئے کو پسند کرنے لگتا ہے۔ پھر اسکو بھوگنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اُس وقت اس وشئے کو حاصل کرنے کی تدبیریں سوچی جاتی ہیں پہلے جایز وسایل پر نگاہ پڑتی ہے اُن میں دقّت حاصل ہونے یا ناکامیابی کی وجہ سے ناجایز وسایل پر نوبت پہنچتی ہے مگر یہ کوشش رہتی ہے کہ ان ناجایز وسایل کی کسی دوسرے کو خبر نہ ہونے پاوے اور ساتھ ہی اُن ناجایز وسایل کو ثابت کرنے کی فکر بھی رہتی ہے۔ تاکہ پردہ فاش ہونے پر وہ ثبوت پیش کئے جاسکیں۔ رفتہ رفتہ یہ حال ہو جاتا ہے۔ کہ خواہ کوئی کتنا ہی بُرا کہے۔ خواہ کیسی ہی تکالیف عائد ہوں۔ خواہ کیسے ہی جرم اور گناہ سرزد ہوں اُنکی طرف

طبیعت نہیں ہٹ سکتی۔ گھربار کا تیاگ کر دینا۔ سردی گرمی کو برداشت کر لینا۔ جان تک پر کھیل جانا آسان معلوم ہوتا ہے مگر اس بری عادت کو چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اگر پہلی ہی مرتبہ جو برا خیال پیدا ہوا تھا اُسکو برا سمجھکر روک دیا جاتا تو آیندہ اُس طرف من ہرگز متوجہ نہ ہوتا اور دشمن روپی تسکرو ہردے روپی فصیل میں ہرگز دخل نہ پاتا۔

پس برے خیالات سے من کو شدھ کرنے کے واسطے کو سنگ کو تیاگ اور ست سنگ کو گرہن کرنا لازم ہے ست سنگ کے ذریعہ جملہ برے خیالات کو ایک ایک کرکے من سے نکال دینا چاہیے۔

اگر عالم باعمل مہاتماؤں کا ست سنگ میسر نہ ہو سکے۔ تو اسکا بدل مہاتماؤں کی بنائی ہوئی اخلاقی کتب ہر جگہ اور ہر موقع پر آسانی سے ملنی ممکن ہیں۔

لڑکپن سے ہی اگر انسان کو سنگ سے محفوظ رہ کر ست سنگ کی دولت سے فیضیاب ہوتا ہے۔ تو اُسکا من سبھاؤک ہی شدھ رہیگا۔

من کو صاف کرنیکا دوسرا طریقہ

مفصلہ ذیل دوشوں یعنی برائیوں سے جہانتک ممکن ہو من کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ اگرچہ خاص خاص حالتوں اور موقعوں پر ان دوشوں سے بچنا بہت مشکل بلکہ قریب ناممکن ہے۔ تاہم خیال رکھنے۔ اور کوشش کرتے رہنے سے ان دوشوں کے اثر سے بہت کچھ حفاظت ہونی ممکن ہے۔ وہ دوش حسب ذیل ہیں۔ کرودھ یعنی غصہ۔ اہمان یعنی غرور۔ تسکرتا یعنی نزاکت۔ ایرکھا یعنی حسد۔ دویش یعنی دشمنی۔ نندا یعنی ہجو۔ بھے یعنی خوف۔ لجیا یعنی شرم۔ شنکا یعنی شبہ۔ لوبھ یعنی لالچ۔ موہ یعنی محبت۔ ہٹ یعنی ضد۔ پکش پات یعنی طرفداری۔ سوارتھ یعنی خودغرضی۔ چنتا یعنی فکر۔ اساودھانی یعنی بے احتیاطی۔ آلس یعنی کاہلی۔ اترتا یعنی عجلت۔ للوچپو یعنی دنیا سازی۔ چھل یعنی فریب۔ اسَت یعنی جھوٹ بولنا۔

(۱) کرودھ یعنی غصہ

یہ دوش تھوڑے سے اشتعالک سے پیدا ہو جاتا ہے اور جسم کو مثل آگ کے تاپ اور جلانے لگتا ہے۔ غصہ کی حالت میں من اور حواس بے قابو ہو جاتے ہیں اور اُس طوفان بے تمیزی اور جوش کی حالت میں کئی نامناسب اور ناشایستہ حرکات ایسی سرزد ہو جانی ممکن ہیں۔ جنکا خراب اثر زندگی بھر سہنا پڑتا ہے۔ اور افسوس کرنا پڑتا ہے۔ مباحثہ کے وقت غصہ آنے سے وچار شکتی اور دلایل مفقود ہو جاتے ہیں۔ انصاف ظلم اور زبردستی اور بےرحمی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ سچائی کی کوشش بند ہو کر اپنی فتح کی کوشش شروع ہو جاتی ہے۔ پس ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے کہ غصہ پیدا ہونے کے وسایل پیدا نہ ہونے پاویں۔ ایسی باتوں سے جو غصہ پیدا کریں پرے رہنا چاہیے۔ کیونکہ جس شخص کو بخار کا خوف ہو اُسکو اُن چیزوں سے جو بخار کو زیادہ کریں ضرور پرہیز کرنا لازم ہے بغیر غصہ کے زندگی بسر کرنا بہ نسبت اسکے کہ غصہ کو روکا جاوے یا معتدل کیا جاوے زیادہ اچھا ہے۔ اگر کسی خاص اشتعالک سے غصہ میں گرفتار ہو جاوے تو بجائے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے اُس موقع سے ہٹ جانا مناسب ہے۔ جیسے سرپ کو جہاں تھوڑی سی جگہ سر رکھنے کو ملجاتی ہے تو وہ اُس جگہ سارے بدن کو بھی پہنچا دیتا ہے۔ اسی طرح جس من پر غصہ کا تھوڑا اثر اور دخل ہو جاتا ہے اُس من کا غصہ مالک بن جاتا ہے۔

غصہ کے روکنے کا ایک یہ علاج ہے کہ جب اسکی آمد معلوم ہو تو نہایت تحمل اور سنجیدگی سے من کو سنبھالے رہنا چاہیے۔

فطرتاً انسان دوسروں کو تکلیف دینا بالکل نہیں چاہتا ہے۔ مگر غصہ کرنے والا اکثر بدگمانی سے ایسا خیال کر لیتا ہے کہ فلاں شخص نے ضرور مجھکو تکلیف دینے کا ارادہ کیا ہے۔

بادم اگر غصہ کا جذبہ نہ رک سکے تو زبان کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ طعنہ آمیز یا ملامت انگیز الفاظ سے

گفتگو کرنا۔ یا غصہ کی باتوں کو گرم جوشی سے بیان کرنا گویا آگنی کو زیادہ روشن کرنا اور شعلوں کو بھڑکانا ہے۔ خاموش ہوجانے سے غصہ اپنے آپ چلا جاتا ہے۔ اور شانتی اپنا سایہ ڈال دیتی ہے۔

واضح رہے کہ کسی شخص سے محبت کی وجہ سے اُس کی بہتری کے لیئے کرودھ کرنا نامناسب نہیں ہے۔ نیکی سے محبت کی وجہ سے کسی ظلم یا بدی کے مخالف ناراضگی اور غصہ کا اظہار قابل اعتراض نہیں ہے۔

(۲) اہمان یعنی غرور غور سے دیکھا جاوے تو انسان ضعیف البنیان کی زندگی پانی کے بلبلے کی طرح ہے بیماری وغیرہ کے وقت بالکل بے بس ہوجاتا ہے۔ اور تھوڑے عرصہ ہیں جیسے خالی ہاتھ آیا تھا اس دار فانی سے کوچ کر جاتا ہے۔ اگر علم۔ دولت۔ حکومت وغیرہ کا ذکر کیا جاوے تو دنیا میں ایک سے ایک زیادہ عالم۔ دولتمند اور بڑے سے بڑے حکومت والے موجود ہیں۔

اپنے سے ایک یا زیادہ درجہ اونچے آدمیوں کی طرح رہنا۔ یا ظاہر کرنا غرور کی اصل نشانی ہے۔ مفلس جو ظاہر میں امیری دکھلاتے ہیں۔ شادی وغیرہ کے موقع پر قرض لیکر روپیہ برباد کرتے ہیں یا مانگے کا زیور اور کپڑا پہنکر اپنی بھڑک دکھلاتے ہیں۔ کم علم جو زیادہ علم والا اپنے تیئں ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ یہ سب ایک قسم کے مغرور ہیں۔ مغرور کی امیدیں اسقدر زیادہ ہوتی ہیں کہ وہ کبھی پوری نہیں ہوسکتیں دل ایک چھوٹی چیز ہے مگر بڑی چیزوں کی خواہش کرتا ہے وہ سیر بھر اناج بھی نہیں کھا سکتا ہے مگر دنیا بھر کو بھی اپنے لئے کافی نہیں سمجھتا۔ غرور سے ہمیشہ نیچا دیکھنا پڑتا ہے اور اس تکلیف کو ناقابل برداشت سمجھکر مغرور بے چین رہتا ہے۔

یہ اچھا ہے کہ کوئی شخص بھلا ہو اور برا مشہور کیا جاوے بہ نسبت اسکے کہ وہ برا ہو اور بھلا مشہور کیا جاوے۔ پہلی حالت میں غربت اور مسکینی پیدا ہوکر شانتی حاصل ہوتی ہے۔ اور پچھلی حالت میں جھوٹی شہرت اور ناموری حاصل ہوکر غرور پیدا ہوتا ہے۔

کسر نفسی سے اپنے تیئں چھوٹا ظاہر کرنا یا فروتنی کے ساتھ باتیں کرنا بھی ایک قسم کا غرور ہے جس سے بچنے کے واسطے انسان کو ٹھیک ٹھیک جیسا وہ ہے ویسا ہی اپنے تیئں ظاہر کرنا چاہئے اور اپنی الپ شکتی یعنی محدود طاقت پر نظر ڈالکر اور پرماتما کی مہان شکتی پر دھیان دیکر اُس کی عظمت سے اپنا پیمانہ قایم کرنا چاہئے تاکہ خواہ کتنی ہی ترقی کرتا رہے پھر بھی اُس عظیم پیمانہ کے موافق وہ ترقی کمتر ہی دکھلائی دیتی رہے۔

جو شخص دنیاوی سامانوں کے حاصل ہوجانے پر غرور کرنے لگتے ہیں اُن کو مفصلہ ذیل اتہاس پر غور کرنا چاہئے۔

قارون بادشاہ اور سولن حکیم کی حکایت مشہور روایت ہے کہ قارون بادشاہ بڑا دولتمند تھا۔ اور اپنی دولت کا بڑا گھمنڈ رکھتا تھا۔ جو شخص اُس کے پاس جاتا تھا اوسکو اپنی دولت کے خزانے دکھلاکر تعریف سُننے کا خواہاں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ سولن جو یونان کے سات منتخب حکیموں میں ایک نامور حکیم گزرا ہے قارون کے دربار میں گیا۔ قارون نے اپنی عادت کے موافق اُس حکیم کو بھی ساری دولت دکھائی اور تعریف سننے کی امید کی۔ سولن نے اُس کے جاہ وحشمت و دولت و خزانہ کو دیکھکر بجائے تعریف کے خاموشی اختیار کی۔ قارون کو وہ خاموشی ناگوار معلوم ہوئی۔ اور خود پوچھنے لگا کہ دنیا میں سب سے زیادہ خوش وخرم سولن کس کو سمجھتا ہے سولن نے ایک شخص کا نام لیا جو اپنے ملک کی آزادی قایم رکھنے کے واسطے لڑائی میں مارا گیا تھا۔ قارون نے پھر پوچھا کہ دوسرے درجہ پر کس کو خوش سمجھتے ہو۔ سولن نے دو نوجوان لڑکوں کا نام لیا جنہوں نے اپنے ماں باپ کی نہایت عمدہ طرح فرمانبرداری اور خدمتگزاری کی تھی جسکے عوض میں اُنکی ماتا نے دعا مانگی کہ دنیا کی سب سے عمدہ نعمت اُن کو حاصل ہو جو نعمت نہایت امن کی موت میں ظاہر ہوئی۔ جب دوسرے درجہ پر بھی سولن

کی زبان سے قارون نے اپنا نام نہیں سنا تو تعجب اور ناراضی کے ساتھ کہنے لگا کہ کیا میں جو اسقدر دولت وحشمت
رکھتا ہوں۔ خوش نہیں سمجھا جا سکتا۔ سولن نے جواب دیا کہ مرنے سے پہلے کسی کو خوش کس طرح کہا جا سکتا ہے
دنیا کی ہر ایک چیز کو لمحہ لمحہ میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے نہ معلوم تمہاری زندگی میں ابھی کیا کیا تغیر و تبدل واقع ہوں
یہ واجبی جواب سنکر قارون نہایت ناراض ہوا اور بغیر خاطر تواضع کے سولن کو رخصت کر دیا۔ کچھ عرصے
بعد ایران کے بادشاہ کیخسرو نے قارون کے ملک پر چڑھائی کی اور قارون کو شکست دیکر قید کر لیا اور حکم دیا کہ اُس
کو آگ میں جلا دیا جاوے۔

جب آگ اچھی طرح روشن ہوئی اور قارون کو اُس میں ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اُس وقت اُس کو سولن حکیم
کا قول یاد آیا اور اُس کی زبان سے بے ساختہ تین مرتبہ سولن کا نام نکلا۔ کیخسرو نے اُن الفاظ کے معنی اور بولنے
کی وجہ دریافت کی اور سارا حال معلوم ہونے پر اُسکے دل پر بھی سولن کی نصیحت اور بے ثباتی دُنیا کا اس قدر
اثر پڑا کہ اُس نے قارون کی جان بخشی کر کے اُس کا ملک اُس کو واپس دے دیا۔

اس حادثہ کے بعد قارون کے دل میں دولت وغیرہ کا کبھی ابھان نہیں ہوا۔

(۳) سکھ کمارتا یعنے نزاکت

من کو ہر وقت نہایت آرام طلبی میں رکھنا بھی بڑا دوش ہے گرمیوں میں خس کی ٹٹی اور
پنکھوں کے نیچے بیٹھے ہوئے بھی سر میں درد ہونا۔ اور جاڑوں میں بے شمار کپڑوں کے پہنتے اور انگیٹھیوں
کے سامنے بیٹھنے ہوئے بھی زکام کا ہونا۔ نازک مزاج آدمیوں کی عادت میں داخل ہو جاتا ہے اور اُن کا
من اتی کومل ہونے کے سبب تتکشا یعنی گرمی سردی زمانہ کی برداشت کرنیکے لایق بالکل نہیں رہتا۔

نواب واجد علیشاہ والی اودھ کا مختصر حال

نواب واجد علی شاہ لڑکپن سے ہی نہایت ناز و نعمت میں پرورش پاتے رہے تھے۔
مشہور روایت ہے کہ حضرت نواب صاحب موصوف ذرا زیادہ دودھ پی لیتے تھے۔
تو دستوں کا عارضہ لاحق ہو جاتا تھا۔ دہی کھانے سے زکام کا اور ادرک کھانے سے منہ میں چھالے پڑ جاتے
تھے۔ اور اگر ذرا کوئی تیز آواز سے بولے تو سر میں درد ہونے لگتا تھا۔ جب گورنمنٹ انگریزی نے اودھ
کے ملک پر تسلط کیا اور دفعتاً نواب صاحب کے محلوں کو راتوں رات جنگی سپاہیوں کے ذریعہ محصور کر لیا۔
اُس وقت نواب صاحب بے خبری کی حالت میں اپنے معمولی زنانہ لباس سے پاؤں میں چوڑیاں پہنے
ہوئے ایک محل سے دوسرے محل میں جاتے تھے۔ پہرہ کے سپاہی کرخت آواز کے ساتھ "ہالٹ! ہو کمز دیر"
کا نعرہ مارا۔ جسکو سنکر نواب صاحب کا کلیجہ دہل گیا اور قریب قریب بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب نواب
صاحب انگریزی افسر کے سامنے پیش ہوئے تو باوجود قوی ہیکل نوجوان ہونے کے یہ کہکر کہ میں بالکل بقصور
ہوں بچوں کی طرح رونے لگے۔

(۴) ایرکھا یعنی حسد

اس دنیا میں ہر ایک شخص کو سکھ اور دکھ فایدہ اور نقصان نیکنامی اور بدنامی جاہ و حشمت اور
تنگدستی و افلاس۔ صرف اپنے اعمال کے سبب حاصل ہوتے ہیں۔ پس کسی دوسرے کے عروج کو دیکھ کر
حسد کرنے سے اُسکے عروج میں ہرگز کمی نہیں آ سکتی۔ صرف حسد کرنے والے کا دل جلتا رہتا ہے اور وہ
سب کی آنکھوں میں حقیر ہو جاتا ہے اور جسقدر اُسکے حسد کرنے کی عادت بڑھتی جاتی ہے اُسی قدر اُسکو بینی
رہتی ہے۔ اور نیائے شکتی یعنی انصاف کی صفت جدا ہوتی جاتی ہے۔

حسد عموماً دوسروں کے سکھ کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ بڑوں سے اس واسطے کہ اُن کے برابر نہیں ہیں چھوٹوں
سے اس واسطے کہ وہ ہمارے برابر نہ ہو جاویں اور برابر والوں سے اس واسطے کہ وہ ہمارے برابر کیوں ہیں۔
حاسد مذکورہ بالا وجہ کے سبب دوسروں کی تنزلی اور تکلیف و مصیبت کو دیکھکر خوش ہوا کرتا ہے

حسد کرنا ظاہرا جنگ کرنے سے زیادہ خراب اور خطرناک ہے کیونکہ لڑائی کرنے والا جب لڑائی کی وجہ ختم ہو جاتی ہے اُس وقت دشمنی کرنی چھوڑ دیتا ہے مگر حاسد کبھی دوست نہیں ہوتا۔ دشمن تو کھلے طور پر لڑائی کرتا ہے اور لڑائی کی واجبی وجہ رکھنے کے سبب اُس کو ظاہر کرنے میں کبھی خوف یا تامل نہیں ہوتا۔ مگر حاسد صرف اپنی بدنیتی کے سبب دشمنی کرتا ہے جس کو کسی کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتا ہے۔ اور بجائے کھلے طور پر لڑنے کے چھپ چھپ کر نہایت کمینہ پن کے ساتھ بُزدلانہ حملے کرتا رہتا ہے۔ حاسدوں نے اپنی مذموم عادت حسد کے بس ہو کر دھرم پر۔ ادھرم روپی شستروں سے بے شمار حملے کئے ہیں۔ اور اُس کے تباہ کرنے میں اپنے نزدیک کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ مہاتماؤں کو تکلیف دی۔ دوستوں کو دھوکا دیا۔ نیکوں کو بدنام کیا۔ بے گناہوں کو قتل کیا۔ غرضیکہ بے شمار خراب افعال کرتے کرتے اپنے تئیں تباہ کر دیا۔ پس ہر ایک دھارمک پُرش کو لازم ہے کہ ایرکھا روپی بیج کو من روپی بھومی میں ہرگز نہ بوئے۔

(۵) دویش یعنی دشمنی جب انسان پیدا ہوتا ہے اُس وقت نہ کوئی اُسکا دشمن ہوتا ہے نہ دوست۔ رفتہ رفتہ اُسکے اپنے اعمال ہی دوستی یا دشمنی پیدا کرنے کے باعث ہوتے جاتے ہیں۔ دویش دوش سے من میں ہر وقت ایک قسم کی جلن اور بیقراری رہا کرتی ہے اور جس سے دشمنی کی جاتی ہے اُس کی طرف سے ہر وقت خوف لگا رہتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ ہر ایک شخص سے جتھا جوگ برتاؤ کرتے ہوئے من میں کسی سے دویش بھاؤ نہ رکھا جاوے۔

اگر انسان نیک اعمال آدمیوں سے دوستی رکھے۔ فیاض آدمیوں کی داد دیتا رہے۔ مصیبت زدوں کی امداد کرتا رہے۔ اور بد اعمال آدمیوں سے علیحدہ رہنے کی کوشش کرتا رہے تو دویش کے خراب اثر سے بہت کچھ محفوظ رہ سکتا ہے۔

(۶) نندا یعنی ہجو کرنا ہر ایک انسان میں بُرائی اور اچھائی دو صفتیں موجود رہتی ہیں۔ ہمیشہ بُرائی کو ہی جیسے کہ مکھی زخم پر ہی بیٹھتی ہے خیال میں رکھنا اور مبالغہ سے بیان کرنا یا اچھائیوں کو بُرائیاں ظاہر کرنا ہجو کہلاتا ہے۔ اس دوش سے نندا کرنے والے کا من نہایت میلا ہو جاتا ہے۔ نیک آدمیوں کو نندا کرنے والوں سے دراصل فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ وہ نندک آدمیوں کے خوف سے ہمیشہ نیم میں رہتے ہیں اور اگر درحقیقت اُن میں کوئی خراب عادت ہوتی ہے تو اُس سے آگاہ ہو کر اُس کو درست کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا نندک آدمی نیک آدمیوں کے بلا تنخواہ کے چوکیدار ہیں۔

نندک آدمی کو مناسب ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی کمزوریوں کو غور اور انصاف کی نظر سے دیکھتا رہے ایسا کرنے سے نہ تو اُس کو دوسروں کی نندا کرنے کی فرصت مل سکے گی اور نہ وہ نندا کرنے کی جُرات کر سکے گا

(۷) بھے یعنی خوف خوف سے من پر بہت خراب اثر پڑتا ہے متواتر خوف میں مبتلا رہنے سے صحت بگڑ جاتی ہے اور زندگی جلد ختم ہو جاتی ہے۔ دفعتاً خوف سے بھی اکثر بیہوشی ہو جاتی ہے بلکہ جان بھی نکل جاتی ہے چنانچہ مشہور روایت ہے کہ کوئی شخص کسی اندھیری جگہ میں کھونٹا گاڑنے گیا۔ اُس کا کپڑا کھونٹے میں آگیا جس کے سبب ایسا خوف کا صدمہ ہوا کہ جان نکل گئی۔

سب سے بڑا خوف من کے بھاؤ کے برودھ کام کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ ہندوستان کے رشیوں نے اسی وجہ سے بھے یعنی خوف کو ایک بڑا دکھ مانا ہے۔ وہ خوف سے بچنے کے واسطے ہمیشہ جل کے اندر اس قسم کی پرارتھنا کرتے رہتے تھے۔ کہ اے پرم پتا پرمیشر آپ ہم کو ہمیشہ ایسے شُبھ کرموں کے کرنے کی پریرنا کرتے رہیے کہ جن کے سبب ہم کو اس سنسار کے اندر دوردیش اتھوا سمیپ دیش میں یعنی من اندریوں وغیرہ

سے اپنے انتریں اور دوسرے پرانیوں سے باہر ہیں۔ جو ہے ہوتا ہے وہ کشٹ کو پراپت ہو جاوے ہے پرماتمن آپ منتر اور امتر-گیانت اور اگیانت پدارتھ سب سے ہم کو بیہ رہت کیجئے اور ایسی کرپا کیجئے کہ سب پدارتھ ہم کو مترو بھاؤ سے سکھدایک ہو دیں۔

(۸) لجیا یعنی شرم — وہ خواہشیں اور خیالات جنکے عمل میں لانے سے اپنے دل میں یا دوسرے آدمیوں کے رو برو شرم معلوم ہو ہمیشہ تیاگ کے لائق ہیں۔ بار بار شرم آنے سے من کی کئی طاقتیں کمزور اور زایل ہو جاتی ہیں۔ اور شرم کے کام متواتر کرتے رہنے سے ایسی عادت پڑجاتی ہے کہ اُنکو علانیہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح عام آدمیوں کی نظر میں ذلیل و خوار ہو کر یا تو وہ اپنے دل میں بھی اپنے تئیں ذلیل و خوار سمجھنے لگتا ہے۔ اور یا پرے درجہ کا بے شرم ہو جاتا ہے اور دنیا میں کوئی بڑا اور اچھا کام کرنے کا اوتساہ نہیں رہتا ہے اور یا تو اُس کے اندر سے ہمت و دلیری وغیرہ صفات زایل ہو جاتی ہیں یا بُرائی کی طرف مایل ہو جاتی ہیں

(۹) شنکا یعنی شبہہ — شبہہ کی حالت میں من کو نہایت تکلیف رہتی ہے۔ پس اگر کسی معاملہ میں شبہہ پیدا ہو تو اس کو مناسب وسایل کے ساتھ دور کر لینا چاہیے۔ جس قدر شبہہ کی عادت زیادہ پڑتی جاتی ہے۔ اُسی قدر ودیک یعنی قوت تمیز کم ہوتی جاتی ہے اور بے چینی سی معلوم ہوتی رہتی ہے۔ دراصل شنکا بری چیز نہیں ہے۔ بلکہ جس کرم کے کرنے میں شنکا پیدا ہو اور پھر بھی وہ کرم کر لیا جاوے وہ بُرا ہے۔ شنکا روپی چمگادڑیں دویا روپی سورج کے ابھاؤ میں نکلا کرتی ہیں۔ اُن کے دور کرنے کا معقول طریقہ یہ ہے کہ جس وشے میں شنکا اُتپن ہو اُس کو عقل و تحقیقات کے ذریعہ سے مناسب عجلت کے ساتھ دور کیا جاوے اور ہمیشہ اس امر کی احتیاط رہے کہ شش و پنج میں ہی موقعہ ہاتھ سے نہ نکل جاوے۔

(۱۰) لوبھ یعنی لالچ — جیسے لالچ کے سبب مچھلی جال میں پھنس جاتی ہے۔ اسی طرح عقلمند سے عقلمند آدمی لالچ کے بس ہو کر ناشایستہ کام کر بیٹھتے ہیں۔

روپیہ کے لالچی عقل کو جواب دیکر جوئے میں روپیہ ہار دیتے ہیں۔ کیمیاگری جاننے کے ذہن میں اور تانبے سے سونا بنانے کے لالچ میں سیکڑوں آدمی تباہ ہو جاتے ہیں۔

غرضیکہ جہاں نامناسب طور پر انسان کے من پر لالچ نے دخل پایا وہاں ہی وہ سیکڑوں تکالیف و گناہوں کی رسیوں میں بندھ جاتا ہے لالچ کے دیگ میں جو غلطیاں سرزد ہوتی ہیں اُن سے زندگی بھر شرمانا اور پچھتانا پڑتا ہے۔

(۱۱) موہ یعنی محبت — کسی سنسارک پدارتھ میں نامناسب طور پر محبت کرنے کو موہ کہتے ہیں جس کے پربل ہونے پر من کی وچار شکتی پر تم روپی غفلت کا پردہ پڑجاتا ہے۔

ماں باپ جب بچوں کو کسی نامناسب بات یا بیماری میں دوا کرنے سے اُسکے رونے یا تکلیف کے سبب باز رہتے ہیں یا اپنی آنکھوں سے دور ہونے کے ڈر سے ودیا وغیرہ کے حاصل کرنے کے واسطے دور دیش میں نہیں بھیجتے ہیں۔ یا نوجوان آدمی استری وغیرہ کے کہنے سے ماباپ و دیگر رشتہ داروں یا دوست و نوکر وغیرہ سے نامناسب برتاؤ کرتے ہیں۔ بیوپاری وغیرہ جب وطن کی محبت سے میدان جنگ سے کنارہ کرتے ہیں تو یہ سب نشانیاں موہ کی ہیں جن کے سبب سے بے شمار نقصان اٹھانے پڑتے ہیں۔

(۱۲) ہٹ یعنی ضد — جب کسی بات کو اپنے انوبھو، تجربہ یا تحقیقات کے ذریعہ معلوم کر لیا جاوے کہ وہ صحیح یا غلط ہے مگر تو بھی اُس پر تجاہل عارفانہ کیا جاوے اُس کو ہٹ کہتے ہیں۔ اس دوش سے آخر میں ضرور

ندامت اور نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔

مشہور روایت ہے کہ جب لنکا کا راجہ راون مہاراجہ رام چندر جی کی استری سیتا جی کو چرا کر لے گیا۔ اور مہاراجہ رام چندر جی مع فوج راون سے لڑنے کو گئے۔ اُس وقت راون کے بھائی ببھیشن اور اُس کی استری مندودری وغیرہ نے ہر چند سمجھایا کہ مہاراجہ رام چندر جی کو اُن کی استری واپس دیکر معافی مانگو مگر راون نے ضد کی اور آخر لڑائی میں مارا گیا۔

(۱۴) پکش پات یعنی طرفداری تمام جیون کو اپنی سی جان والا اور انسان کو اپنی جاتی والا سمجھکر اُنکے گن۔ کرم اور سبھاؤ کے موافق برتاؤ کرنا چاہیے۔

خاص خاص آدمیوں کو اپنا سمجھ کر اُن کی طرفداری کرنے سے وچار شکتی اور نیاء شکتی کمزور ہو کر من میلا ہو جاتا ہے جسقدر دنیا میں لڑائی۔ فساد اور خونریزیاں ہوئی ہیں۔ جسقدر مصیبتیں اس وقت موجود ہیں جس سے دنیا دُکھ ساگر معلوم ہوتی ہے ان سب پر اگر گہری نگاہ ڈالی جاوے تو ان سب میں اکثروں کا اصلی سبب پکش پات ہی نکلے گا۔

مہاراجہ دھرتراشٹر نے اپنے لڑکے دریودھن کی طرفداری کر کے یدھشٹر کو راج سے محروم کرنا چاہا جس کا نتیجہ مہابھارت کی لڑائی ہوئی جس نے ہندوستان کے سارے راجوں اور باشندوں کو طرح طرح کے نقصان پہنچا کر نہایت کمزور کر دیا۔

(۱۵) سوارتھ یعنی خود غرضی ہمیشہ اپنے مطلب کو ہی مدنظر رکھنا۔ اپنے رتی بھر فایدہ کے لئے دوسروں کا من بھر نقصان گوارا کرنا اپنے فایدے کے موقع پر دوسروں کے استحقاق کو بالکل فراموش کر دینا۔ دھرم کے معاملہ میں ذاتی اغراض کے سبب اپنے استّ کو ستّ۔ اور دوسروں کے ستّ کو استّ ظاہر کرنا اس کو سوارتھ دوش کہتے ہیں۔

ہندوستان کے رشی سوارتھ کو بہت ہی بُرا سمجھتے تھے۔ وہ اپنے جیون کا مکھ اُدیش دوسروں کو لابھ پہنچانا ہی سمجھتے تھے۔ اور زندگی بھر دوسروں کے فایدے کی باتیں ہی سوچتے اور کرتے رہتے تھے۔ اور سب منش ماتر کے فایدے میں ہی اپنا فایدہ سمجھتے تھے اسی واسطے انہوں نے نشکام کرموں کی بہت مہما رچن کی ہے۔

(۱۶) چنتا یعنی فکر عموماً دھن وغیرہ دنیاوی پدارتھوں کے حاصل کرنے یا حفاظت کرنے کے واسطے یا کھو جانے پر دل میں چنتا ہوتی ہے۔ چنتا سے من کی بہت سی شکتیاں کمزور ہو جاتی ہیں اور بڑھاپا پیش از وقت آ جاتا ہے۔

عقلمند آدمی بجائے فکر کرنے کے مستقل مزاجی سے کوشش کرتے ہیں کہ جس ممکن چیز کا فکر ہو وہ میسر ہو جاوے اور اُس کی پوری حفاظت اور ترقی ہوتی رہے اگر سچی کوشش سے کسی ممکن چیز کے حاصل کرنے میں یا اُس کی ترقی میں توجہ دی جاوے تو عموماً کامیابی ضرور ہوتی ہے۔

باوجود کوشش کے پھر بھی ناکامیابی رہی تو اُس کوشش میں خامی سمجھکر دوبارہ سہ بارہ جب تک کامیابی نہ ہو کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

برُوس کی حکایت سکاٹ لینڈ کا مشہور پیٹریاٹ یعنی حب الوطن جو ہن بروس راج حاصل کرنے کو بہت کوشش کرتا رہا مگر ہمیشہ ناکامیاب رہا اور بڑی بڑی تکالیف میں مبتلا ہو گیا۔ یہانتک کہ اسکا حوصلہ پست ہونے لگا اس مایوسی کی حالت میں جبکہ وہ ایک مرتبہ پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اُس نے ایک کیڑے کو دیکھا جو دیوار پر چڑھ کر

چھت پر جانا چاہتا تھا مگر بار بار گر پڑتا تھا۔ جب چھ مرتبہ چڑھنے اور گرنے کے بعد کیڑا پھر ساتویں مرتبہ چڑھنے لگا تو بروس نے جسکو چھ مرتبہ ناکامیابی ہو چکی تھی ایک خاص دلچسپی کے ساتھ اس کیڑے کو دیکھنا شروع کیا اور دل میں ارادہ کیا کہ اگر ساتویں مرتبہ دیوار پر چڑھ گیا تو وہ یعنی بروس بھی ساتویں مرتبہ پھر کوشش کریگا۔ کیڑا ساتویں مرتبہ دیوار پر چڑھ کر چھت پر چلا گیا۔ پس اس ناچیز کیڑے سے ہمت اور استقلال کا سبق لیکر بروس نے بھی ساتویں مرتبہ نہایت ہمت اور استقلال سے کوشش شروع کی اور کامیاب ہو گیا۔

دنیا میں بے شمار چیزیں ہیں جن کو انسان حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مگر حاصل وہی چیزیں ہوتی ہیں جن کی نسبت پوری کوشش کی جاتی ہے۔ پس وہ چیزیں جن کے واسطے وہ کوشش کرتا ہے اُن کے نہ موجود ہونے سے بجائے چنتا کے صبر کرنا مناسب ہے۔

صبر کرنے سے کوئی پدارتھ حاصل نہیں ہوتا ہے مگر جو سُکھ پدارتھ کے حاصل ہونے سے ملتا ہے۔ ویسا ہی بلکہ اس سے زیادہ صبر سے ملنا ممکن ہے۔

اس سنسار میں منش پیدا ہونے سے مرنے تک موافق اپنی کوشش کے اپنی حالت کو زیادہ اچھا یا زیادہ بُرا کر سکتا ہے۔ پس اپنی کوشش سے جو جو چیزیں حاصل ہوں اُن میں ہی خوش اور صابر رہنا چاہیئے۔

شیخ سعدی کا ذکر مشہور مصنف حضرت شیخ سعدی شیرازی بہت مفلس تھے یہانتک کہ ایک مرتبہ عرصہ تک جُفت پاپوش میسر نہ ہوئے اور شیخ موصوف یہ خیال کر کے کہ باوجود اعلےٰ درجہ کی لیاقت کے اُن کو جُوتا بھی میسر نہیں ہے فکرمند ہو گئے اُسی وقت سامنے سے ایک آدمی آتے دیکھا جسکے دونو پاؤں شکستہ تھے۔ پس دل میں صبر و شکر کیا کہ گو شیخ صاحب جوتا میسر نہیں ہوا مگر پاؤں تو سلامت تھے۔

(۱۶) اساودھانتا یعنی بے اطمینانی یا غفلت یا ڈانواڈولی غافل رہتے ہوئے من اپنے شریر روپی نگر میں عمدہ طرح راج نہیں کر سکتا۔ جب اُسکی ماتحت طاقتیں اندریاں۔ پران وغیرہ ہر وقت اپنے اپنے کام میں مستعد رہتے ہیں تب من بھی پورا مستعد رہے تو اُنکی پوری نگرانی اور سہایتا نہیں کر سکتا۔

من میں تھوڑی اساودھانتا بھی ہو تو اندریاں ضدی ہو کہ دیگر یا ضد کر کے خراب راستہ پر چلنا چاہتی ہیں اور اگر کچھ عرصہ تک اُن سے باز پرس نہ کی جاوے تو ایسی سرکش ہو جاتی ہیں کہ پھر اُن کا قابو کرنا اور ٹھیک راستہ پر چلانا بہت مشکل ہو جاتا ہے اس لئے اساودھانتا کے دوش سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔

(۱۷) آلس یعنی کاہلی جس کام کو منش کر سکتا ہو اور نہ کرے یا آہستگی یا کم ہمتی اور بیدلی سے کرے اُسکو آلس دوش کہتے ہیں۔ زیادہ سونا یا سونے سے جاگنے کے بعد بستر ے میں پڑے رہنا۔ یا خالی بیٹھے رہنا۔ یا گذشتہ باتوں کو سوچنے میں ہی موجودہ وقت کو ضائع کرتے رہنا۔ یہ سب نشانیاں کاہلی کی ہیں۔

کاہلی کو گناہوں کی جڑ سمجھنا چاہیئے کیونکہ اس دوش کے بڑھنے سے کوئی فرض ٹھیک طرح ادا نہیں ہو سکتا اور من اکثر بُرائیوں کی طرف زیادہ مائل ہو جاتا ہے اس لئے اس دوش سے من کو نہایت کوشش کر کے بری رکھنا چاہیئے محنت اور مشقت مستعدی اور جفاکشی کی عادت سے کاہلی دور ہوتی ہے۔

(۱۸) عجلت جیسے کاہلی ایک دوش ہے۔ ایسے ہی ہر ایک کام میں جلدی کرنا بھی دوش ہے جلدی کرنے سے کسی کام کے عیب و صواب سے پوری واقفیت نہیں ہو سکتی۔ اسکے سارے پہلوؤں پر نگاہ نہیں ڈالی جا سکتی۔ ہاتھ پاؤں پھُول جاتے ہیں۔ من کو بیقراری رہتی ہے ان سب وجوہات سے وہ کام پورا اور کامیابی کے ساتھ نہیں ہوتا جس کے سبب مایوسی ہو کر من کمزور ہو جاتا ہے۔

مناسب یہ ہے کہ کاہلی اور عجلت دونو کو چھوڑ کر اعتدال اور استقلال کے ساتھ ہر ایک کام کو چاند اور سورج کے دورہ کی طرح باقاعدہ کیا جاوے۔

(۱۹) للوچپو یعنی زمانہ سازی دل میں خواہ کچھ ہی خیال یا ارادہ ہو مگر کسی کو خوش کرنے کے واسطے یا منفعت احسان کرنے کے واسطے فی البدیہہ چاپلوسی کر دینے اور میٹھی میٹھی باتوں سے دم دینے کو للوچپو کہتے ہیں۔

جو لوگ جھوٹ بولنے خوشامد کرنے۔ دھوکا دینے اور تکلیف دینے کو مذموم عادت سمجھکر اُن سے پرہیز کرتے ہیں۔ وہ بھی للوچپو کو اختیار کرنے میں کچھ تامل نہیں کرتے۔

ممکن ہے کہ خاص خاص حالتوں میں دنیا سازی کی باتیں بدرجہ مجبوری کرنی پڑیں ایسی حالتوں کو جہانتک ممکن ہو نہ آنے دینا چاہئے اکثر آدمی زمانہ سازی کو راج نیتی کا ایک اصول سمجھتے ہیں اور یہ کسی قدر مدبران سلطنت کے لئے ٹھیک بھی ہے۔ لیکن ہر موقع اور ہر شخص کے ساتھ اس اصول کو برتنا نہایت نامناسب ہے راج نیتی کے موافق بھی جب اس اصول للوچپو کو برتا جاوے تو نہایت احتیاط اور اعتدال کے ساتھ برتنا چاہئے۔ للوچپو کے دوش سے من میلا ہو جاتا ہے اور جس شخص کو میٹھی باتوں کے ذریعہ دم دیا جاتا ہے وہ اُن باتوں پر بھروسہ کر کے دیگر کوششیں چھوڑ دیتا ہے۔ اور نقصان اٹھاتا ہے۔ اسکا پاپ دنیا سازی کی گردن پر پڑتا ہے اس لئے اس دوش سے ہر ایک دھارمک پُرش کو پرہیز کرنا ہی لازم ہے۔

(۲۰) چھل یعنی دھوکہ دھوکہ دینے سے جب جب اُس دھوکہ دینے کا من میں خیال پیدا ہوتا ہے تب تب ہی شرمندگی بے چینی۔ افسوس اور خوف سے من پژمردہ ہو جاتا ہے۔ اور جسکو دھوکہ دیا جاتا ہے اُس سے چار آنکھیں نہیں ہو سکتیں۔ اور وہ ہمیشہ کے واسطے دشمن اور بدخواہ ہو جاتا ہے اور جب موقع پاتا ہے تب ہی بدلہ لینے کی کوشش کرتا ہے۔

جھوٹا وعدہ کرنا بھی ایک قسم کا دھوکہ ہے خصوصاً وہ وعدہ۔ جسکے اقرار کرتے وقت ہی من میں سوچ لیا جاوے کہ پورا نہیں کرینگے۔

(۲۱) است یعنی جھوٹ بولنا اس خراب عادت سے من بہت میلا ہو جاتا ہے۔ جب آدمی بولتا ہے تو بیک اندر سے نفرین کرتا ہے مگر رفتہ رفتہ اندر کی پیار یک آواز بالکل سنائی دینی بند ہو جاتی ہے۔

جھوٹ بولنے والے کو ہمیشہ فکر لگی رہتی ہے کہ اُسکا جھوٹ افشانہ ہو جاوے اس لئے ایک جھوٹ کو چھپانے کی خاطر بے شمار دیگر جھوٹی باتیں بنانی پڑتی ہیں لیکن ہزار کارستانی کی جاوے کبھی نہ کبھی جھوٹ کا پردہ فاش ہو ہی جاتا ہے۔ اور جس کے سامنے جھوٹ بولا جاتا ہے اور جس جس کو اُس جھوٹ کا حال معلوم ہو جاتا ہے وہ سب جھوٹ بولنے والے کو حقیر سمجھنے لگتے ہیں اور زندگی بھر اُسکی بات کا خواہ وہ صحیح ہی کیوں نہ ہو اعتبار نہیں کرتے۔

خوف۔ خوشامد۔ دھوکہ دہی یا جلدی میں اقرار کرتے وقت اکثر جھوٹ بول دیا جاتا ہے۔ پس ایسے موقعوں کو یا تو آنے ہی نہ دینا چاہئے اور یا نہایت خبرداری اور استقلال کے ساتھ سچائی کو برتنا چاہئے۔ ورنہ بعد کو افسوس کرنا پڑتا ہے۔

رستم کی حکایت روایت ہے کہ ایران کے بادشاہ کیکاؤس کے وقت میں رستم نام ایک مشہور پہلوان گذرا ہے جب رستم کے ایک لڑکا سہراب نام پیدا ہوا تو رستم کی عورت نے اپنے خاوند کو اطلاع دی کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ جب سہراب طہران کے بادشاہ افراسیاب کی فوج میں شامل ہو کر کیکاؤس سے لڑنے آیا اور رستم سے اُسکا مقابلہ ہوا۔ تب لڑائی شروع کرنے سے پہلے سہراب نے رستم سے اُسکا نام پوچھا۔ رستم جھوٹ

بولا اور اپنے تئیں رستم کا شاگرد ظاہر کیا۔ جب سہراب مغلوب ہوا تو جان کندنی کی حالت میں رستم سے کہا کہ میرا باپ تجھ سے بدلا لیگا۔ رستم نے اُسکے باپ کا نام پوچھا۔ سہراب نے جواب دیا۔ رستم۔ اُس وقت رستم کا جو حال ہوا۔ سہراب کو جو ملال ہوا۔ دیگر رشتہ داروں وغیرہ کے دلوں پر جو صدمہ پہنچا۔ اُسکا اندازہ ہر ایک شخص اپنے دل میں کر سکتا ہے۔

یہ غم کی کہانی صفحہ ہستی کے اوراق میں کیوں لکھی گئی۔ صرف اس وجہ سے کہ رستم کی عورت نے رستم سے اور رستم نے سہراب سے جھوٹ بولا۔

جس قدر انسان جھوٹ بولنے کا عادی ہوتا جاتا ہے اُسی قدر سچائی جو سب نیکیوں کی جڑ ہے اُس سے دور ہوتی جاتی ہے۔ اسی واسطے کسی حالت میں جھوٹ بولنا مناسب نہیں۔

من کو صاف کرنیکا تیسرا طریقہ

من کو ہر ایک دنیاوی معاملہ کی خبر پہنچانے اور خیالات پیدا کرنے کا ذریعہ اندریاں یعنی حواس خمسہ ہیں۔ جو چیز دیکھی نہ ہو۔ سونگھی نہ ہو چکھی نہ ہو اور چھوئی نہ ہو اُسکا خیال من میں نہیں آتا ہے۔ گویا اندریاں من کی خبر رسانی کے دروازے ہیں۔ پس اندریوں کو قابو میں رکھنے اور اُنکے ٹھیک استعمال سے من ہمیشہ صاف رہ سکتا ہے اندریوں کو نیم میں رکھنے کے واسطے چند ہدایات کا مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) آنکھ آنکھ دیکھنے کی طاقت کا آلہ ہے۔ جب آنکھ کے اندرونی پردہ میں روشنی کی شعاع پڑتی ہے تو پٹھوں میں ایک تحریک پیدا ہو کر وہ تحریک دماغ میں داخل ہوتی ہے اور من اُس روشنی کو محسوس کرتا ہے روشنی کا اثر آنکھ کے پردے سے فوراً غائب نہیں ہوتا ہے بلکہ تھوڑی دیر تک قایم رہتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ چراغ کو دیکھ کر فوراً آنکھ بند کرنے سے چراغ کی روشنی تھوڑی دیر تک اندر دکھائی دیتی ہے۔ اسی طرح ہر ایک خراب چیز کو دیکھنے سے خصوصاً بار بار دیکھنے سے اُسکا بہت زیادہ اثر آنکھ میں اور اُسکے ذریعہ دل پر پیدا ہونے لگتا ہے۔

جب کسی چیز سے شعاعیں منعکس ہو کر آنکھ کے خاص دو باریک پردوں پر پہنچتی ہیں تو فوراً اُس چیز کی تصویر اُس جگہ بنجاتی ہے۔ اور اُس تصویر کا سنسکار یعنی بیج من میں ہمیشہ کے واسطے موجود ہو جاتا ہے۔

پس آنکھ کو بُرے نظاروں سے ہمیشہ محفوظ رکھنا چاہیئے۔ آنکھ دیکھتے دیکھتے کبھی سیر نہیں ہوتی ہے لیکن ہر ایک چیز کو اعتدال سے دیکھنے سے قابو میں رہتی ہے۔

وشے اور لالچ کی نگاہ بہت نقصان پہنچاتی ہے۔ اُس سے سارے جذبے جاگ پڑتے ہیں اور اس کے قلعہ میں بغاوت پھیل جاتی ہے۔ جو کوئی کسی چیز پر بد نگاہ ڈالتا ہے وہ من میں گناہ کرنے کا ملزم ہوتا ہے۔

پس یا تو آنکھ کو اسقدر قابو میں رکھنا چاہئے کہ اُس پر خراب نظاروں کا اثر نہ پڑے اور جب چاہو اُن نظاروں سے ہٹالو اور یا ہر ایک چیز کی طرف بے تحاشا جانے نہ دینا چاہئے۔

آنکھ من کی کنجی ہے۔ اسکے ذریعہ من تک آسانی سے رسائی ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ ہمیشہ آنکھ کو مہاتماؤں کے درشن اور اُن کے بنائے ہوئے متبرک نقشوں کے دیکھنے اور دیگر عمدہ قدرتی نظاروں میں ہی مصروف رکھا جاوے۔

بڑے نظاروں کو دیکھنے والے اور نفس کے غلام ہو کر خوشی خوشی جاتے ہیں اور رنجیدہ واپس آتے ہیں اُن

کی خوشی کی رات ہمیشہ غم کی سحر میں تبدیل ہوا کرتی ہے۔

(۲) کان پہلے ہوا بیرونی حصہ کان میں جمع ہوتی ہے یعنی ہوا کی لہریں کان میں گذرتی ہیں پھر دوسرے حصہ میں جاکر تیسرے حصہ میں ایک خاص تیزی ہوکر پٹھوں کو تحریک ہوتی ہے۔ جسکے سبب آواز سنائی دینے لگتی ہے۔ اس آواز کے ذریعہ من شناخت کرلیتا ہے کہ وہ آواز کس کی اور کیسی ہے اور اس آواز کا سنسکار یعنی بیج من میں ہمیشہ موجود رہتا ہے۔

کان علم حاصل ہونے کے مبارک دروازے ہیں پس انکو فحش اور خراب باتوں سے بچاتے ہوئے مہاتماؤں کے اپدیش اور عقلمندوں کی نصیحت سننے میں لگانا چاہیے۔

ارادہ اور خواہش سے بری بات سننی گناہ ہے۔ یا جب ایسا سننے کو روکا جا سکتا ہے مگر روکا نہ جاوے یا برائی سننے پر اس کو برا نہ کہا جاوے۔ تو وہ بھی گناہ یعنی ادہرم سمجھنا چاہیے۔

فحش اور گندے الفاظ کا کان میں پڑنا اچھا نہیں اور انکو خواہش کر کے گناہ سمجھنا چاہیے۔ ایسے الفاظ دل میں جذبوں کو مثل اگنی کی چنگاڑیوں کے گرمائی پہنچاتے ہیں اور تپاتے رہتے ہیں۔ خوشامدی اور خودغرض آدمی سے کانوں کو محفوظ رکھنا چاہیے سرگوشی کرنے و نیز دوسروں کی خفیہ گفتگو سننے سے بھی پرہیز لازم ہے۔

جو کوئی بری باتوں کو شوق سے سنتا ہے وہ ویسا ہی بولنے بھی لگتا ہے۔ جنکا دل کمزور ہے اُن کو خراب باتوں کے سننے سے دور ہی بچنا چاہیے۔ کیونکہ خراب الفاظ کمزور دل پر زیادہ اثر کرتے ہیں اور اچھے دل والے خراب الفاظ کو حقارت اور افسوس سے سنتے ہیں اور فوراً بھول جاتے ہیں۔

اگر برے الفاظ کے سننے والے نہ ہوں تو بولنے والے بھی نہیں رہ سکتے جیسے زبان کو کڑوی چیزوں کے کھانے کی عادت پڑ جاتی ہے اسی طرح کانوں کو بری بات سننے کا چسکا پڑ جاتا ہے جسکا علاج یہ ہے کہ ہمیشہ برے الفاظ بولنے والوں کی صحبت سے پرہیز کرنے کی کوشش کی جاوے۔

دوسروں کی برائی سننے میں ہرگز خوش نہ ہونا چاہیے اور کہنے والا خواہ کیسا ہی معتبر ہو پھر بھی ایسی باتیں شبہہ سے ہی سننی مناسب ہیں۔ اور چغلخور کو حتی المقدور منہ نہ لگانا چاہیے۔

(۳) زبان اس اندری یعنی حس سے دو طرح کی من کو مدد ملتی ہے۔ ایک ذائقہ چکھنے کی دوسرے گفتگو کرنے کی۔

یہ جاننے کو کہ کون چیز کھانے کے قابل ہے زیادہ تر زبان مدد دیتی ہے۔ گو ناک اور آنکھیں بھی تھوڑی مدد دے سکتی ہیں اور اسی وجہ سے زبان کے پاس پاس وہ حواس بھی موجود ہیں۔ بار بار تیز و تلخ چیزوں کے استعمال سے زبان کی ذائقہ چکھنے کی قوت کمزور و زائل ہو جاتی ہے۔

قوت گویائی کی بابت زبان کی جسقدر تعریف کی جاوے کم ہے۔ اسی انگشت بھر زبان کے ذریعہ درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی کے وسیلہ وعظ و نصیحت کا چشمہ جاری ہے یہی رونق مجلس و بزم انبساط کا سامان ہے اور اسی کے ذریعہ دھرم سنبندھی سبھاؤں میں پاک بھجنوں اور ست اپدیش روپی امرت کی برکھا ہوا کرتی ہے۔

یہی زبان جب اسکا نامناسب استعمال کیا جاتا ہے تو بہت خطرناک آلہ بنجاتی ہے بڑی بڑی جنگ و خونریزیاں فساد و خانہ جنگیاں زبان کی نوک ہلنے سے وقوع میں آجاتی ہیں یہی ننھی سی زبان کذب و

افترا کا آلہ اور فحش بکنے کا ذریعہ فضول گوئی کا وسیلہ اور حماقت ظاہر کرنے کا سبب ہو جاتی ہے۔ جیسے اگنی کی چھوٹی سی چنگاری بے شمار انبار کو جلا دیتی ہے اسی طرح سے جسم کا ایک چھوٹا سا ٹکڑہ زبان بے شمار طوفان پیدا کر دیتی ہے۔

پس زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

ناموزون اور بے محل مذاق یا فحش باتیں کرتے رہنے سے زبان بھی گندی ہوتی ہے اور من بھی میلا ہو جاتا ہے۔

نہ تو زبان مثل کانٹوں کی جھاڑی کے ہو کہ جو پاس سے گذرے اس کے دامن کو ضرر پہنچے۔ نہ مثل سایہ دار اور خوشنما درخت کی طرح ہونی چاہئے جس سے ہر ایک کو کچھ نہ کچھ فایدہ ضرور حاصل ہو سکے۔

سُنی ہوئی بات کو اپنے مشاہدے کے طور پر دوسروں سے نہ کہنا چاہئے ممکن ہے کہ جس سے تم نے اُس بات کو سنا۔ یا جس نے کسی دوسرے سے اسکو سنا۔ اُن میں سے کسی نے خاص وجوہات کے سبب کچھ جھوٹ کی آمیزش کر دی ہو۔

ذومعنی یا بے فایدہ گفتگو کرنے کی عادت نہ ڈالنی چاہئے۔ جہاں صاف صاف گفتگو کرنے کا موقع نہ ہو وہاں خاموشی اختیار کرنی مناسب ہے۔

دشمن یا دوست اُس کی بابت یا اُس سے دوسروں کی پرائیوٹ زندگی یعنے نجی باتوں کی بابت گفتگو کرنا مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح جہانتک ممکن ہو کسی کا راز بھی افشا نہ کرنا چاہئے عزت اور بے عزتی زبان پر ہے۔ تلوار کا زخم بھر جاتا ہے مگر زبان کا زخم نہیں بھرتا۔ اس لئے پہلے اچھی طرح بات کو من میں تولو پھر منھ سے بولنا چاہئے۔

(۴) ناک یہ قوت پھولوں کی خوشبو اور گندگی کی بدبو کا اثر من پر پہنچا کر راحت یا نفرت پیدا کرتی ہے۔ مگر زیادہ عرصہ تک بہت تیز خوشبو یا بدبو کے سونگھنے سے یہ قوت کمزور ہو جاتی ہے چنانچہ عطر فروشوں اور خاکروبوں کو اپنے پاس کی خوشبودار یا بدبودار چیزوں کی معمولی طور پر خوشبو یا بدبو آنی بند ہو جاتی ہے جس کے سبب لاعلمی میں عرصہ تک بدبو کا اثر ناک میں پہنچنے سے من متنفر اور میلا ہو جاتا ہے پس زیادہ تیز خوشبودار یا بدبودار چیزوں کے سونگھنے سے خصوصاً بار بار اور عرصہ تک سونگھنے یا تنفس کرنے سے ہمیشہ پرہیز کرنا لازم ہے اسی طرح بدبو والے کھانے پینے کی چیزوں سے بھی احتیاط لازم ہے۔

(۵) تُچا یا قوت لامسہ سارے شریر کی رکشا کرنے کے واسطے ہے۔ اس وجہ سے اس کا کوئی خاص ستھان نہیں ہے بلکہ سارے جسم کی کھلڑی اسکا آلہ ہے البتہ ہاتھوں میں اسکی قوت کا ظہور بہ نسبت دوسرے مقامات کے قدرے زیادہ ہے۔ جیسے یہ قوت سارے جسم سے تعلق رکھتی ہے ایسے ہی اسکی طاقت بھی بہ نسبت دیگر اندریوں کے زیادہ دایرہ گھیرے ہوئے ہے مثلاً سختی نرمی کا معلوم کرنا گرمی اور سردی کا معلوم کرنا۔ نشیب فراز کا معلوم کرنا وغیرہ وغیرہ اسی اندری سے تمیز ہونا ممکن ہے۔

جسم کے جس حصہ کو زیادہ عرصہ تک زیادہ گرمی یا سردی میں یا بے حرکت یا بیکار رکھا جاتا ہے اُس حصہ سے اس قوت کا زور کم ہونے لگتا ہے اور اُسکے بجائے من جو سارے جسم کی حفاظت اور پرورش کرتا رہتا ہے۔ اُس حصہ کی حفاظت و پرورش بہت کم یا بالکل نہیں کر سکتا ہے۔

جب کبھی اندریاں اچھے راستہ کو چھوڑ کر بُرے راستہ کی طرف چلیں یا چلنے کے واسطے قصد کریں تو بجائے کرودھ درشتی یا تاڑنا کرنے کے نہایت دھیرج اور تحمل کے ساتھ انکو روکنے کی کوشش کرنی

مناسب ہے۔

اندریوں کو قابو میں رکھنے کے واسطے یہ بھی ضروری ہے کہ معدہ کو نیم میں رکھا جاوے۔ کھانے پینے میں بے اعتدالی نہ کرنی چاہئے۔ عمدہ خوراک کا لالچ کرنا یا اُسکو بے صبری اور بے اعتدالی سے کھانا ہرگز مناسب نہیں۔

جیسے زیادہ کھانے پینے سے جسمانی صحت بگڑ جاتی ہے اسی طرح من اور اندریاں بھی سُست ہو جاتی ہیں اور اُنکو بُری خواہشات اور جذبے گھیرے رکھتے ہیں۔

اگر جسم کو ضرورت سے زیادہ خوراک دی جاوے تو تجربہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بہت سی بیماریاں زیادہ کھانے سے ہی پیدا ہوتی ہیں اور اگر کم خوراک دی جاوے تو گویا بھجن کے گھوڑے کو ناکارہ بناتا ہے عام آدمی بلا سوچے سمجھے ہوئے خیالات و افعال سے ثابت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جس طرح سے چاہیں وہ تن اور من سے کام لے سکتے ہیں اور جب سرشٹی نیم سے دروہ چلنے کے سبب اُنکو کچھ تکلیف ہوتی ہے تو اس کو پراربدھ یعنی تقدیر سے منسوب کر دیتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ انکی اپنی بے اعتدالی غفلت اور غلطی سے وہ تکلیف پیدا ہوئی۔ جسکا خراب نتیجہ جو کچھ اُن پر۔ اُنکی اولاد پر اور دیگر آدمیوں پر پڑتا ہے اُس کے خطاوار اور ذمہ دار خود ہیں کوئی خیال اور کام آدمی کا ایسا نہیں ہوتا ہے جس سے بے شمار نتائج نہ پیدا ہوتے ہوں۔ اور بے شمار آدمیوں پر اُسکا اثر نہ پڑتا ہو۔ غور سے دیکھا جاوے تو تمام انسان وحیوان بلکہ تمام ذی روح اور غیر ذی روح اشیاء ایک ہی سلسلہ میں والبتہ ہیں سب ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ پس ہر ایک شخص اپنے نیک و بد خیالات و اعمال سے دنیا بھر کی نیکی اور بدی کی تعداد میں کچھ نہ کچھ اضافہ کر دیتا ہے۔ اگلوں کے قول و فعل کا اثر موجودہ نسل پر پڑ رہا ہے اور موجودہ نسل کا اثر آئندہ آنے والی قوم پر ضروری پڑیگا۔ گویا ساری گذشتہ نسلیں ایک دوسرے کے دوش بدوش سلسلہ وار جُڑی ہوئی ہیں اور موجودہ نسلیں اپنے سنسکار اور کرم کے چکر کو یعنی خیالات و افعال کے سلسلہ کو مع اونکے اچھے یا بُرے نتیجوں کے آئندہ آنے والی نسلوں کے سپرد کرینگی۔ اس تمام سلسلہ کو غور سے سوچ سمجھکر ہر ایک شخص کو اپنی جوابدہی کا پورا خیال رکھنا چاہئے۔ اور ضرور بالضرور من کو شدھ اور اندریوں کو قابو میں رکھنا چاہئے۔

من کی ترقی کے وسایل جس طرح جسمانی صحت کو قایم رکھنے اور بیماریوں سے بچنے کے واسطے تاریک دھرم کا مکھ سادھن دیا یام ہے۔ اسی طرح من کی طاقتوں کو بڑھانے اور اُسکو پرسن یعنی خوش رکھنے کا ذریعہ اور مانسک دھرم کا مکھ سادھن برہمچرج ہے۔ بہت سے آدمی خصوصاً ہندوستان کے سادہو وغیرہ من کو شدھ اور اندریوں کو قابو کرنا ہی کافی سمجھتے ہیں اور جب ایسا کرنے میں اُنکو کسی قدر بلکہ بہت سا آنند آتا ہے تو اسی آنند میں مگن ہو جاتے ہیں۔ دراصل من کو شدھ اور اندریوں کو قابو کر کے من کی بے شمار طاقتوں کو بڑھانا چاہئے اور وہ صرف برہمچرج سے ہو سکتا ہے اسی واسطے ہندوستان کے رشی من کو شدھ اور اندریوں کو قابو صرف اس واسطے کرتے تھے کہ برہمچرج سیون کریں کیونکہ برہمچرج جیسا مہان کٹھن سادھن بغیر من کے شدھ کرنے اور اندریوں کو قابو کرنے کے شروع نہیں کیا جا سکتا ہے۔

برہمچرج سیون کرنے کے لئے بنایت شدھ استھان اور شدھ بھومی اور شدھ دستر ہونے چاہئیں تھوڑی سی اشدھتا سے بگڑکر برہمچرج فوراً کھنڈن ہو جاتا ہے۔

من بچن کرم سے خراب ویشوں داسناکی اچھیا نہ کرتے ہوئے وِدّیا حاصل کرنے کو برہمچرج کہتے ہیں جس کے آٹھ انگ یعنے حصے کہے گئے ہیں خراب صحبت خراب گفتگو۔ خراب خیالات خراب کتب کا پڑھنا یا سُننا۔ خراب راگ کا گانا یا سننا ایکانت میں یا غیر معمولی وقت میں۔ مردوں کو عورتوں یا عورتوں کو مردوں سے ملنا۔ اُنکے اُدیودں یعنے اعضائے جسم کو غور کرکے بری نظر سے دیکھنا۔ یا کسی نامناسب طرح سے ویرج کو ضائع کرنا۔ ان آٹھ باتوں سے پرہیز کرتے ہوئے عمدہ عمدہ علوم وفنون کو پوری توجہ دیکر پڑھنے کو اکھنڈنی برہم چرج کہتے ہیں۔

پرشن۔ کیا کیا علوم وفنون اور کس سلسلہ سے حاصل کرنے چاہیئں۔

اُتر۔ سب سے پہلے کچھ درجہ تک سامان وِدیا یعنے جنرل ایجوکیشن حاصل کرنی چاہیے اُس کے ساتھ ساتھ ہی جسمانی صحت اور اخلاقی تعلیم کے اصول بھی معلوم کرنے اور عمل میں لانے چاہئیں ہیشہ کے متعلق مفصل ذکر گرہست دہرم میں کیا گیا ہے۔ زمیندار ہو تو فن زراعت کی تعلیم حاصل کرے۔ بیوپار کرنے کا شوق ہو تو علم ہندسہ جس سے حساب کتاب میں سہولت ہو۔ اور علم طبعی یعنے جغرافیہ وغیرہ جس سے دنیا بھر کی پیداوار اور نرخ اجناس وغیرہ معلوم ہو حاصل کرے دہرم کی طرف رغبت ہو تو مختلف مذاہب کے اصول کی ماہیت معلوم کرے۔ مذہب کے متعلق جسقدر شک وشبہہ ہوں اُنکو مہاتماؤں کے ست سنگ سے رفع کرے۔ اور پھر من کی صفائی اور وچار شکتی کی ترقی کے لئے جوگ وِدّیا حاصل کرے۔ طبیعت میں بہادری ہو تو دھنور وِدیا یعنے فن سپہ گری جسکا کُھ انگ اشو وِدّیا یعنے اگنی وِدّیا سیکھے جسکے ذریعہ اپنی اور اپنے ملک کی حفاظت کر سکے۔

پرشن۔ مذکورہ بالا علوم وفنون کس زبان میں سیکھنے چاہیئں؟

اُتر۔ جس زبان میں عمدہ طرح حاصل ہو سکیں۔ البتہ اگر ماتری بھاشا میں یعنی جس زبان کو جو شخص پیدا ہونے سے بولنا شروع کرتا ہے

ساری مدیا حاصل ہو سکے تو تھوڑے وقت میں اور آسانی سے ودیا پڑھی جانی ممکن ہے جو آدمی ماتری بھاشا کے علاوہ راج بھاشا وغیرہ دوسری زبانوں کے ذریعہ کوئی ودیا حاصل کرے اُسکا فرض ہے کہ تعلیم سے فرصت پانے کے بعد جو کچھ غیر زبانوں کے ذریعہ حاصل کیا ہو اُسکو عام فہم طور پر اپنی ماتری بھاشا میں ترجمہ کرنے کی کوشش کرے تاکہ جو وقت اور محنت غیر زبان سیکھنے میں اُسکو لگانی پڑے اُسکا فائدہ اُن غیر زبانو کے نہ جاننے والوں کو بھی کچھ پہنچ جاوے۔

خوش قسمت ہیں وہ ملک اور قومیں جنکی ماتری بھاشا۔ راج بھاشا۔ مذہب واخلاقی تعلیم کی بھاشا ایک ہی ہے۔ ایسی ہی قومیں ترقی کے میدان میں سب سے آگے قدم رکھ سکتی ہیں۔

روایت ہے کہ ہندوستان کے چندر رشیوں ہر گو۔ انگرا۔ وششٹ۔ کشیپ پلست اگست۔ گوتم وغیرہ نے بہت عرصہ تک غور کرنے کے بعد متفق الرائے یہ نتیجہ یعنی تحقیق کیا کہ سب دہرموں میں اُتم دہرم برہم چرج ہے کیونکہ جو شخص برہم چرج دہارن کرتا ہے اُسکو پورن آیو یعنی عمر طبعی حاصل ہوتی ہے بڑھاپا نہیں آتا۔ تیج بڑھتا ہے۔ ہمت دلیری۔ مستقل مزاجی وغیرہ عمدہ صفات پیدا ہوتی ہیں [illegible] مذکورہ بالا رشیوں نے برہمچرج کا ہی اپدیش سویکار یعنی اختیار کیا۔ جس اُپدیش کے سبب [illegible] میں یہ ایک عام رواج ہو گیا تھا کہ لڑکے ۲۵-۳۶-اور ۴۸ برس تک کا برہم چرج اور لڑکیاں ۱۲-۱۶ اور ۲۴ برس تک کا برہم چرج سیون کرنے کی کوشش کیا کرتی تھیں۔ جسکا نام کنشٹ مدہم اور اُتم

یعنی ادنیٰ درجہ - اوسط درجہ اور اعلیٰ درجہ کا برہم چرج کہا جاتا تھا - اس برہم چرج سیون کے سبب انکا شریر ارُوگ - اندریاں بلوان - اور من نرمل رہتا تھا -

اُس زمانہ میں یہ بھی دستور تھا کہ سات برس کی عمر سے لڑکے اپنے گرو کے استھان کی پاٹ شالا میں اور لڑکیاں کنیا شالہ میں شہر سے علیحدہ اور فاصلہ پر دنیا کی ساری خواہشات سے پرتھک یعنی علیحدہ رہتے ہوئے پوری توجہ کے ساتھ ودیا پڑھا کرتے تھے -

لڑکیوں کی شالہ میں کوئی مرد یا لڑکا یا بدچلن اور مشتبہ چال وچلن والی استری نہیں جا سکتی تھی اور اس وجہ سے لڑکیوں کی توجہ ودیتیوں کی طرف کسی طرح پر نہیں جا سکتی تھی -

لڑکوں کی نگرانی کا انتظام یہ تھا کہ بلا اجازت گرد کے یا تن تنہا کوئی لڑکا کہیں نہیں جا سکتا تھا -

وقتاً فوقتاً اُنکے برہم چرج کی پریکشا کی جاتی تھی اور اگر بلا کسی خاص وجہ کے کوئی کوتاہی معلوم ہوتی تھی - تو مناسب تنبیہ کی جاتی تھی -

ہر پورن ماشی اور اماوس کو سارے برہم چاریوں کو ایک جگہ برہم چرج کے لحاظ سے درجے مقرر کر کے بٹھایا جاتا تھا اور ویرج کی رکشیا کے آنند اور ناش کے دُکھ موثر الفاظ میں بتلائے جاتے تھے - انکو اچھی طرح ذہن نشین کرایا جاتا تھا کہ جسم میں جسقدر زیادہ اور پشٹ ویرج رہتا ہے - اُسی قدر جسم میں طاقت اور صحت اور من میں ہمت و دلیری وغیرہ صفات پیدا ہو کر نہایت خوشی حاصل رہتی ہے -

جسکے شریر میں ویرج اصلی حالت پر نہیں رہتا ہے - وہ نپنسک یعنی نامرد اور حیا کلکشی یعنے بد افعال ہو جاتا ہے اُسکو پرمیہ رُوگ یعنی جریان کا عارضہ لاحق ہو کر - فرزند نہیں - تیج اور تیز اُسکا کہی تا ہے وہ دہیرج - ساہس اہل - پراکرم آدمی گنوں سے رہت ہو کر ہمیشہ ذلیل و پشیمان رہتا ہے اور عموماً جلدی نشٹ ہو جاتا ہے جو کوئی لڑکپن کی عمر میں علم کے حاصل کرنے اور ویرج کی رکشیا میں کوتاہی کرتا ہے وہ زندگی بھر ہاتھ ملتا رہتا ہے - اور لڑکپن کے سمے کو یاد کر کے اور اُسکو ضائع کرنے پر افسوس کر کے روتا رہتا ہے

روایت ہے کہ لنکا کے راجہ راون کا لڑکا میگناتھ نام بڑا زبردست تھا - اُسکی نسبت کہا جاتا تھا کہ دنیا بھر میں کوئی شخص سوائے اُسکے جس نے بارہ برس برہم چرج سیون کیا ہو اُسکو کچھ نہیں کر سکتا تھا - جب مہاراج رام چندر جی نے لنکا پر فوج کشی کی تو میگناتھ نے انکی فوج کو بہت نقصان پہنچایا - لیکن آخر میں لچھمن جی نے بسبب اسکے کہ بن باس کی حالت میں چودہ برس برہمچرج سیون کیا تھا اُس پر فتح پائی - لچھمن جی کی طرح ہر ایک شخص جس نے عرصہ تک برہم چرج سیون کیا ہو بڑے بڑے طاقتور دشمنوں پر فتحیاب ہو سکتا ہے -

پرشن وہ اشخاص جو برہمچرج کی مہانتا جانتے ہوئے ویرج کو ضائع کر کے اور ودیا کے نہ پراپت ہونے سے زندگی کے اصلی مزوں سے محروم ہو گئے ہیں وہ اپنی موجودہ شکستہ حالت میں برہمچرج کے نیم کو توڑا ہو گا اسی قدر زیادہ محنت اور زیادہ عرصہ میں برہمچرج سیون کرنے کی طاقت حاصل ہونی ممکن ہے ایسے آدمیوں کو مناسب ہے کہ شروع میں یہ نیم کریں کہ آٹھ روز تک من بچن کرم سے برہمچرج سیون کیا جاوے پھر پندرہ روز تک اُس کے بعد مہینوں اور برسوں تک اس نیم کو بڑھاتے چلے جاویں - جیسے جیسے زیادہ وقت بڑھایا جاویگا ویسے ویسے زیادہ زیادہ سہولت ہوتی جاویگی - تاہم جب کبھی کوئی خاص دِقت پیش آوے تو برہم چرج سیون کئے ہوئے عالم باعمل سے اوپائے پوچھنا چاہئے -

پرشن ہندوستان کے رشیوں کے زمانہ کی طرح ساری قوم میں برہم چرج کا عام رواج کس طرح ہے

پھیل سکتا ہے۔

اوتر۔ جب چند آدمی نمونہ کے طور پر برہمچرج سیون کرنے والے ظاہر ہوں یا جب سماجک اونتی کے ذمہ دار اشخاص جنکا ذکر سماجک دہرم میں مفصل مندرج ہے عملی تدابیر برہمچرج سیون کی سوچیں اور انکو ساری قوم میں پھیلاویں۔

ہر ایک ترقی دُنیا میں آہستہ آہستہ ہوا کرتی ہے۔ رشیوں نے بے شمار عرصہ تک نسلاً بعد نسلاً برہمچرج سیون میں ترقی کرتے ہوئے ۲۵-۳۶-اور ۴۸ برس کے تین پیمانے مقرر کئے تھے۔ اس وقت ہندوستان میں عرصہ دراز سے اخلاق کے بگڑنے۔ تعلیم کے کم ہونے اور چھوٹی عمر میں شادی وغیرہ کے ہونے کے سبب برہمچرج کا طریقہ شکست ہوگیا ہے پس اُسکے دوبارہ سرسبز کرنے کے واسطے درجہ بدرجہ ترقی کرنے سے کامیابی ہوسکتی ہے شروع میں ۱۵-۱۸-اور ۲۰ برس کے تین پیمانے برہمچرج سیون کے رکھے جاویں۔ تعلیم گاہوں خصوصاً قومی مدارس میں وقتاً فوقتاً برہمچرج سیون کے فوائد اور برہمچرج توڑنیکے نقصانات پر اوپدیش ہوا کرے اور ہر ماہ لڑکوں کے برہمچرج کی پریکشا یعنی آزمایش کی جاوے اور کامیاب طلباء کی حوصلہ افزائی اور ناکامیاب یا مشتبہ طلبا کو مناسب تنبیہ کی جاوے۔

پرشن۔ پریکشا کس طرح سے ہونی چاہئے۔

اوتر۔ ودیا کی پریکشا تو مروجہ طریقہ کے موافق ہی مناسب کمی بیشی کے ساتھ ہونی چاہئے اور ویرج کی پریکشا کے واسطے برہم چرج سیون کئے ہوئے ہوشیار آدمی نگرانی کے واسطے منتخب کئے جاویں وہ ہر مہینے سارے برہمچاریوں کے چہرہ کو غور سے معاینہ کریں۔

ہر مہینے اُنکا بدن وزن کیا جاوے۔ اور ایک فیتہ سے اُنکی چھاتی کو ناپا جاوے۔

ہندوستان کے رشی ویرج رکشیا کی پریکشا بذریعہ ایک سُوت کے دہاگے کے کیا کرتے تھے جس کو اصلاح میں جینو کہتے ہیں۔ اور جو اس وقت تک برہمچاریوں کا ایک مذہبی چنہہ یعنی نشانی سمجھا جاتا ہے گو اُس سے اصلی فایدہ لینے کے بجائے اسوقت ایک بے فائدہ چیز یا کنجیاں وغیرہ باندہنے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اپیشی لوگ یگیوپویت سنسکار کے سمے یعنی جینو پہنانے کے وقت برہمچاری سے کہا کرتے تھے۔ کہ یہ جینو تجھکو بڑہی بل پراکرم اور سارے دنیاوی سکھ دینے کا باعث ہو چنانچہ اسوقت تک بھی جینو دہارن کرنے کے وقت ایک وید منتر پڑہا جاتا ہے جسکا مطلب وہی ہے جسکا اوپر ذکر ہوا۔ جینو کے دہاگہ سے دونو چہاتی ناپ کر پیشانی سے گدّی تک سر کو ناپا جاتا تھا۔ یہ پریکشا پرانے پنڈت اب بھی کہیں کہیں کیا کرتے ہیں۔

جو طالبعلم برس روز تک ہر مہینے کی پریکشا میں ٹہیک اوترتے ہیں اُنکو خاص ویرج رکھشا کے عوض میں عمدہ انعام اخلاقی کتب اور وظیفوں کی شکل میں دینا چاہئے اور جو طالبعلم سال بہر تک ہر آزمایش میں مشتبہ یا ناکامیاب ثابت ہوں۔ انکو اس قسم کی سزا ہونی چاہئے جس سے دوسروں کو عبرت ہو۔

جب ۱۵-۱۸-اور ۲۰ برس کے پیمانے برہمچرج میں کامیاب لڑکوں کی تعداد زیادہ بڑہنے لگے تب پیمانہ مذکور کو زیادہ بڑہاتے جانا چاہئے جیسے۔ جیسے پیمانہ بڑہتا جاویگا ویسے ویسے ہی باہمت اور جاہ وجلال کے آدمیوں کی تعداد بڑہتی جاویگی۔

لڑکوں کے برہمچرج کا اس طرح سے انتظام کرتے ہوئے لڑکیوں کے واسطے بھی پہلے ۱۲-۱۴-اور ۱۶ برس کا پیمانہ مقرر ہونا چاہئے اُنکی نگرانی اور حفاظت اس طرح سے ہونی چاہئے کہ بدچلن عورتوں کی صحبت اور

فحش گفتگو اور اگوں سے انکے کان محفوظ رہیں مذہبی اور اخلاقی کتب کے مطالعہ اور انتظام خانہ داری میں انکی توجہ معروف رہے اور مذہبی اور اخلاقی کتب میں ہی اُنکا امتحان لیکر مناسب حوصلہ افزائی کی جاوے۔

جب جب لڑکوں کے برہم چرج کا پیمانہ بڑھایا جاوے تب تب ہی اُسی اندازہ سے لڑکیوں کے برہم چرج کے پیمانہ کو بھی بڑھانا چاہیے اور شادی کے وقت لڑکے اور لڑکی کے گن کرم اور سبھاؤ کی تحقیقات کرتے ہوئے اُنکے برہم چرج سیون کی تحقیقات کرنی بھی مناسب ہے۔ اور حتی المقدور جس مردانہ درجہ کا برہم چرج لڑکے نے سیون کیا ہو اُس کے مقابلہ کے زنانہ درجہ کا برہم چرج سیون کی ہوئی لڑکی کی اُس سے شادی کرنے کی کوشش ہونی چاہیے۔

اس طرح سے ساری قوم میں ریشیوں کے زمانہ کی طرح برہم چرج کا رواج ہونا ممکن ہے برہم چرج کا رواج پھیلانا اور اُسکو ترقی دینا ایک اعلیٰ درجہ کی اور بنیادی اصلاح ہے۔ جب برہم چرج سیون کئے ہوئے لڑکے لڑکیوں کی صحت مند اور تیجسوی سنتان پیدا ہوگی تو وہ باقی ساری اصلاحیں خود کریگی۔

جس خاندان میں متواتر چند نسلوں تک برہم چرج کا رواج ترقی پذیر ہوتا رہیگا اُس خاندان میں گارگی اور لیلاوتی جیسی وِدوان استریاں اور بھیم وارجن جیسے جودھا لڑکے۔ شنکر و چانک جیسے عقلمند اور ویاس و سکھدیو جیسے ریشی او ش پیدا ہونے لگیں گے۔

جس طرح شاریرک دھرم پالن کرنے سے جسم اور اُسکے ویگ اپنے آدھین ہونے ممکن ہیں اسی طرح مالسنک دھرم پہلے پرکا ر پالن کرنے سے من اور اندریاں قابو میں ہو جاتے ہیں۔

ست سنگ۔ اور ویرج کی رکھشا سے من اور اندریاں نردوش اور پشٹ یعنی بے عیب اور مضبوط ہو جاتی ہیں۔ اور ودیا کے پڑھنے سے من اس قدر ترقی کر لیتا ہے کہ سوادھیائے یعنی اپنے آپ آینوالی ودیا حاصل ہونے لگتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ برہم چاری کا انوبھو اس قدر کھل جاتا ہے کہ جس پدارتھ پر غور کی نظر ڈالے اور جس بات کو من دیکر سوچے اُس کی ماہیت معلوم ہو جاتی ہے۔

شاریرک اور مالسنک دھرموں کو پالن کرتے ہوئے برہم چاری کو آتمک دھرم یعنی فرائض روحانی کیطرف بھی توجہ دینی چاہیے جسکا ذکر اگلے حصہ آتمک دھرم میں کیا گیا ہے۔

آتمک دہرم

یعنی

فرایض روحانی

آتمک دہرم کی ویاکھیا یعنی تشریح

شاریرک۔ دہرم اور مانسک دہرم کو پالن کرتے ہوئے خصوصاً جب شاریرک دہرم کے مکھ انگ ویایام یعنی ورزش جسمانی اور مانسک دہرم کے مکھ انگ برہم چرج یعنی ویرج کی رکشا کرتے ہوئے ودیا کا حاصل کرنا عمدہ طرح استعمال کیا جاتا ہے تب جسمانی اور اخلاقی صحت اچھی ہوکر بہت سی سوکھشم شکتیاں یعنی لطیف طاقتیں پرگٹ یعنی ظاہر ہوتی ہیں مثلاً سوچنے کی طاقت۔ بحث کرنے کی طاقت مقابلہ کرنے کی طاقت انصاف کرنے کی طاقت وغیرہ وغیرہ اور اُن کے ذریعہ انوبھو ہوتا ہے یعنی اندازاً معلوم ہوتا ہے کہ ان سب طاقتوں سے پرے یعنی جسم حواسوں۔ من اور بدہی وغیرہ سے پرے ایک طاقت ہے۔

جو ان سب طاقتوں کو سہارا دے رہی ہے جسکو جیوآتما یعنی روح کہتے ہیں۔

جسقدر مذکورہ بالا طاقتوں کا جیوآتما سے زیادہ گہرا سنبندہ یعنے تعلق رہتا ہے اُسی قدر وہ طاقتیں زیادہ تیز اور لطیف ہوتی ہیں۔

اس تعلق کے پیدا کرنے اور بڑہانے کو آتمک دہرم یعنی فرایض روحانی سمجہنا چاہیے جنکا مختصر ذکر اس جگہ کیا جاتا ہے اور مفصل ذکر پارلوکک دہرم میں کیا جائیگا۔

جیوآتما کی ویاکھیا

من۔ بدہ۔ چت اور اہنکار کے سنبندہ سے ایک سوکھشم چیتن شکتی جسم میں موجود ہے اُسی کو جیوآتما کہتے ہیں پرکرتی یعنی مادہ کے سبب سے سوکھشم انگ کو جب اُس میں سنکلپ ہوتا ہے تب من کہتے ہیں۔

جب چیتون ہوتا ہے تب چت کہتے ہیں۔ جب دویک اُتپن ہوتا ہے تب بدہی کہتے ہیں اور جب ممتا پیدا ہوتی ہے تب اہنکار کہتے ہیں۔ ان چاروں کا مجموعہ نام انتھ کرن ہے جسکا یہ انتھ کرن ہے اُسکو جیوآتما کہتے ہیں۔ ایک مہاتما جیوآتما کی ویاکھیا اس طرح کرتے ہیں کہ جس میں اچھیا۔ راگ دویش۔ پرشارتھ سُکھ۔ دُکھ ہو۔ ایک دوسرے مہاتما جیوآتما کی اس طرح ویاکھیا کرتے ہیں کہ کام۔ سنکلپ۔ ویکلپ۔ وچکتسا شردہا اشردہا دھرتی۔ ادھرتی۔ ہری۔ دہی بھے۔ اتیادک گنوں والی وستو کا نام جیوآتما ہے۔

عمدہ صفات کو حاصل کرنے کی خواہش کو سنکلپ اور بری عادات کے چھوڑنے کی خواہش کو ویکلپ کہتے ہیں۔

سوچ سوچ کر اچھے کاموں کو ہی کرنا اور بروں سے پرہیز کرنا اسکا نام کام ہے۔ جو کام کرنا ہو اُسکے سارے پہلوؤں پر غور کرکے اچھی طرح یقین کرلینا کہ اُن میں کچھ برائی نہیں ہے اس کو وچکتسا کہتے ہیں۔ کسی کام کو نہایت اعتقاد کے ساتھ کرنے کو شردہا اور اس سے برخلاف کرنے کو اشردہا کہتے ہیں۔

فرض ادا کرنے میں خواہ تکلیف ہو یا آرام خواہ فایدہ ہو خواہ نقصان اُسکو تحمل کے ساتھ برداشت کرنے کو دھرتی کہتے ہیں۔ اور اسکے برخلاف ادہرتی۔ عادات وغیرہ کے بس میں ہو کر بُرے کام کرتے وقت یا اچھے کام سے گریز کرتے وقت اگر من کو شرم دلائی جاوے اور ملامت کی جاوے اس کو ہری کہتے ہیں۔ اچھے کاموں کو فوراً قبول اور ادا کرنے والی طاقت کو دہی کہتے ہیں۔ اچھے کاموں کو فرض سمجھکر کرنا اور بُروں سے ہر وقت ڈرتے رہنا اُسکو بھی کہتے ہیں۔ بدہی یعنی عقل کو جیوآتما کا وزیر سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ جیوآتما سے جو ہدایات ملتی ہیں وہ بدہی کے ذریعہ ہی نشیچے ہوتی ہیں۔ جیسے جیسے بُدہی کا تعلق جیوآتما سے زیادہ ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے اُسکو جیوآتما کی طرف سے ہدایات ملتی ہیں اور جس قدر شردہا سے اُن ہدایات کی تعمیل کی جاتی ہے۔ اُسی قدر وہ زیادہ واضح طور پر ملتی ہیں۔ اور بُدہی ساتوک اور زیادہ لطیف ہوجاتی ہے ان لطیف درجوں کو ہندوستان کے رشیوں نے رتنگھرا۔ پیر گیا وغیرہ نام سے منسوب کیا ہے اُن درجوں کے حاصل ہونے سے ہی اُنہوں نے بڑے بڑے اعلےٰ درجہ کی مذہبی سچائیاں معلوم کی ہیں۔ لیکن جب بدہی جیوآتما کی ہدایات کی تعمیل نہیں کرتی تو ہدایات ملنی بند ہوجاتی ہیں اور وہ بہت کمزور ہوجاتی ہے اسی طرح من جب بدہی کے ساتھ رہتا ہے تب زیادہ منوّر اور طاقتور رہتا ہے اور جب اندریوں کے ساتھ ملتا ہے تب خواہشات نفسانی میں پھنسکر کمزور ہوجاتا ہے۔

آتمک دھرم کی ترقی کے وسایل

ا۔ عام طریقہ یہ ہے کہ سارے ابھمانوں یعنی غروروں کو تیاگ کرنا چاہئے۔ مثلاً دولت کا غرور۔ علم کا غرور۔ عقل کا غرور۔ طاقت کا غرور۔ خاندان کا غرور وغیرہ وغیرہ۔

پھر کوشش کے ساتھ پریکشا کرکے کسی عالم باعمل آتم ودیا یعنی علم روحانی کو جاننے والے شخص کو گرو کرکے نہایت غور و فکر و دل کی یکسوئی کے ساتھ آتم ودیا پڑھنی چاہئے اور اس ودیا کو علم الیقین۔ عین الیقین اور حق الیقین کے درجوں تک پہنچانا چاہئے۔

یعنی پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ روح جسم سے علیحدہ ہے۔ جاگرت اوستھا میں روح آنکھ کان وغیرہ کھڑکیوں میں بیٹھکر سارا بیوہار کرتی ہے۔

سُپن اوستھا میں اندریاں شانت ہوجاتی ہیں اُسوقت من کے ساتھ تعلق رہتا ہے سکھوپتی اوستھا میں یعنی گاڑہی نیند میں جب خواب بھی دکھلائی نہیں دیتا اُس وقت بھی آتما اُس اوستھا کو جانتی ہے کیونکہ اُس نیند سے جاگنے پر یہ کہا جاتا ہے کہ بڑی گہری نیند آئی گو اُس حالت کی کچھ خبر نہیں ہوتی اور اسی واسطے کہا گیا ہے کہ آتما گیات اور اگیات دونو دیشوں کا جاننے والا ہے تُریا اوستھا میں روح جسم کے سارے غلافوں سے علیحدہ ہوتی ہے اس وجہ سے اُس میں نہایت آنند یعنی سرور معلوم ہوتا ہے۔

اسی واسطے آتما کو ست چت آنند کہا ہے یعنی ست اس واسطے کہ وہ ہر اوستھا میں موجود رہتی ہے۔ چت اس واسطے کہ وہ سب اوستھاؤں کو جانتی ہے اور آنند اس واسطے کہ وہ ہر شوک سے رہت دائمی سرور کا بھنڈار ہے۔

ان سب باتوں کے جاننے کو علم الیقین کہتے ہیں اور یہ گرو کے ذریعہ حاصل ہونا ممکن ہے۔ اس علم پر عقل کے ذریعہ اعتقاد کرنے کو حق الیقین کہتے ہیں اور گیان چکشو کے ذریعہ اپنے انتر پرتکش کرنے کو عین الیقین کہتے ہیں اور یہ درجہ ملنے پر جیسے کنول کا پھول پانی میں رہنے سے بھی نرلیپ ہی رہتا ہے اور جیسے زبان چکنائی کھانے سے بھی چکنی نہیں ہوتی انسان دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا کی تکالیف کے اثر سے متاثر نہیں ہوتا۔ اور طرح طرح کے عملی طریقے دنیا میں نیکی پھیلنے کے ظاہر کرتا ہے۔

(۲) ست سنگ ۔ شروتری اور برہم نشٹھی یعنے عالم باعمل مہاتماؤں کی صحبت یا انکی بنائی ہوئی کتب کا پڑھنا دوسرا عمدہ ذریعہ آتمک اونتی کا ہے۔ اس سے منش کے تینوں تاپ یعنی ادھیاتمک آدھی بھوتک آدھی دیوک دور ہو جاتے ہیں۔ مہاتماؤں کی کتب پڑھنے سے یا اُنکا اُپدیش سننے سے جو شنکا یعنی شبہہ پیدا ہو وہ اُن سے پریتی اور نمرتا بھاؤ سے دریافت کرکے دور کرنا اسکو شرون کہتے ہیں اُس پڑھے ہوئے یا سنے ہوئے اُپدیش کو غور و فکر کے ساتھ سوچنا اور اُسپر عمل کرنا اسکو منن کہتے ہیں۔

عمل کرنے سے جو ساکشات کار ہو یعنی جو نتیجہ ظہور میں آوے اور تازہ بتازہ خیالات پیدا ہوں اُنکو ندھیاسن کہتے ہیں۔ ان تینوں سادھنوں کو باقاعدہ استعمال کرنے اور اُن سے ٹھیک ٹھیک فایدہ اُٹھانے کو ست سنگ کہتے ہیں۔

رام چندرجی نے جو وشسٹ جی کے ست سنگ سے فایدہ اُٹھایا۔ جو آتمک شکتی حاصل کی جسکے ذریعہ سوئمبر میں بڑے بڑے جودھاؤں کے سامنے سیتاجی کو بیاہ لیا۔ اور راون جیسے مہابلی کو جے کیا۔ ارجن نے جو سری کرشن جی کے ست سنگ سے آتمک بل حاصل کرکے مہابھارت کی لڑائی میں فتح حاصل کی ہندوستان کے باشندوں کو عموماً معلوم ہے۔ لیکن ست سنگ کی بدولت بڑے بڑے پاپی دھارمک بن گئے۔ اسکے ثبوت میں ایک دو مثال لکھی جانی مناسب معلوم ہوتی ہیں۔

مختصر حال والمیک جی یہ شخص پیشہ رہزنی کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وشسٹ جی مل گئے اُنکو بھی لوٹنا اور مارنا چاہا وشسٹ جی نے پوچھا کہ تو ایسا دُشٹ کرم کیوں کرتا ہے والمیک جی نے جواب دیا کہ اپنے کنبے کو پالنے کے لیے وشسٹ جی نے پھر پوچھا کہ جب اس دُشٹ کرم کا پھل اتینت دُکھ تجھکو ملے گا تو کیا اُسوقت تیرے کنبے کے آدمی تیری سہاتا یا شرکت اختیار کرینگے۔ وشسٹ جی کا درشن اور اُن کا بچن والمیک کے دل پہ تیر کی طرح اتر گیا تاہم اُس نے اپنی دُشٹ عادت کے بس ہو کر اُنکو چھوڑنا نہ چاہا۔ آخر سوچنے کے بعد اُنکو درخت سے باندھ کر اپنے رشتہ داروں کے پاس جا کر پوچھا کہ وہ اُسکے بُرے کرموں کے پھل بھوگنے میں شریک ہونگے یا نہیں۔ وہ سمجھے کہ شاید والمیک کے پیچھے دوڑ آرہی ہے اور وہ ہم کو بھی پکڑے گی اس خیال سے نہایت سرد مہری کے ساتھ ماں باپ نے جواب دیا کہ جس طرح سے ہو سکا ہم نے تجھکو لڑکپن میں پرورش کیا اب جس طرح سے ہو سکے تیرے اوپر بھی فرض ہے کہ ہماری پرورش کرے لیکن ہم تیرے فعل کے ذمہ وار نہیں۔ بچوں نے کہا کہ جس طرح سے تیری پرورش تیرے ماں باپ نے کی ہے اسی طرح سے تو ہماری پرورش کر۔ غرضیکہ ہر ایک رشتہ دار نے اپنی مدد کا استحقاق ظاہر کرکے اُسکے کرموں کے پھل سے بالکل بے تعلقی ظاہر کی یہ گفتگو سنکر اور اُنکی طرز گفتگو کو دیکھکر جیسے راکھ دور ہونے سے اگنی کا تیج ظاہر ہوتا ہے اسی طرح والمیک کی آتمک شکتی روپی اگنی جو موہ روپی راکھ سے ڈھکی ہوئی تھی چمک اُٹھی وہ رشی کے پاس آیا اُنکو درخت سے کھولکر نہایت ادب اور عاجزی سے اپنا قصور معاف کرایا اور سچے دل سے اوپدیش کی درخواست کی۔ وشسٹ جی نے ہدایت کی۔ کہ ایکانت سیون یعنی گوشہ نشینی اختیار کرکے رام رام جپا کرو۔ والمیک بجائے رام رام کے مرا مرا کہتا رہا۔ سب طرف سے دلکو ہٹا کر عرصہ تک ایک ہی لفظ کے بار بار اُچارن کرنے والے کی طاقت سے اُسکے جملہ سنکلپ وکلپ کرم کرمن پاک و صاف ہو گیا رامائن جیسی کتاب بنانے کی لیاقت پیدا ہو گئی۔ غرضکہ ایک چھن کے ست سنگ نے چنڈال سے مہرشی کی پدوی تک پہنچا دیا۔

پرشن۔ آجکل جو سیکڑوں آدمی ست سنگ کرتے ہیں اور رام رام جپتے ہیں [illegible]

پاتے۔

اوتر۔ وہ عالم باعمل مہاتماؤں کی تلاش نہیں کرتے اور صرف ظاہرداری میں ہاں بڑائی یا دولت وغیرہ کی خاطر رام رام کہتے رہتے ہیں۔ سچے دل پوری نشچا اور کوشش سے آتمک شکتی بڑہانے کے لئے جاپ نہیں کرتے ہیں۔ دراصل یہ مطلب ہے کہ کوئی خاص شبد جو مختصر ہو اس قدر جلدی اور تیزی سے اوچارن کیا جاوے کہ وہ چت کی ساری تموگنی ادھر جوگی بریتوں کو چاروں طرف سے روک کر بلکہ برتی پیدا کر کے اس شبد میں لگاوے اسوقت آہستہ آہستہ جاپ کرنا چاہئے۔ بار بار ایسا کرنے سے من لطیف ہو جاتا ہے اور روشن ضمیری پیدا ہو جاتی ہے۔ طریقہ جاپ کا یہ ہے کہ پہلے پانچ منٹ سے آدھے گھنٹے تک زبان سے جاپ کیا جاوے۔ پھر منہ بند کئے ہوئے زبان کو تالو سے حرکت دیکر ورد کیا جاوے جب اس میں بھی اچھی مشق ہو جاوے تب زبان کو معطل کر کے صرف من کے ذریعہ جاپ کیا جاوے اس طرح سے نام کا جاپ جو کوئی کریگا اس کو والمیک کی طرح ضرور کامیابی ہوگی۔

مختصر ذکر دھنرداس یہ شخص رند۔ شرابی اور عیاش تھا رنگناتھ سوامی کے میلہ پر مع اپنی معشوقہ کنکا لنکا کے گیا وہاں راماین سوامی نے اسکو دیکھا کہ ہزارہا آدمیوں کے انبوہ میں اس عورت پر چھتری کا سایہ کئے غلاموں کی طرح کئے ہوئے پھر رہا ہے اور سوائے اس عورت کے کسی دوسری طرف خیال نہیں ہے اور نہ کسی کی شرم وحیا ہے۔

سوامی موصوف نے اسکا دل اسقدر یکسو دیکھ کر سوچا کہ اگر اسکا دل عورت کی طرف سے پرماتما کی طرف لگ جاوے تو بہت اچھا ہو۔

چنانچہ اسکو مع اسکی معشوقہ کے بلا کر مناسب اپدیش کیا دونو کے دل پاتر ہو گیا۔ دونو نے اس قدر آتمک شکتیاں بڑہائیں کہ سوامی راماین نے انکو اپنے سب چیلوں پر فوق دیا۔

اور جب جب انکا امتحان کیا تو فی الحقیقت انکو تیاگی سادہوؤں سے بدرجہا عمدہ پایا۔

ایک کوی نے بہت ٹھیک کہا ہے کہ ایک گھڑی آدہی گھڑی اور آدہی کی بھی آدھ مہاپوترست سنگ سے کٹیں کوٹ اپرادھ جس طرح سے کسی چیز کے رگڑنے سے اگنی پیدا ہوتی ہے اسی طرح سے ست سنگ سے آتمک شکتیاں پرگٹ ہو جاتی ہیں۔ ست سنگ آتمک شکتیاں پرگٹ کرنے کے لئے پرورتی مارگ سمجھنا چاہئے۔

۴۔ ایکانت سیون۔ تیسرا ذریعہ آتمک اتنی کا ایکانت سیون یعنی گوشہ نشینی ہے اسکو نوتی مارگ سمجھنا چاہئے اسکا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کچھ حصہ اپنے وقت کا ہر روز علیحدہ بیٹھنے میں صرف کیا جاوے اور اسوقت دنیاوی خیالات کو دل سے فراموش کرنے کی کوشش کی جاوے اگر کسی میٹنگ امتحان میں علیحدہ بیٹھنے کا موقع ملے تو قدرت کا نظارہ غور کی نظر سے کرنا چاہئے اگر مکان کے کسی گوشہ میں علیحدہ بیٹھنا ہو تو اپنی ہستی پر غور کرنا چاہئے یعنی میں کون ہوں کہاں سے آیا ہوں اور پھر چند روزہ زندگی کے بعد کہاں جانا ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

اگر علیحدگی میں بیٹھکر پچھلے سنسکاروں کو ہی روکا جاوے تب بھی بہت فائدہ متصور ہے نئے نئے اور اعلیٰ درجہ کے خیالات پیدا ہونے لگتے ہیں جسقدر دنیا میں بڑے بڑے نامور اشخاص گذرے ہیں کچھ نہ کچھ بہت کچھ حصہ اپنے وقت کا گوشہ نشینی میں خرچ کیا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر مہاتما

دہرم میں لکھا جائیگا صرف ایک بات یہاں لکھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ چودہ برس تک راج چھوڑ جنگل میں تپ کرنے سے انکا انتہ کرن شدھ ہوگیا تھا اور عقل نہایت ہی تیز ہوگئی تھی انھوں نے ایک یہ اصول بھی قایم کیا تھا کہ جو کوئی بیوقوف مجھکو گالی دیگا میں اُسکو دعا دونگا جو مجھسے دشمنی کریگا میں اُس سے محبت کرونگا۔ اس اصول کا حال معلوم ہونے پر ایک بیوقوف آدمی بطور امتحان اُنکے پاس گیا اور سخت گالیاں دینی شروع کیں بدھ جی خاموشی کے ساتھ سنتے رہے جب وہ بیوقوف خاموش ہوا تب بدھ جی نہایت پریم کے ساتھ بولے کہ پونا اگر کوئی شخص اپنے دوست کو کچھ تحفہ دے مگر وہ لینے سے انکار کرے تو وہ کس کے پاس رہے گا۔ اس بیوقوف نے جواب دیا کہ دینے والے کے پاس یہ جواب سنکر بدھ جی ہنسکر بولے کہ تم نے جو اسوقت مجھکو تحفہ دیا ہے میں اُسکے لینے سے انکار کرتا ہوں تم اپنے پاس ہی رہنے دو یہ سنکر وہ بیوقوف بہت شرمندہ ہوا اُسوقت بدھ جی نے کہا کہ جس طرح سنسان جنگل یا بڑے مکان میں یا گنبد میں کوئی آواز نکالے تو ویسی ہی آواز دہرائی جاتی ہے اسی طرح سے پوترا اس سنسار روپی گنبد میں بھی آواز کے موافق دوسری آواز سنائی پڑتی ہے اگر کوئی بدآدمی نیک آدمی کو برا کہتا ہے تو جس طرح سے چاند پر تھوکتے سے وہ تھوک اپنے اوپر ہی گر پڑتا ہے اُسکے دھول اُڑانے والے پر ہی پڑتی ہے اسی طرح سے نیک آدمی کو بدنام کرنے سے بدنام کرنے والے کو ہی نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔

یہ گفتگو سنکر وہ بیوقوف بدھ جی کے قدموں پر گر پڑا اور نہایت عاجزی سے اپنی خطا معاف کراکر انکا شسش بن گیا۔ جوہن بنین مشہور یورپین فلاسفر چودہ برس تک بڈ فورڈ جیل میں قید رہا گویا اس قدر عرصہ تک ایکانت سیون کا سادھن کرتا رہا جسکے سبب ابکی آتمک شکتیاں ایسی ظہور پذیر ہوئیں کہ پلگرم پروگرس اور ہولی وار وغیرہ اعلیٰ درجہ کی عمدہ کتب لکھ سکا۔

(۴) چوتھا ذریعہ آتمک اونتی کا کسی خاص نیک صفت کے اثر سے متاثر ہونا ہے۔ جیسے کسی ایک نیک آدمی سے ملکر بہت سے نیک آدمیوں سے آسانی کے ساتھ واقفیت ہوجاتی ہے اور اُنکے میل سے وہ شخص بھی ضرور نیک ہوجاتا ہے اسی طرح سے کسی ایک خاص صفت کا گہرا اثر پڑنے سے دیگر صفات بھی خودبخود آجاتی ہیں اور اُن سب کے ذریعہ آتمک شکتی حاصل ہوجاتی ہے چنانچہ چند مثالیں لکھی جاتی ہیں۔ ہر ایک شخص اپنی صفات کا اندازہ کرکے جو کوئی خاص صفت اُس میں زیادہ ہو اُسکو اس قدر بڑھانے کی کوشش کرے کہ اُسکا اثر جیو آتما تک پہنچکر آتمک شکتی حاصل ہو۔

پراچین سمے میں پنجاب کے ملتان شہر میں ایک راجہ ہرن کشپ نام ہوا ہے اُسکا ایک لڑکا پرہلاد نام بہت ہی چھوٹی عمر کا تھا ایک روز پرہلاد کا گذر کسی کمہاری کے آوے کی طرف ہوا وہاں اُسنے دیکھا کہ کمہار کی عورت نہایت رحم اور افسوس کے ساتھ کہہ رہی تھی کہ اُسکے آوے میں بلی نے بچے دے تھے غلطی سے اُس آوے میں آگ لگادی گئی ہے پرہلاد نے کہا کہ اب افسوس سے کیا حاصل۔ کمہاری کے منہ سے جو اسوقت دیا کی صفت سے موصوف تھی بےساختہ نکلا کہ پرماتما کرپا کریں تو اب بھی بلی کے بچے زندہ رہ سکتے ہیں پرہلاد نے جب کچھ عرصہ کے بعد آوا ٹھنڈا ہوا تو نہایت تعجب کے ساتھ دیکھا کہ بلی کے بچے زندہ تھے پرہلاد اُسوقت وشواس یعنی اعتقاد کی صفت سے اسقدر متاثر ہوا کہ جسکی بے شمار شکتیاں پرگٹ ہوگئیں جنکے ذریعہ جوتی سروپ پرماتما سب جگہ دکھلائی دینے لگا۔

عقل اس قدر تیز ہوگئی کہ جب اُسکے باپ نے طرح طرح کی تکالیف پہنچاکر بھی دیکھا کہ پرہلاد محفوظ رہا

چھوٹے سے لڑکے کو میں مطیع نہیں کر سکا۔ پرہلاد نے ہنسکر جواب دیا کہ اگر آپ اپنے من اور اندریوں کو مطیع کر لو اور اُنکے ذریعہ آتمک شکتیاں حاصل کر لو تب آپ اسکا بھید سمجھو گے۔

اسی طرح سے غزنی ملک کے ایک غلام سبکتگین نام کا ذکر ہے کہ وہ ایک روز شکار کھیلنے گیا اور ایک ہرنی کے بچہ کو زندہ پکڑ لیا۔ اُسکی ماں سبکتگین کے پیچھے پیچھے اپنے بچہ کی ممتا کے سبب شہر کے دروازہ تک چلی آئی۔ اتفاقیہ سبکتگین نے پیچھے مڑکر اُسکو دیکھا اُس وقت اُسکو نہایت رحم آیا اور ہرنی کے بچہ کو چھوڑ دیا۔ ہرنی بچہ لیکر خوشی خوشی جنگل کی طرف دوڑی اور گو انسان کی طرح گفتگو نہیں کر سکتی تھی مگر بار بار پیچھے مڑکر اپنے اشاروں سے سبکتگین کا شکریہ ادا کرتی تھی اس رحم کی صفت کا سبکتگین پر اس قدر اثر ہوا کہ اُسکی آتمک شکتی پرگٹ ہوگئی جسکے ذریعہ اُسکو خواب کی سی حالت میں معلوم ہوا کہ پرماتما اُسکی اس حرکت سے نہایت خوش ہوا اور اُسکو کہا کہ تو نے ایک ہرنی کے بچہ پر رحم کیا ہے اور اس واسطے تجھکو بیشمار بنی نوع انسان پر بادشاہ بناکر حکومت کرنے کا موقع دیا جاویگا اس موقع پر بھی اسی طرح رحم کو مدنظر رکھنا چنانچہ حقیقت میں ایسا ہی ہوا سبکتگین ایک مشہور بادشاہ ہوا۔

راجپوتانہ کے ایک رانا کی لڑکی میراں بائی کا ذکر ہے کہ وہ بہت چھوٹی عمر میں اپنی اناّ کے ساتھ راج محل سے ایک برات دیکھ رہی تھیں جب برات کے سامان کے بعد دولہا نظر پڑا تو میراں بائی جی نے بھولی آواز کے ساتھ اپنی ماتا سے پوچھا کہ میرا دولہا کون ہے ماتا نے ہنسکر کہا کہ تیرا دولہا من موہن گردھر ناگر ہے یعنی پرمیشر ہے۔ میراں بائی جی کو اسوقت ایسا پریم پیدا ہوا کہ جملہ آتمک شکتیاں جاگ پڑیں تصور کی طاقت نہایت بڑھ گئی۔ رانا نے کئی مرتبہ انکو تکلیف پہنچانی چاہیں مگر انکو کوئی گزند نہ پہنچا زہر کا پیالہ انکو ہلاک نہ کر سکا اور کالا ناگ انکو ڈس نہ سکا کیونکہ انکو پریم کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ اور آتمک بل پراپت ہوگیا تھا۔

(۵) پانچواں ذریعہ آتمک اونتی کا پرماتما کی استتی۔ پرارتھنا اور اُپاسنا ہے پرماتما کے گنوں کا کیرتن شرون اور اُپدیش کرنے کو استتی کہتے ہیں۔ پرماتما سے سہایتا کی اچھیا یعنی خواہش کو پرارتھنا کہتے ہیں پرماتما سے سہایتا کی اچھیا کرنے سے پہلے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ اپنی سامرتھ بھر پُرشارتھ کریں کیونکہ نشوں میں سامرتھ رکھنے کا پرماتما کا یہی پریوجن ہے کہ نشوں کو اپنے پُرشارتھ کو برتنا چاہیئے۔ جیسے آنکھ والے کو کوئی چیز دکھائی جاسکتی ہے اندھے کو نہیں اسی طرح ایشور نے بدھی آدمی پدارتھ نش کو دئے ہیں اور جو نش اُن پدارتھوں سے ٹھیک ٹھیک کام لیتے ہیں۔ اُن کی ایشر بھی سہایتا کرتے ہیں۔ اُپاسنا کے معنی ہیں پرماتما کے قریب ہونا یعنی پرماتما کے سروپ میں مگن ہو کر اُسکی بنائی ہوئی سرشٹی نیم اور رسنت بھاشن آدی گنوں کا اپنی طاقت بھر پالن کرنا۔

یہ استتی پرارتھنا اور اُپاسنا تین قسم کی سمجھنی چاہیئے پہلی وہ جو زبان سے ادا کی جاوے۔ دوسری وہ جو دل سے کی جاوے۔ تیسری وہ جس میں پرماتما کے گنوں کا شرون کیرتن اپدیش پایا جاوے اُنکو خود دھارن کرنے کی کوشش کی جاوے اور جس پرارتھنا کو زبان اور دل سے کیا جاوے اور جس بات کی اچھا کی جاوے اُس کے واسطے اپنی پوری طاقت سے کام لیکر اُسے عمل میں لائے جاویں۔

اگرچہ استتی۔ پرارتھنا اور اُپاسنا اپنے حسب حال ہر ایک دھارمک پرش کو ادا کرنی چاہیئے اور اس طرح کرنے میں جو الفاظ سچے دل سے اُسکے ہردے میں اپجیں ہوں وہی زیادہ موثر اور مفید ہوتے ہیں تاہم چند مثالیں لکھنی بھی مناسب سمجھی جاتی ہیں جو گذشتہ زمانہ کے دھارمک پُرشوں نے استعمال

گی ہیں ہے پرمیشر آپ پرکاش روپ ہیں میرے ہردے میں بھی کرپا کرکے وگیان روپ پرکاش کیجئے آپ
اننت پراکرم والے ہیں مجھکو بھی پورن پراکرم دیجئے ہے اننت بل والے ایشر آپ اپنی انوگرہ سے مجھکو شریر
اور آتما میں پورن بل دیجئے۔ ہے سرب شکتیمان آپ سب سامرتھ کے نواس استھان ہیں اپنی کرپا سے
تھوچت سامرتھ کا استھان مجھکو بھی کیجئے ہے دشٹوں پر کرودھ کرنے ہارے آپ دشٹ کاموں اور دشٹ
جیوان پر کرودھ کرنے کا بھاؤ مجھ میں بھی رکھئے سب کی سہن کرنے والے ایشر آپ جیسے پرتھوی آدی لوکوں کو
دھارن کرتی اور دشٹ منشوں کے برے کرموں کو سہتے ہیں ویسے ہی سکھ دکھ ہانی لابھ۔ سردی گرمی۔ بھوک پیاس
اور یدھ آدی کا سہنے والا مجھکو بھی کیجئے۔ ہے اوتم ایشوریہ یکت پرمیشر آپ کرپا کرکے شروتر آدی اوتم اندری
اور شریشٹ بھاؤ والے من کو مجھ میں استھر کیجئے۔ ہے جگدیشر آپ سارے جگت ارتھات جڑ اور چیتن
وستوؤں کے راجہ اور پالن کرنے والے ہیں آپ منشوں کو بدھی اور بل آنند سے ترپتی کرنے والے ہیں
جیسے آپ نے ہم کو بدھی آدی پدارتھ دئے ہیں۔ اسی طرح انکی ٹھیک ٹھیک بردھی اور رکھشا بھی کریں۔
آپ سدیو کال ہم کو ایسی پریرنا کرتے رہیں کہ ہم پکش پات رہت نیاء اور ست آچرن سے یکت دھرم
کو گرہن کریں۔ اس سے وپریت کبھی نہ چلیں کنتو اس کی پراپتی کے لئے درودھ کو چھوڑ کر پرسپر سمتی اور
پریتی سے رہیں۔ جس سے ہمارا سکھ بڑھتا رہے اور دکھ پراپت نہو۔ آپ ایسی کرپا کریں کہ ہم سب لوگ
درودھ داؤ کو چھوڑ کر آپسمیں پریتی کے ساتھ پڑھنا پڑھانا اور پرشنوتر سہت سمباد کریں جس سے ست
ودیا نت بڑھتی رہے۔

ہے پرم پتا پرمیشر آپکی سہایتا کے بنا دھرم کا پورن گیان اور اسکا پورا انوشٹھان نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ
ایسی کرپا کیجئے جس سے میں ست دھرم کا انوشٹھان پورا کر سکوں آپ ایسی کرپا کیجئے کہ میں سب است
کاموں سے چھوٹ کر ست کے آچرن کرنے میں سدا درڑھ رہوں اس پوتر برت میں دن پرتی دن میری
شردھا ادہک ہوتی جاوے اور اسکے سبب میرے انتہ کرن کی شدھی اور دیوہار اور پرمارتھ کے سکھ
پراپت ہوتے جاویں۔

ہے سرو دیاپک انترجامی آپ ہمکو ایسی سامرتھ دیجئے کہ ہم سدیو کال گیان اور ودیا کو بڑھاتے ہوئے
کیول آپکی اپاسنا ہی کرتے رہیں۔ پرتکش آدی پرمان سے ٹھیک ٹھیک پریکشا کرکے جیسا ہم اپنی آتما میں جانتے
ہیں ویسا ہی بولیں اور ویسا ہی مانیں۔ اپنی آنکھ آدی اندریوں کو ادھرم اور آلس سے چھڑا کر سدا دھرم میں چلاتے
رہیں من اور بدھی کو دھرم سیون میں استھر رکھیں۔ دھرم ارتھ کام اور موکش کی سدھی کے لئے سدیو کال پرشارتھ
کرتے رہیں۔ جو سب جگت کے اپکار کے لئے ست بادی۔ ست کاری ودوان۔ سب کا سکھ چاہنے والے
ہوں ان سنت پرشوں کے سنگ سے یوگ بیوہاروں کو سدا بڑھاتے رہیں۔ ہے ست سروپ پرماتمن آپکی
کرپا اور آچاریہ کی سہایتا سے ہم برہمچاریوں نے ست ودیا اور شبھ گنوں کو دھارن کیا ہے۔ آپ ایسی آشیرباد
دیجئے کہ ہم آلس اور پرماد سے سدا پرتھک رہکر کرتگیتا ارتھات چترائی کو سدا گرہن کرکے وبھوتی ارتھات اوتم
ایشوریہ کو بڑھاویں۔

ماتا پتا۔ آچاریہ ارتھات ودیا کے دینے والے اور سست کا اپدیش کرنے والے ودوان
پرش ان سب کی سیوا اوتم پدارتھوں اور پرسن چت کے ساتھ کرتے رہیں ہے پرم ایشوریہ یکت منگل مئے
پرمیشر آپ کی کرپا سے مجھکو اپاسنا جوگ پراپت ہوتا اس سے مجھکو سکھ بھی ملے۔ اسی پرکار آپ کی
کرپا سے دس اندری۔ دس پران۔ من۔ بدھی۔ چت۔ اہنکار۔ ودیا۔ سوبھاؤ۔ شریر۔ بل۔ یہ اٹھائیس

سب کلیاؤں میں پرورت ہوکر اُپاسنا جوگ کو سدا سیون کریں۔ تتھا میں بھی اُس جوگ کے دوارا رکھشا کو اور رکھشا سے جوگ کو پراپت ہوا چاہتا ہوں اس لئے آپکو بار بار نمسکار کرتا ہوں۔ آپ من۔ بانی اور کرم ان تینوں کے پتی ہیں۔ تتھا سرب سنکلپ ان وششنوں سے یکت ہیں۔ جس سے آپ بُرے خیالوں ناراست کلام اور پاپ کرموں کو بناش کرنے میں اننت سامرتھ ہیں تتھا آپ کو سرو ویاپک اور سرب سامرتھ والا جانکر میں آپکی اُپاسنا کرتا ہوں ہے پرمیشر آپکی ہم اُپاسنا کرتے ہیں آپ کرپا کرکے ان آدی ایشورج سب سے اوتم کیرتی ہے سے رہت۔ اور سمپورن ودیا سے یکت کیجئے۔

ہے بھگوان آپ سب میں ویاپک۔ شانت سروپ اور پران کا بھی پران ہیں تتھا گیان سروپ اور گیان کے دینے والے ہیں۔ سب کے پوجیہ سب کے بڑے اور سب کے سہن کرنے والے ہیں۔ اس پرکار کا آپ کو جانکر ہم لوگ آپکی اُپاسنا کرتے ہیں کہ یہ گن آپ ہم کو بھی دیویں۔

ہے جگدیشر آپکی نرنتر اُپاسنا کرنے سے ہم کو نشچت ہوا ہے کہ مکتی کا اوتم سادھن اُپاسنا ہے اسی لئے سارے ودوان اور دھارمک پرش آپکو جو سب جگت اور سب منشوں کے ہردوں میں ویاپک ہو۔ اُپاسنا سے ہی اپنی آتما کے ساتھ یکت کرتے ہیں جسکے سبب اُنکے ہردے روپی بھومی میں ست کا پرکاش ہوکر وہ سب ودیاؤں کے جاننے والے مہنسا آدی دوشوں سے رہت کرپا کا سمدر ہو جاتے ہیں اور موکش کو پراپت ہوکر سدا انند میں رہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

آتمک دھرم کے فوائد۔ جو منش اس دھرم کو اچھی طرح پالن کرتے ہیں اُنمیں وشواس اور رحم محبت اور انصاف۔ ہمت و شجاعت۔ دلیری اور استقلال وغیرہ اس قدر صفات ہو جاتے ہیں کہ وہ اس دُکھ ساگر سنسار کو سکھ ساگر بنا دیتے ہیں وہ اپنے شاریرک۔ مانسک اور آتمک بل سے طرح طرح کی ودیا پرگٹ کرتے ہیں۔

آتمک دھرم کے بعد پارلوک دھرم کے گرہن کرنے کا طریقہ۔ آتمک دھرم کو ودھی پوربک گرہن کرنے کے پشچات اگر پرماتما میں زیادہ پریتی ہو جاوے اور آتمک دھرم کے ناپیدا کنار سمندر میں غوطہ مارکر بے انتہا مخفی راز معلوم کرنے اور سنسار کا اُپکار کرنا منظور ہو اور سنسار سکھوں کی ادھک چاہنا ہو تو پارلوک دھرم کو پالن کرنا چاہئے جسکا مفصل ذکر دوسری جلد میں کیا جاویگا۔ لیکن گرہست دھرم کو النگھن کرنا ہر ایک منش کی سامرتھ نہیں ہے جب کسی ملک یا قوم کے اُدھار کا سمے آتا ہے تب ایسے مہاتما پیدا ہوتے ہیں جیسے کرشن آچارج جی۔ حضرت عیسیٰ۔ سوامی دیانند وغیرہ مہاتما پرگٹ ہوئے ایسے مہاتماؤں کے تیج اور پرش کو دیکھکر دنیاوی اشخاص حسد اور خود غرضی کے سبب طرح طرح کی رکاوٹ ڈالتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ کوئی رکاوٹ اُنکے سدِّراہ نہیں ہوتی تب اُنکی جان لینے کو تیار ہو جاتے ہیں مگر وہ مہاتما اپنی آتمک شکتی کے بل سے گیان کی اگنی کو اسقدر پرجاپت کر دیتے ہیں کہ اُنکے مرنے کے پشچات جیسے جیسے باد مخالف چلتی ہے ویسی ویسی وہ اگنی زیادہ تیز اور روشن ہو جاتی ہے۔

رشیوں کے زمانہ کا ذکر۔ رشیوں کے زمانہ میں ہندوستان میں مذکورہ بالا تینوں دھرم یعنی شاریرک۔ مانسک اور آتمک دھرموں کے پالن کرنے کی اوستھا کو برہمچرج آشرم کہتے تھے اسکے بعد گرہست آشرم شروع ہوتا تھا جس میں داخل ہوکر برہم چاری لوگ اپنی نہایت محنت سے حاصل کی ہوئی طاقتوں کے ذریعہ بے شمار سکھ بھوگتے تھے جو برہم چاری جس پیشہ کو اختیار کرتا تھا یا جسکی طرف توجہ دیتا تھا اُس میں اعلیٰ ترقی کر دکھلاتا تھا۔ مثلاً دسوا متر جی نے نئی سرشٹی اُپجن کی جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ دو اناج ملاکر کئی قسم کے جوار باجرہ وغیرہ اناج

نئے پیدا گئے دو دو جانوروں کے میل سے کئی قسم کے کارآمد جانور پیدا گئے۔ درونا چاریہ جی نے کئی قسم کی اگنی ودیا پرگٹ کی جسکی مدد سے ہندوستان کے راجوں نے دور دور تک سلطنت بڑہائی کیونکہ اس دنیا میں جو راجہ اگنی ودیا کو زیادہ ترقی دیتا ہے وہی دور دور تک راج کرسکتا ہے غرضیکہ ہر ایک پیشہ میں مذکورہ بالا تینوں دہرم پالن کرنے والے اشخاص پوری ترقی کرکے شکھ سے گذران کرتے تھے۔ دنیا کی دولت دنیا کا بیوپار دنیا کے علوم و فنون حرفت و دستکاری سب ہندوستان میں موجود تھی۔ دنیا بھر کے ہر ایک قسم کی خواہش رکھنے والے آدمی مذہب کے پیاسے دولت کے بھوکے علوم کے شایق۔ بیوپار کے متلاشی سب رشیوں کے چرنوں میں سیس نوا کر اپنی مراد دلی حاصل کرتے تھے۔ اور اگر مذکورہ بالا تینوں دہرم پھر سچی کوشش اور سچے اعتقاد سے پالن کرنے شروع کئے جاویں تو پھر ویسا ہی زمانہ ہندوستان کو نصیب ہونا اور ساری قوموں سے سبقت لیجانا ممکن ہے کیونکہ پرماتما نیاء کاری ہیں اور انکا قانون جیسا رشیوں کے زمانہ میں تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور گپت ہو کر سب کے کرم دیکھتے ہیں اور پرتکش ہو کر پھل دیتے ہیں۔

پرشن۔ اسوقت دنیا کی دیگر قومیں بیشمار ترقی کر گئی ہیں ان سے سبقت لیجانا کس طرح ممکن ہے؟

اوتر۔ ترقی خواہ دنیاوی ہو خواہ دینی اُسکے حاصل کرنے کے واسطے دو اصول ہیں۔ نیتی اور دہرم اس وقت عموماً دیکھا جاتا ہے۔ کہ دیگر قوموں نے جو ترقی کی ہے انہوں نے نیتی کو دہرم سے زیادہ مقدم سمجھ رکھا ہے اور ہندوستان میں بیشمار عرصہ سے دہرم پرچار رہنے کے سبب گو طرح طرح کے مت متانتروں اور فروعات کے جھگڑوں نے سچے دہرم کا ابھاؤ کر دیا ہے پھر بھی اسکا بیج موجود ہے۔ اور مذکورہ بالا طریقے سے ترقی کے میدان میں قدم ڈالنے سے ضروری ہے کہ دہرم پر دہان رہے اور نیتی گون انگ میں۔ پس دہرم کو زیادہ مقدم سمجھکر دہرم او نیتی دونو کو پہلو بہ پہلو برتتے ہوئے ہندوستان ضرور دوسرے ملکوں سے سبقت لیجا سکتا ہے جب شاریرک دہرم پالن کرنے سے شریر کی ساری کلیں اور پرزے معلوم ہو جاویں اور ان کو ٹھیک ٹھیک چلانا آجاوے تو باہر کی کلیں ایجاد کرنی اور ان سے ٹھیک ٹھیک کام لینا کونسا مشکل ہے۔ جب مانسک۔ دہرم کو پالن کرنے سے من کو وادیہ کرکے قابو کر لیا جاوے۔ باہر کی دنیا کی نیتی کے اصول برتنے کیا بڑی بات ہے جب شریر روپی نگر میں دیا پریم اور ریناء، اتم بل سے سب شکتیوں کو نیم میں رکھنے پہ قادر ہو جاوے تو اسی طرح باہر کی دنیا میں بھی کیا جانا ممکن ہے۔

لیکن یہ بات تب ہو سکتی ہے جبکہ ساماجک اونتی کا عمدہ انتظام ہو۔ کیونکہ کلیں وغیرہ ایجاد کرنے والے کو شروع میں عوام الناس دیوانہ کہا کرتے ہیں۔

ہزاروں آدمی مخالفت کرتے ہیں لیکن ساماجک اونتی کا کچھ بھی انتظام ہو تو وہ لوگ مدد کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ اُسکی ایجاد کو مکمل بنا دیتے ہیں ساماجک دہرم کا ذکر پانچویں حصہ میں ہوگا۔

غرضیکہ آتک دہرم کو پالن کرنے کے بعد گرہست دہرم کو اختیار کرنا چاہئے جسکا ذکر مختصر طور پر اگلے حصہ میں کیا گیا ہے۔

جلد اول۔ حصہ چہارم

گرہست دہرم

یعنی

فرائیض خانہ داری

گرہست دہرم کی ویاکھیا یعنے تشریح

گرہست دہرم کے لفظی معنے گھر میں قیام ہونے کے فرائیض ہیں اصطلاح میں اُن فرائیض سے مراد ہے جنکے ذریعہ بعد تحصیل علم عمدہ طرح سے معاش کا انتظام اور عیالداری کے سامان بہم پہنچائے جاسکیں اور آرام کے ساتھ زندگی بسر ہو۔

گرہست دہرم اسوجہ سے بہت اعلیٰ سمجھا گیا ہے کہ اسی کے ذریعہ شاریرک مانسک۔ اور آتمک دہرم پالن کرنے کا انتظام ہوسکتا ہے اور اسی کے سہارے پر سنیاس وغیرہ پار لوک دہرم قایم رہ کر ترقی کرسکتے ہیں گرہست آشرم بطور ایک چھوٹے راج یعنی بادشاہت کے ہے جس میں ہرایک کو مثل راج دربار کے ایک دوسرے کی مدد اور تعمیل حکم کرتے ہوئے نہایت سچائی محنت اور ہمت کے ساتھ اپنے فرائیض ادا کرنے چاہئیں جنکا مختصر ذکر اس جگہ کیا جاتا ہے۔

انتظام معاش شاریرک مانسک اور آتمک دہرم کو پالن کرتے ہوئے جب علم پڑہنے سے فراغت حاصل ہو تب اپنی لیاقت اور میلان طبیعت کے موافق کسی ایسے پیشہ کو اختیار کرنا چاہئے جس سے عمدہ اور نیکی کے ساتھ زندگی بسر ہوسکے۔ اس پیشہ میں پوری توجہ دیکر جایز طریقوں سے معقول آمدنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے جس قسم کی تعلیم پائی ہو اور جس طرف طبیعت کا خاص رجحان ہو اسی قسم کے پیشہ کو اختیار کرنا چاہئے اور اُس پیشہ میں زیادہ سے زیادہ ترقی اور شہرت حاصل کرنا فرض عین سمجھنا چاہئے۔ نیز اپنی عادات بلکہ سارا طرز زندگی ایسا بنا لینا مناسب ہے۔ جس سے خود بخود ترقی و شہرت و نیکنامی ہوتی جاوے۔ مثلاً اگر دہرم پرچار کرنا منظور ہو تو پرماتما سے زیادہ لگاؤ کرکے ہر وقت دنیا کو مثل ایک سرائے کے سمجھنا چاہئے جہاں مستقل آرام کے سامان کوئی بھی جمع نہیں کیا کرتا ہے بلکہ آرام یا تکلیف جس طرح ہوسکے گذارہ کرکے آخری منزل مقصود کا خیال مدنظر رہتا ہے۔ دہرم پرچارک کو جہاں تک ممکن ہو جو کچھ دل میں ہو وہی زبان سے ظاہر کرنا چاہئے اور نردوش اور نڈر ہوکر دورہ کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ آدمیوں میں اپنے خیالات پھیلانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے سارے منشوں کو اپنا جاتی والا سمجھکر اُن کے اور نیز دیگر جیوں کے سُکھ کی بردہی اور دُکھ کی نورتی کے لئے جتن کرتے رہنا چاہئے۔ اگر زمیندار بننا منظور ہو تو فن زراعت کی علمی واقفیت اور سردی گرمی کی برداشت کرنے کی عادت ڈال کر دیہاتی آدمیوں اور کھیتی کے کارآمد جانوروں سے خاص قسم کا انس پیدا کرنا چاہئے۔ اگر تجارت اور بیوپار کا ارادہ ہو تو مختلف

ملکوں کی پیداوار اور ضروریات کو معلوم کرنا اور طبیعت میں نرمی اور سچائی کا پیدا کرنا ضروری سمجھنا چاہئے فوجی پیشہ میں بہادرانہ طریق زندگی اختیار کرنا مناسب ہے۔ ورزش وغیرہ کے ذریعہ جسمانی اعضائے کو زیادہ مضبوط اور صحت کو زیادہ عمدہ رکھنا ضروری ہے فرض منصبی کے ادا کرنے میں جان کا خطرہ ہو تب بھی پرواہ نہ کرنی چاہئے۔ عدالت اور وکالت پیشہ کے واسطے قانون قدرت اور انسانی طبعیتوں کو جہانتک ممکن ہو غور سے مطالعہ کرکے امن۔ آزادی اور انصاف کو پھیلانے کے واسطے علم منطق اور فن تقریر میں مہارت پیدا کرنی لازم ہے۔ راج دربار کی نوکری ہو تو ہر دل عزیزی کی صفت حاصل کرکے افسروں کی رضامندی اور تعمیل حکم برابر والوں) اور ماتحتوں کے ساتھ انصاف اور محبت کا برتاؤ کرنا مناسب ہے۔

رشتہ داروں سے برتاؤ ہر ایک گرہستی کے تھوڑے یا بہت رشتہ دار ضرور ہوتے ہیں اُنکے ساتھ نہایت خوش خلقی محبت اور سچائی کے ساتھ برتاؤ رکھنا چاہئے اور اپنی توفیق کے موافق بغیر احسان جتانے کے اُن سے سلوک کرنے کو مستعد رہنا چاہئے۔ اُن سب کو اُن کی ہی عقل وغیرہ کے پیمانہ سے اندازہ کرکے عموماً چھوٹی چھوٹی باتوں پر کشیدگی نہ کرنی چاہئے۔ اُن سے برتاؤ کرتے وقت ہمیشہ اس مبارک اصول کو مدنظر رکھنا مناسب ہے کہ جیسا اُن سے برتاؤ کیا جاوے گا ویسا ہی برتاؤ اپنے ساتھ ہو تو عمدہ آنکھ سے دیکھنے کے لایق ہو جس بات کو خود ناپسند کیا جاوے وہ اُن سے بھی نہ برتی جاوے۔ خاندانی اتفاق اور رشتہ داروں کی لطاقت دنیاوی آسایش حاصل ہونے کے واسطے ایک بہت بڑی برکت اور طاقت سمجھی گئی ہے خوش قسمت ہیں وہ اشخاص جن کو یہ نعمت حاصل ہے۔ لیکن رشتہ داروں سے نامناسب برتاؤ کرنے سے یہ نعمت سخت سے سخت مصیبت میں تبدیل ہو جاتی ہے بھائی جو قوت بازو کہلاتا ہے مار آستین بنجاتا ہے۔ چنانچہ اسکی تصدیق میں "گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے" کہاوت زبان زد عام ہے۔ روایت یہ ہے کہ لنکا کے راجہ راون نے اپنے بھائی بھبیکھن سے مناسب برتاؤ نہیں کیا جسکے سبب بھبیکھن مہاراجہ رام چندر سے جا ملا۔ غور سے دیکھا جاوے۔ تو جس قدر رخنا اندازوں۔ قوموں اور ملکوں میں تباہی نازل ہوئی ہے وہ سب آپس کی پھوٹ سے ہوئی ہے اور اگر ہر ایک موقع کی پھوٹ کا اصلی سبب معلوم کیا جاوے تو وہ شروع میں نہایت خفیف باتوں میں اور رفتہ رفتہ بڑے بڑے معاملات میں آپس کا نامناسب برتاؤ ہی نکلے گا۔

پڑوسیوں یعنی ہمسایوں سے برتاؤ پڑوسیوں کو بھی مثل رشتہ داروں کے سمجھکر اُنکے سکھ دکھ کو اپنا ہی سکھ دکھ سمجھنا چاہئے اور جہانتک ہو سکے اُن سے محبت کا برتاؤ رکھنا چاہئے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو بجائے جھگڑے فساد کرنے کے کوئی دوسرا عمدہ پڑوس تلاش کرنا چاہئے۔ زیادہ اچھا یہ ہے کہ جھگڑے فساد کرنے والے پڑوسی کو بھی اپنی شیریں گفتاری۔ نرمی اور بُردباری سے گرویدہ کرکے امن چین سے گذران کی جاوے۔ روایت یہ ہے کہ ایک نیک و خوش خلق آدمی کے پڑوس میں کوئی جھگڑالو اور تندمزاج آدمی آن رہا اور ذرا ذرا سی بات پر روزمرہ تکرار کرنی شروع کی اور ایک روز اتفاقیہ اُسکا ایک پالو کبوتر نیک پڑوسی کے چھت پر جا بیٹھا اور وہاں اُسکو بلی نے پکڑ کر مار ڈالا اسپر جھگڑالو پڑوسی نے شور مچانا شروع کیا کہ اُسکے کبوتر کو ارادتاً مروا دیا۔ صلح کل پڑوسی نے یہ سنکر بجائے ترکی بہ ترکی جواب دینے کے نہایت نرمی اور تحمل کے ساتھ اپنے جھگڑالو پڑوسی سے اُسکے کبوتر کے مرنے پر افسوس ظاہر کرکے معافی مانگی اور اُس کبوتر کی قیمت دینے پر تیار ہوا۔
یہ نرمی دیکھ کر جھگڑالو پڑوسی کی آنکھوں میں بجائے غصہ سے خون برسنے کے دفعتاً آنسو بھر آئے اور

وہ خود اپنے پڑوسی سے اُسپر جھوٹا الزام قایم کرنے کے بدلے میں نہایت شرم اور انکسار کے ساتھ معافی مانگنے لگا۔

دوستوں سے برتاؤ اگرچہ اس خود غرضی سے بھری ہوئی دنیا میں سچا دوست عنقا صفت ہے تاہم چند آدمیوں سے دوستی رکھنی پڑتی ہی ہے اور اگر اُن سے صفائی دل اور سچی محبت کے ساتھ برتاؤ کیا جاوے اور جہاں تک ممکن ہو اُنکی خاطر و تواضع اور کاربراری کرنے میں کوشش کی جاوے تو اُن میں سے اچھے دوست بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور مصیبت کے وقت مدد دینے کو تیار ہو جاتے ہیں جب جس درجہ تک اُنکی دوستی کا ثبوت ملتا جاوے اُس اُس درجہ تک اُن سے یگانگت بڑھانی مناسب ہے۔ مگر سارے دلی راز اُن پر ہرگز نہ کھولنے چاہئیں۔ کیونکہ اگر کسی وجہ سے دوستی قایم نہ رہی تو اُس وقت اُن سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے ہر ایک گرہستی کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ پہلے سوچ سمجھکر دوست بناوے پھر حتی المقدور زندگی بھر دوستی کو نبھاوے یہ زیادہ اچھا ہے کہ تھوڑے دوست ہوں اور عمدہ ہوں بہ نسبت اسکے کہ بہت سے دوست ہوں اور نمایشی ہوں۔

مخالفوں سے برتاؤ خواہ کیسا ہی نیک طینت اور ملنسار آدمی ہو پھر بھی ایک یا زیادہ مخالف پیدا ہو جاتے ہیں مخالف آدمیوں سے ہمیشہ انصاف اور تحمل اور احتیاط کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیے اپنی طرف سے ہمیشہ یہ کوشش ہونی چاہیے کہ مخالفت موافقت میں تبدیل ہو جاوے اگر یہ کسی طرح ممکن نہ ہو تو جہانتک ہو سکے مخالفوں سے دور رہنے کی کوشش کی جاوے مگر کسی حالت میں مخالفوں کو دبانے یا تنگ کرنے کو نامناسب وسایل نہ استعمال کئے جاویں اور اُن کی زبردستی اور ظلم کو پرماتما کے انصاف پر چھوڑ دیا جاوے۔

عوام الناس سے برتاؤ جو انسان دنیا میں آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اُن سے متر تا یعنی دوستی رکھنی۔ تکالیف میں پھنسے ہوئے اور مصیبت زدوں سے ہمدردی کرکے اپنی طاقت بھر اُنکو مدد دینی نیک اعمال آدمیوں کے کارناموں کو دیکھ اور سنکر خوش ہونا اور اُنکی داد دینی بداعمال اشخاص سے نہ دوستی رکھنی نہ دشمنی بلکہ اُن سے حتی المقدور دور رہنا مناسب ہے آنچہ برخود نہ پسندی بر دیگران مپسند کے مقولہ کو بھی ہر وقت مدنظر رکھنا مناسب ہے۔

مہمان نوازی گرہست دھرم میں مہمان نوازی بھی ایک بہت بڑا فرض ہے۔ جب کوئی دوست۔ رشتہ دار۔ مسافر یا اُپدیشک بطور مہمان کے آوے تو اپنی حیثیت اور اُسکی ضرورت کا اندازہ کرکے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اُسکی خاطر و تواضع کرنی چاہیے۔ عقلمندوں نے کہا ہے شعر شکر بجا آر کہ مہمان تو۔ روزی خود میخورد از خوان تو۔ ہندوستان عرب وغیرہ ملکوں میں مہمان نوازی کا طریقہ عمدہ طرح جاری ہے اور رشیوں کے زمانہ میں اسی کو اتیتھ سیوا کہتے تھے۔ جب تک اتیتھ سیوا کا عملی طور پر رواج رہا اچھے اچھے اُپدیشک دن رات بھرمن کرکے امرت روپی اُپدیش سے کرتارتھ کرتے تھے اور اپنی ضروریات سے بے فکر رہکر اطمینان کے ساتھ دھرم کے سوکھشم سے سوکھشم انگوں کو سوچنے اور پھیلانے میں مصروف رہتے تھے۔

دان یعنی خیرات سنسار کے سارے پدارتھوں کے مالک پرتھوی ناتھ پرمیشر ہیں جو انہی دیالتا اور نیاء کے انوسار ہر ایک کو اُسکی لیاقت اور کوشش کے موافق سامان ایک عارضی وقت تک دیدیتے ہیں جنکو مناسب طور پر استعمال کرنا ہر ایک دھارمک پرش کا فرض ہونا چاہیے۔ اور کچھ حصہ اُن سامانوں کا دوسروں کی حاجات و ضروریات پورا کرنے کے لئے ہمیشہ خیرات کرنا چاہیے۔

عام طور پر اپنی آمدنی کا سواں حصہ وقف کرکے سامایک ادنی کے ذمہ دار اشخاص کو دینا مناسب ہے اور اگر سامایک ادنی کا خاطرخواہ انتظام نہ ہو تو اپنی عقل کے موافق یا چند عقلمند آدمیوں کے مشورہ سے وہ سواں حصہ خرچ کرنا چاہئے

انسان خواہ کیسا ہی پکش پات سے رہت ہو پھر بھی کچھ نہ کچھ متناہی رہتی ہے اس لئے مناسب ہے کہ خیرات کے وقت اپنی عقل پر دوسرے عقلمندوں کی رائے کو ترجیح دی جاوے۔

علاوہ سویں حصہ آمدنی کے خاص خاص موقعوں پر بھی حسب حیثیت خیرات کرنی لازم ہے ایک طریقہ پوشیدہ خیرات کرنے کا بھی ہے جسکو گپت دان کہا جاتا ہے۔ مصیبت زدہ سفید پوش اشخاص کی امداد۔ مفلس طلبا کی امداد۔ لایق مصنفوں کی امداد۔ نئی ایجاد پیدا کرنے والے کاریگروں کی امداد اس طرح پر کہ سوائے اُنکے کسی دوسرے کو خبر نہ ہو گپت دان سمجھنا چاہئے جسکا پھل مہا کلیان ہے جو اشخاص اس قسم کی خیرات کرتے ہیں اُنکے گھر ہمیشہ لکشمی کا باس رہتا ہے اور انکی قوم اور ملک بھی آسانی کے ساتھ ترقی کے میدان میں جمے رہتے ہیں۔ غرض جیسی خیرات کا کرنا ضروری ہے اُسی طرح مستحقوں تک اُس خیرات کا پہنچانا نہایت ہی ضروری ہے۔

آپد دھرم گرہست دھرم میں یہ بھی عادت ڈالنی چاہئے کہ جب کوئی کام خصوصاً نیا کام کیا جاوے اسوقت سوچ لیا جاوے کہ وہ کام کسی طرح پر شار برکت۔ ہالشک اور آتمک دھرم کے برخلاف تو نہیں ہے۔ ایسی عادت پڑجانے پر کسی برے کام کا عمل میں آنا قریب ناممکن کے ہوجاتا ہے۔ اگر بدرجہ لاچاری کوئی برخلاف کام کرنا پڑے تو جہانتک ہوسکے یہ کوشش کی جاوے کہ اُس کام کے خراب نتیجہ کا کم اثر پہنچے اسی کو رشیوں کی اصطلاح میں آپد دھرم یعنے مصیبت کے وقت کا دھرم کہتے ہیں۔

آپد دھرم کی مثال کرایہ کی سواری ریل جہاز وغیرہ میں و نیز زبردست ظالم کے پنجہ میں آنے کے وقت آپد دھرم سمجھکر جس طرح ہوسکے گذارہ کرلینا مناسب ہے لیکن بار بار عرصہ دراز تک آپد دھرم کو برتنا نہیں چاہئے ورنہ عادت پڑجانے کا اندیشہ ہے ٹائم ٹیبل چونکہ گرہست دھرم میں بے شمار فرایض ادا کرنے ہوتے ہیں پس اُن سب کو عمدہ طرح ادا کرنے کے واسطے سمے کا وچار پورک دھہانگ کرنے یعنی ٹائم ٹیبل بنانے سے بہت فایدہ متصور ہے۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر ایک جنرل ٹائم ٹیبل لکھا جاتا ہے۔ ہر شخص اپنی رہن گت و حالات کے موافق اسکی ترتیب میں تبدیلی اور اگر ضرورت ہو تو اوقات منقسمہ میں کمی و بیشی کرے۔

علی الصباح سورج نکلنے سے پہلے اُٹھکر اور پرماتما کا دھیان کرکے پھر جو جو کام اُس روز کرنا ہو اُسکو سوچ لینا چاہئے۔

حاجات ضروری سے فارغ ہونا	آدھ گھنٹہ
اشنان و دیایام یعنی ورزش	۱۱
نت نیم یعنی آتمک ادنتی کے سادھن	۱۱
کلیوا یعنی ناشتہ	پاؤ گھنٹہ
خانگی کاروبار	آدھ گھنٹہ
سامایک دھرم	پاؤ گھنٹہ
پیشہ کا کام	دو گھنٹہ

وہ خود اپنے پڑوسی سے اُسپر جھوٹا الزام قایم کرنے کے بدلے ہیں نہایت شرم اور انکسار کے ساتھ معافی مانگنے لگا۔

دوستوں سے برتاؤ اگرچہ اس خود غرضی سے بھری ہوئی دنیا میں سچا دوست عنقا صفت ہے تاہم چند آدمیوں سے دوستی رکھنی پڑتی ہی ہے اور اگر اُن سے صفائی دل اور سچی محبت کے ساتھ برتاؤ کیا جاوے اور جہاں تک ممکن ہو اُنکی خاطر و تواضع اور کاربراری کرنے میں کوشش کی جاوے تو اُن میں سے اچھے دوست بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور مصیبت کے وقت مدد دینے کو تیار ہو جاتے ہیں جس جس درجہ تک اُنکی دوستی کا ثبوت ملتا جاوے اُس اُس درجہ تک اُن سے یگانگت بڑھانی مناسب ہے۔ مگر سارے دلی راز اُن پر ہرگز نہ کھولنے چاہئیں۔ کیونکہ اگر کسی وجہ سے دوستی قایم نہ رہی تو اُس وقت اُن سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہے ہر ایک گرہستی کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ پہلے سوچ سمجھکر دوست بناوے پھر حتی المقدور زندگی بھر دوستی کو نبھاوے یہ زیادہ اچھا ہے کہ تھوڑے دوست ہوں اور عمدہ ہوں بہ نسبت اسکے کہ بہت سے دوست ہوں اور نمایشی ہوں۔

مخالفوں سے برتاؤ خواہ کیسا ہی نیک طینت اور ملنسار آدمی ہو پھر بھی ایک یا زیادہ مخالف پیدا ہو جاتے ہیں مخالف آدمیوں سے ہمیشہ انصاف اور تحمل اور احتیاط کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہئے اپنی طرف سے ہمیشہ یہ کوشش ہونی چاہئے کہ مخالفت موافقت میں تبدیل ہو جاوے اگر یہ کسی طرح ممکن نہ ہو تو جہانتک ہو سکے مخالفوں سے دور رہنے کی کوشش کی جاوے مگر کسی حالت میں مخالفوں کو دبانے یا تنگ کرنے کو نامناسب وسایل نہ استعمال کئے جاویں اور اُن کی زبردستی اور ظلم کو پرماتما کے انصاف پر چھوڑ دیا جاوے۔

عوام الناس سے برتاؤ جو انسان دنیا میں آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اُن سے متریا یعنی دوستی رکھنی۔ تکالیف میں پھنسے ہوئے اور مصیبت زدوں سے ہمدردی کرکے اپنی طاقت بھر اُنکو مدد دینی نیک اعمال آدمیوں کے کارناموں کو دیکھ اور سنکر خوش ہونا اور اُنکی داد دینی بد اعمال اشخاص سے نہ دوستی رکھنی نہ دشمنی بلکہ اُن سے حتی المقدور دور رہنا مناسب ہے آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند کے مقولہ کو بھی ہر وقت مدنظر رکھنا مناسب ہے۔

مہمان نوازی گرہست دھرم میں مہمان نوازی بھی ایک بہت بڑا فرض ہے۔ جب کوئی دوست۔ رشتہ دار۔ مسافر یا اُپدیشک بطور مہمان کے آوے تو اپنی حیثیت اور اُسکی ضرورت کا اندازہ کرکے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اُسکی خاطر و تواضع کرنی چاہئے۔ عقلمندوں نے کہا ہے شعر شکر بجا آر کہ مہمان تو ٭ روزی خود میخورد از خوان تو ٭ ہندوستان عرب وغیرہ ملکوں میں مہمان نوازی کا طریقہ عمدہ طرح جاری ہے اور رشیوں کے زمانہ میں اسی کو اتیتھ سیوا کہتے تھے۔ جب تک اتیتھ سیوا کا عملی طور پر رواج رہا اچھے اچھے اُپدیشک دن رات بھرمن کرکے امرت روپی اُپدیش سے کرتارتھ کرتے تھے اور اپنی ضروریات سے بے فکر رہکر اطمینان کے ساتھ دھرم کے سوکشم سے سوکشم انگوں کو سوچنے اور پھیلانے میں مصروف رہتے تھے۔

دان یعنی خیرات سنسار کے سارے پدارتھوں کے مالک پرتھوی ناتھ پرمیشر ہیں جو اپنی دیالتا اور نیاے کے انوسار ہر ایک کو اُسکی لیاقت اور کوشش کے موافق سامان ایک عارضی وقت تک دیدیتے ہیں جنکو مناسب طور پر استعمال کرنا ہر ایک دھارمک پرش کا فرض ہونا چاہئے۔ اور کچھ حصہ اُن سامانوں کا دوسروں کی حاجات و ضروریات پورا کرنے کے لئے ہمیشہ خیرات کرنا چاہئے۔

عام طور پر اپنی آمدنی کا سواں حصہ وقف کرکے سماجک اونتی کے ذمہ دار اشخاص کو دینا مناسب ہے اور اگر سماجک اونتی کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو تو اپنی عقل کے موافق یا چند عقلمند آدمیوں کے مشورہ سے وہ سواں حصہ خرچ کرنا چاہئے

انسان خواہ کیسا ہی پکش پات سے رہت ہو پھر بھی کچھ نہ کچھ ممتا باقی رہتی ہے اس لئے مناسب ہے کہ خیرات کے وقت اپنی عقل پر دوسرے عقلمندوں کی رائے کو ترجیح دی جاوے۔

علاوہ سویں حصہ آمدنی کے خاص خاص موقعوں پر بھی حسب حیثیت خیرات کرنی لازم ہے ایک طریقہ پوشیدہ خیرات کرنے کا بھی ہے جسکو گپت دان کہا جاتا ہے۔ مصیبت زدہ سفید پوش اشخاص کی امداد۔ مفلس طلبا کی امداد۔ لایق مصنفوں کی امداد۔ نئی ایجاد پیدا کرنے والے کاریگروں کی امداد اس طرح پر کہ سوائے اُنکے کسی دوسرے کو خبر نہ ہو گپت دان سمجھنا چاہئے جسکا پھل مہا کلیان ہے جو اشخاص اس قسم کی خیرات کرتے ہیں اُنکے گھر ہمیشہ لکشمی کا باس رہتا ہے اور انکی قوم اور ملک بھی آسانی کے ساتھ ترقی کے میدان میں بڑھے رہتے ہیں۔ غرض جیسی خیرات کا کرنا ضروری ہے اُسی طرح مستحقوں تک اُس خیرات کا پہنچانا نہایت ہی ضروری ہے۔

آپد دھرم گرہست دھرم میں یہ بھی عادت ڈالنی چاہئے کہ جب کوئی کام خصوصاً نیا کام کیا جاوے اُسوقت سوچ لیا جاوے کہ وہ کام کسی طرح پر شار یرک۔ مانسک اور آتمک دھرم کے برخلاف تو نہیں ہے۔ ایسی عادت پڑ جانے پر کسی برے کام کا عمل میں آنا قریب ناممکن کے ہو جاتا ہے۔ اگر بدرجہ لاچاری کوئی برخلاف کام کرنا پڑے تو جہانتک ہو سکے یہ کوشش کی جاوے کہ اُس کام کے خراب نتیجہ کا کم اثر پہنچے اسی کو ریشیوں کی اصطلاح میں آپد دھرم یعنے مصیبت کے وقت کا دھرم کہتے ہیں۔

آپد دھرم کی مثال کرایہ کی سواری ریل جہاز وغیرہ میں و نیز زبردست ظالم کے پنجہ میں آنے کے وقت آپد دھرم سمجھکر جس طرح ہو سکے گذارہ کر لینا مناسب ہے لیکن بار بار یا عرصہ دراز تک آپد دھرم کو برتنا نہیں چاہئے ورنہ عادت پڑ جانے کا اندیشہ ہے ٹایم ٹیبل چونکہ گرہست دھرم میں بے شمار فرایض ادا کرنے ہوتے ہیں پس اُن سب کو عمدہ طرح ادا کرنے کے واسطے سمے کا وچار پورب وبھاگ کرنے یعنی ٹایم ٹیبل بنانے سے بہت فایدہ متصور ہے۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر ایک جنرل ٹایم ٹیبل لکھا جاتا ہے۔ ہر شخص اپنی رہن گت و حالات کے موافق اسکی ترتیب میں تبدیلی اور اگر ضرورت ہو تو اوقات منقسمہ میں کمی و بیشی کرے۔

علی الصباح سورج نکلنے سے پہلے اُٹھکر اور پرماتما کا دھیان کرکے پھر جو جو کام اُس روز کرنا ہو اُسکو سوچ لینا چاہئے۔

کام	وقت
حاجات ضروری سے فارغ ہونا	آدھ گھنٹہ
اشنان و ویام یعنی ورزش	″
نت نیم یعنی آتمک اونتی کے سادھن	″
کلیوا یعنی ناشتہ	پاؤ گھنٹہ
خانگی کاروبار	آدھ گھنٹہ
سماجک دھرم	پاؤ گھنٹہ
پیشہ کا کام	دو گھنٹہ

کھانا وتفریح طبع	ایک گھنٹہ
پیشہ کا کام	پانچ گھنٹہ
ناشتہ	پاؤ گھنٹہ
ہواخوری وتفریح	ایک گھنٹہ
کاروبار خانہ داری	ایک گھنٹہ
حاجات ضروری	آدھ گھنٹہ
بیالو یعنی شام کا کھانا	آدھ گھنٹہ
دوستوں وغیرہ سے ملنا اخبارات وغیرہ کا دیکھنا پرو پکار کرنا	دو گھنٹہ

قدرے پر اتما کا دھیان اور دن بھر کے اعمال پر سوچ بچار کے بعد آرام کرنا یعنی سونا۔

بواہ یعنی شادی جب معاش کا اچھی طرح انتظام ہوجاوے تب شادی کا فکر ہونا چاہئے اُسوقت اس امر کا ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ استری کی عمر پرش سے کم از کم تین وغایت درجہ پانچ برس کم ہو یہ ایک اصول ہے جسپر عملدرآمد کرنے سے لڑکپن اور بڑھاپے کی شادی خود بخود رک جانی ممکن ہے اور ہر ایک کے گن کرم سبھاؤ کی عمدہ طرح تحقیقات ہوجانی لازم ہے گن سے مراد لیاقتیں کرم سے مراد چال وچلن اور سبھاؤ سے مراد مزاج سمجھنا چاہئے۔

طب کے رو سے ایک قسم کے مزاج کی استری اور پرش سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ اکثر کمزور اور مریض ہوتی ہے اگر صفاوی مزاج اور بلغمی مزاج والوں کی آپس میں شادی ہو تو نسل کی ترقی اور تندرستی کے لئے نہایت مفید ہے اسی قسم کے لحاظ سے یہ بھی مصلحت ہے کہ پتی اور پتنی جہانتک ممکن ہو قرابت وسکونت میں بھی نزدیک نہوں یعنے دور ہوں۔

شادی کے وقت کے اقرار اور انکے فوائد شادی میں جو جو اقرار استری اور پرش میں ہوتے ہیں وہ ہر دو کو اچھی طرح سے سمجھنے چاہئیں اور انکو ہروقت یاد رکھتے ہوئے ہمیشہ سچائی کے ساتھ اُنپر کاربند رہنا چاہئے۔ مثلاً شادی کے وقت ایک بڑا اقرار یہ ہوتا ہے استری اپنا تن من دھن پُرش پر اور پُرش استری پر سمرپن کردیتا ہے جس کے سبب منجملہ اور تمام باہمی فرائض کے یہ بھی ایک بڑا فرض ہے کہ من بچن اور کایا سے پرش اپنی استری پر قناعت کرے اور استری اپنے پرش پر اور ان میں نہایت سچائی انصاف اور محبت کے ساتھ برتاؤ رہنا چاہئے پُرش۔ استری کو اپنا اردہنگی یعنے نصف حصہ سمجھے اور استری پتی برتا دھرم میں نت پر رہے دونو کے دل آئینہ کی طرح صاف رہنے چاہئیں کسی قسم کی کدورت دل میں نہ آنی چاہئے اگر اتفاقیہ کوئی غلطی کسی سے سرزد ہوجاوے تو چشم پوشی لازم ہے اگر تاڑنا کرنی ہی سمجھی جاوے تو وہ تاڑنا بغیر کسی طرح کی ملامت یا سخت کلامی کے محبت کے ساتھ ہو۔ جس گھر میں استری اور پرش کا دل ملا ہوا ہوتا ہے اور ہر دو اپنے فرائض کو سمجھکر عمل میں لاتے رہتے ہیں وہ گھر سورگ یعنے فردوس کا نمونہ بنجاتا ہے۔

عمدہ اولاد پیدا کرنیکا طریقہ جس طرح علم دولت وغیرہ پدارتھوں کے حاصل کرنے کے طریقے ہیں اسی طرح سے عمدہ اولاد بھی پیدا کی جاسکتی ہے ۔ ہندوستان کے رشیوں نے ایسے ایسے طریقے معلوم کئے ہیں جنکے جاننے اور عمل میں لانے سے انسان جس قسم کی اولاد چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ رگھوکل یعنے مہاراجہ رام چندر جی کے خاندان کے راجاؤں تم اولاد پیدا کرنے کی غرض سے رشیوں

کے بتلائے ہوئے سارے طریقے ٹھیک ٹھیک استعمال میں لاتے تھے جسکی وجہ سے اُنکی اولاد نہایت طاقتور دلیر اور ہمت والی پیدا ہوتی تھی اور ہمیشہ تندرست رہکر سارے شکھ حاصل کرتی ہوی عمر طبعی کو پہنچتی تھی۔ دہارمک پرشوں کی واقفیت کے لیئے چند طریقوں کا مختصر ذکر اس جگہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) بجائے اسکے کہ وشے بھوگ میں اتینت لپٹ ہوکر ویرج کو ضائع کیا جاوے اس انمول وستو کو نہایت احتیاط کے ساتھ ٹھیک موقع پر خرچ کرنا چاہیئے جس قدر زیادہ احتیاط کی جاویگی اور ویرج کی رکھشا کی جاویگی اُسی قدر ویرج زیادہ پُراثر ہوگا۔ مناسب یہ ہے کہ جب استری رجسولا دھرم یعنے ایام حیض سے فارغ ہو اُس کے پانچویں دن سے پندرہویں دن تک بھوگ کیا جاوے۔ مگر ایک رات میں ایک دفعہ سے زیادہ بھوگ ہر حالت میں منع ہے جس روز ایسا ارادہ کیا جاوے استری کو چند گھنٹہ پیشتر آگاہ کردیا جاوے تاکہ استری کو بار بار اس ارادہ کی یاد آنے سے اچھی طرح میلان ہوجاوے اگر حیا یا اور کوئی امر مانع ہو تو کوئی خاص اشارہ قایم کرلیا جاوے مثلاً پھولوں کا ہار یا عطر کا پوہا دیدیا جاوے لیکن ایسا ارادہ یا اشارہ رجسولا دھرم کے بعد ہی عمل میں آنا چاہیئے۔

پرشن۔ گرم ملکوں میں استری چھوٹی عمر میں رجسولا ہو جاتی ہے۔ ہندوستان میں اکثر گیارہ یا بارہ برس کی عمر میں یہ علامت ظاہر ہوجاتی ہے تو کیا اُس سمے میں بھوگ کرنا اُس سے چاہیئے اور اُس سے اوتم اولاد پیدا ہونی ممکن ہے؟

اوتر۔ اگرچہ گرم ملکوں میں بہ نسبت سرد ملکوں کے یہ علامت جلدی پیدا ہوتی ہے تاہم زیادہ تر یہ سبب ہوتا ہے کہ لڑکیوں کو بھوگ سمبندہی باتیں کرنے اور سُننے اور دیکھنے کا موقعہ ملنے سے اُن میں ادہورا دیگ پیدا ہو جاتا ہے اور جنکو ایسے موقعے نہیں ملتے ہیں وہ خواہ کیسے ہی گرم ملک میں ہوں چودہ پندرہ برس کی عمر تک یہ علامت اور خواہش پیدا نہیں ہوتی ہے چنانچہ گرم ہے گرم ملک میں دیہات کے رہنے والی جنکو عمدہ تعلیم و ست سنگ میسر ہوتا ہے۔ چودہ پندرہ برس کی عمر تک نہ رجسولا ہوتی ہیں اور نہ اُنکو یہ خواہش ہوتی ہے اس واسطے مصنوعی طور پر ادبھارے ہوئے ادہورے ویگ کی علامات ظاہر ہونے پر اوتم اولاد پیدا کرنے کے واسطے بھوگ کا وقت سمے نہ سمجھنا چاہیئے۔

(۲) بھوگ کے سمے طبیعت بشاش اور سارا جسم اُجلا اور سُتھرا ہونا چاہیئے اُس روز موسم کا اندازہ کرکے قدرے زیادہ دیر تک جسم کو کپڑے سے صاف کرکے نہانا مناسب ہے کیونکہ ویرج کا سمبندھ جل سے بہت زیادہ ہے خوراک نہایت نفیس مقوی اور زود ہضم استعمال کی جاوے خصوصاً شام کو دودھ یا کھیر مغز بادام چھوہارہ الائچی وغیرہ مقوی اور مفرح چیزیں ڈالی جاویں اور موسمی میوہ جات تازہ جو کھٹے یعنی ترش نہ ہوں استعمال کیئے جاویں۔

خوابگاہ کو پھولوں اور دیگر خوشبودار چیزوں سے شُدہ اور خوشنما کیا جاوے۔ رات کے کھانے کے ایک پہر بعد بھوگ کرنے کا ارادہ کیا جاوے اُسوقت کسی قسم کا خوف یا رنج شرم یا غصہ وغیرہ مذموم اثر دل پر نہ ہوں دل کو یکسو کرکے اور پرماتما کا دھیان کرکے جس قسم کی اولاد کی خواہش ہو۔ یعنے دھرماتما یا ودوان یا بہادر یا عقلمند اُسی قسم کا مرد اور عورت دونو کو دہیان پر کرنی یعنی بھاو بنا لینا چاہیئے۔

(۳) بھوگ کے سمے پُرش کا داہنا اور استری کا بایاں سوانس چلنا اور نیز پُرش کا کبھی کبھی سوانس

گارو کنار رشیوں نے اچھا مانا ہے۔ پُرش کے بائیں کروٹ لیٹنے سے داہنا سوانس چلنے لگتا ہے۔
دیپریت آسن سخت نقصان پہنچانے والا سمجھا گیا ہے۔ اسی طرح ادتم اولاد کے واسطے بھوگ دو
طرفہ وِیگ اوتپن ہوجانے کے پہلے اُوچت نہیں سمجھا گیا ہے۔ اور واتسایَن آدی رشیوں نے پورن
وِیگ اوتپن کرنے کے واسطے ستن۔ ران وغیرہ مخصوص مقامات جسم کے مساس وغیرہ کی سفارش کی ہے
پورن وِیگ کی اوستھا کی علامات جوش و بیتابی پسینا آنا و لرزش بدن وغیرہ کا پیدا ہونا بیان کی ہیں
اور اُنکا قول ہے کہ اسی اوستھا میں پورن سکھ و اوتم گربھ استھتی ممکن ہے اور اسی اوستھا کے
پراپت ہونے سے استری اور پُرش میں سچا پریم اور پریت پیدا ہونا اور بڑھتے رہنا ممکن ہے
(۴) بھوگ کے پشچات شُدھ ہوکر اور دودھ وغیرہ مقوی اور مفرح اشیا استعمال کرکے استری
اور پُرش علیحدہ علیحدہ سو رہیں اسی کو رشیوں کی اصطلاح میں گربھادان سنسکار کہتے ہیں۔

پرشن۔ اگر اسقدر مقوی اور مفرح اشیاء وغیرہ میسر نہ ہوسکیں تو کیا کرنا چاہئے۔

اوتر۔ کم از کم صرف دودھ ہی استعمال کر لیا جاوے۔ برخلاف اسکے کوئی نشی اشیاء شراب
افیون وغیرہ ہرگز استعمال کرنی نچاہئے گربھادان ریتی سے عموماً گربھ استھتی یعنی حمل کا قیام
ضروری ہوجاتا ہے حمل کے بعد جب تک بچہ پیدا ہوکر ایک برس کا نہ ہوجاوے استری پرش
کا بیوہار مناسب نہیں ہے۔ اس عرصہ میں استری اور بچہ کی خوراک۔ پوشاک اور رہایش کا
نہایت احتیاط کے ساتھ خاص انتظام کرنا مناسب ہے تاکہ کسی طرح رنج یا کوئی اور دوش عورت
کی طبیعت پر اثر کرکے بچہ کو نقصان پہنچانے کا باعث نہ ہوجائے۔

اس طریقے اور احتیاط سے جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ دنیا میں سب سے زیادہ سکھ اور طاقت
حاصل کرنے کے لایق ہوتے ہیں۔

اسی طریقے سے مہاراجہ رام چندر جی پسر مہاراجہ جسرت۔ راج رشی وسومتر جی پسر راجہ گادی
بادرائن رشی المعروف وید دیاس جی پسر پراشر رشی اور سکھدیو مُنی پسر دیاس جی وغیرہ مہاتماؤں
کا ہندوستان میں ظہور ہوا اور جو کارنامے انھوں نے کئے وہ عموماً ہندوستان کے آدمیوں سے
پوشیدہ نہیں ہیں۔

پس ہر ایک گرہستی کا خصوصاً جو اپنے تئیں دہارمک سمجھتے ہیں یا دہارمک بننا چاہتے ہیں فرض
ہے کہ مذکورہ بالا طریقے سے اوتم اولاد پیدا کریں تاکہ وہ اپنے تیج اور پرتاپ سے تیزی عقل اور
قوت بازو سے سنسار کے دُکھوں کو کم کریں اور سُکھوں کو بڑھا دیں۔

شنکا اول۔ آجکل کے زمانہ میں انسان ویشے بھوگ کیطرف زیادہ مایل ہیں اول تو شادی ہونے
سے پہلے ہی ویریہ کو ضائع کرتے رہتے ہیں پھر شادی کے بعد عرصہ تک روزمرہ بلکہ دو دو اور زیادہ
مرتبہ تک بھی بھوگ کرتے رہتے ہیں ایام حمل میں اکثر وضع حمل تک باز نہیں آتے اور بچہ ہونے کے
بعد بھی اکثر فوراً شروع ہوجاتے ہیں۔ ایسے آدمیوں سے رجسلا دہرم کا انتظار کرتے ہوئے ہمیشہ کے
واسطے ایک ایک ماہ تک ضبط کرنا اور پھر نو مہینے تک ایام حمل کے وقت اور ایک سال تک بعد
پیدائش بچہ کے بہت مشکل ہے۔ پس بجائے اس رشیوں کے وقت کے طریقے کے زمانہ حال
کے موافق کوئی آسان اور قابل تعمیل طریقہ بتلانا چاہئے۔

سمادہان۔ جب سے سرشٹی پیدا ہوئی ہے اور جب تک رہیگی۔ ویدک دہرم کے قدرتی اصول

ایک ہی طرح رہیں گے ۔ قدرتی کام سورج وچاند کا دورہ ۔ موسموں کا وقت مقررہ تبدیل ہونا وغیرہ جیسے رشیوں کے زمانہ میں تھے ایسے ہی اسوقت بھی ہیں اسی طرح جو دھرم پراچین سمے میں مروج تھا اب بھی عمل میں آسکتا ہے اور آنا چاہیئے ۔

جو کوئی سچے دل سے دھرم کو گرہن کرنے کا یتن کرتا ہے اُسکو خود بخود بتدریج آسانی پیدا ہوتی جاتی ہے اور دھرم کا پھل سکھ پراپت ہونے کے سبب شوق اور ہمت زیادہ بڑھتی جاتی ہے لیکن جو کوئی لاپروائی یا کم ہمتی وغیرہ کے سبب دھرم کو پالن نہیں کرتا دھرم اُس سے زیادہ دور ہوتا جاتا ہے ۔ اور اُس کے گرہن کرنے میں زیادہ ہی زیادہ مشکلات دکھلائی دیتی ہیں ۔ یہانتک کہ جیسے دھرم پر چلنے والے کو دھرم کو توڑنا ناگوار معلوم ہوتا ہے اسی طرح دھرم سے اولنگھن کرنے والے کو دھرم پر چلنا مشکل معلوم ہوتا ہے ۔ اسی اصول کے موافق دھرم کے مکھ انگ برہم چرج سیون کرنے والوں کے خیالات پاکیزہ اور ویرج پُشٹ ہو کر اُن میں ضبط کی طاقت اس قدر زیادہ ہو جاتی ہے ۔ کہ جب تک مناسب سمجھیں بھوگ سے پرہیز کرتے رہیں اور جنھوں نے برہمچرج سیون نہیں کیا ہو اُن کے خیالات ناپاک ۔ اور ویرج پتلا اور کمزور ہو کر جس طرح اگنی میں گھی ڈالنے سے اگنی زیادہ بھڑکتی اور تیز ہوتی ہے اسی طرح جس قدر وشے بھوگ میں وہ سکھ کی خواہش کر کے مصروف ہوتے ہیں اُسی قدر جھوٹی اور ادھوری خواہش وشے بھوگ کی اُن میں زیادہ تر پیدا ہوتی ہے روز بروز لذت کم آتی ہے ۔ صحت بگڑتی جاتی ہے ۔ اور آخر کار نامرد ہو جاتے ہیں ۔ ایسے وشئی پرشوں کی اولاد یا تو ہوتی ہی نہیں یا مُردہ یا بہت کمزور انگ ہیں اور دائم المرض پیدا ہوتی ہے ۔ یہ نقصانات تو دھرم سے دردوہ وشے بھوگ کی معمولی حالت میں ہوتے ہیں لیکن ایام حمل میں اس سے بھی زیادہ نقصانات کا اندیشہ ہے مثلاً حمل کا اسقاط بچہ کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ اور استری کی صحت بگڑنے کا خوف ہے نیز جنین کی خوراک بگڑ جاتی ہے ۔ اور اُس میں پرورش کے اجزا کم رہجاتے ہیں اسی طرح بچہ کے پیدا ہونے کے بعد اگر جلدی بھوگ کیا جاوے تو استری کا دودھ بگڑ جاتا ہے جسکے سبب بچہ کو بہت نقصان پہنچتا ہے ۔

پس اپنی صحت ۔ استری کی صحت اور بچہ کی صحت کو مدنظر رکھ کر دھرم پر چلنے والوں اور دھرم کے متلاشیوں کو اور نیز اُن کو جو اوتم سنتان کے ابھلاشی ہیں صرف چند لمحوں کی عارضی خوشی کے لئے وشے بھوگ سے پرہیز کرنا نہایت ضروری ہے غور سے دیکھا جاوے تو یہ رشیوں کا طریقہ اُن سب طریقوں سے بدرجہا عمدہ ہے جو آجکل کی مہذب دنیا کے دور اندیش دنیا کی آبادی کو روز بہ روز بڑھتے ہوئے دیکھ کر اُسکے کم کرنے کی فکریں عمل میں لا رہے ہیں مگر آبادی اور بدکاری دونوں بڑھتی چلی جاتی ہیں ۔

شنکا دوم ۔ پراچین رشیوں کا دھرم قانون قدرت اور علم طب کے موافق ہے یا نہیں اور اگر ہے تو حکیم بو علی سینا وغیرہ حکماء کی رائے ہے کہ جب بلا وشیوں کے خیالات کے یہ ویگ پیدا ہو اُسکی خواہش صادق سمجھکر پورا کر لینا مناسب ہے بلا لحاظ اسکے کہ وہ کتنے کتنے وقفہ کے بعد پیدا ہو پس اگر معمولی حالت میں مہینے کے اندر یا ایام حمل و بعد پیدا ہونے بچہ کے آپکی میعاد سے پہلے شہوت صادق ہو تو کیا کرنا چاہئے ۔

سمادہان ۔ رشیوں نے بے شمار تجربہ اور روحانی شکتیوں کے جگانے کے بعد قانون قدرت

کی مدد سے دہرم کو پرکٹ کیا تھا اور علم طب ارتقات آیوروید یا انکے دہرم کا ایک انگ یعنے جز سمجھا گیا ہے. پس رشیوں کا دہرم ان دونو کے موافق ہے۔ لیکن جن پرشوں کا ذکر تم نے پہلی شنکا میں کیا ہے یعنے جنہوں نے اوایل عمر میں ویرج کو ضایع کیا ہو یا بیاہ کے پشچات وشئے بھوگ میں انتہت لپٹ رہے ہوں انکو یا انکی کمزور اولاد کو شہوت صادق پیدا ہونی ناممکن یعنے بعید از قیاس ہے جیسے درخت پر پکے ہوئے آم میں ایک خاص قسم کا ذایقہ اور عمدہ رس ہوتا ہے۔ لیکن کچے آم میں نہ ویسا رس ہوتا ہے نہ ذایقہ گو دیکھنے اور چکھنے میں دونو آم ہی ہوتے ہیں اسی طرح وشئی اور دہارمک پرش کا فرق سمجھنا چاہئے گو ظاہر دونوں ایک جیسے ہیں۔ وشئی پرشوں کو کم از کم ایک برس تک عالم باعمل مہاتماؤں کا ست سنگ کرکے اور انکی ہدایت کے موافق نہایت ہمت اور استقلال سے عملدرآمد کرنا چاہئے تب انکو شہوت صادق کا انوبہو یعنی ٹھیک اندازہ ہوکر معلوم ہوگا کہ جس قدر ویرج کی نیم انوسار رکشا کی جاتی ہے اسی قدر زیادہ عرصہ میں شہوت صادق پیدا ہوتی ہے لیکن جلدی جلدی ادہورا ویگ پیدا ہوکر جو انسان کو بیقرار کرتا ہے وہ شہوت صادق ہرگز نہ سمجھنی چاہئے

شنکا سوم. اگرچہ دلیل سے کسی قدر مذکورہ بالا طریقہ اچھا معلوم ہوتا ہے مگر تجربہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہوا جل اور اگ کے بغیر استعمال کے زندگی نہیں رہ سکتی اسی طرح ان تینوں کے بعد چوتھے درجہ پر بھوگ کا ہونا ضروری ہے۔ پس کوئی ایسا اپائے یعنے عملی علاج بتلانا چاہئے جسکے ذریعہ کمزور ویرج والے بھی ادہورے ویگ کو روک کر میعاد مقررہ تک پرہیز کرسکیں۔

سمادہان۔ عام اپائے حسب ذیل ہیں۔ خاص خاص حالتوں میں عالم باعمل مہاتماؤں سے مشورہ کرنا چاہئے۔

(۱) جہانتک ممکن ہو ایکانت میں اور غیر معمولی وقت میں استری پرش آپس میں نہ ملیں۔

(۲) جیسے گندگی وغیرہ پر نظر پڑجاوے تو دھیمی نگاہ سے اس کو دیکھ کر اس سے ہٹ سکنے کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح سے اگر اتفاقیہ وشئوں کا ذکر کان میں پڑجاوے یا کتاب میں لکھا دکھلائی دے جاوے یا استری پرش کا ایکانت میں میل ہوجاوے یا ایک دوسرے کے اجزائے جسم پر نگاہ پڑجاوے تو اس طرف شوق کے ساتھ زیادہ توجہ نہ دینی چاہئے۔ تاکہ اسکا نقش من پر زیادہ نہ جم سکے۔ بدنگاہ سے دیکھنا بھی دہارمک پرشوں کے خیال کے بموجب ایک قسم کا بھوگ ہے۔

(۳) سنکلپ یعنے خیال کو بھی جہانتک ممکن ہو وشئوں کی طرف نہ جانے دینا چاہئے جواسوقت اور من کو عمدہ اور دلچسپ اور پاک باتوں میں اس قدر لگائے رکھنا چاہئے کہ انکو دوسری طرف جانے کی فرصت ہی نہ مل سکے سوا شم ودرشٹی والے مہاتماؤں نے سنکلپ کو بھی ایک قسم کا بھوگ کہتے ہیں۔

(۴) ویایام یعنے ورزش جسمانی روزمرہ اس قدر کی جاوے کہ بدن خصوصاً دونو پانو اچھی طرح تھک جاویں۔

(۵) اپنے مزاج کا لحاظ رکھکر زیادہ محرق یعنی گرم تاثیر والی و ترش اشیاء استعمال نہ کی جاویں اور بہت بہت گرم دودھ بھی نہ پینا چاہئے۔

(۶) معمولی سادہ غذا اماٹ دال وغیرہ کی عادت ڈالنی چاہئے مقوی اور چکنی چپڑی غذا خصوصاً

عرصہ دراز تک نہ کھانی چاہئے۔

(۷) اپنی طاقت کے موافق آٹھویں یا پندرہویں دن یا مہینے پیچھے برت رکھنے یعنی فاقہ کی عادت ڈالنی چاہئے تاکہ ویرج کی چنچلتا دبی رہے۔

(۸) عالم باعمل مہاتماؤں کا ست سنگ تلاش کر کے حاصل کرے اور جس قدر زیادہ حصہ وقت کا ست سنگ میں لگایا جا سکے عمدہ ہے کم از کم ہر روز چوبیس گھنٹہ میں ایک گھنٹہ ست سنگ میں ضرور لگانا چاہئے تاکہ اُسکا اثر باقی تیئیس گھنٹہ تک موجود رہے۔ اگر عمدہ ست سنگ میسر نہ ہو سکے تو سچے مہاتماؤں کے بنائے ہوئے دھرم سمبندھی گرنتھ یا علمی مضامین کی کتب جنمیں فحش یا ناپاک خیالات نہ ہوں دیکھنے میں کم از کم ایک گھنٹہ خرچ کرنا چاہئے اور جو ہدایات اپنے حسب حال ملیں اُنپر سچے دل سے عملدرآمد شروع کرنا چاہئے۔

(۹) اگر رہن گت یعنی پیشہ وغیرہ کی وجہ سے مذکورہ بالا اُپائے نہ استعمال کئے جا سکیں تو اُس رہن گت کو مناسب طریقہ سے تبدیل کرنا لازم ہے۔

(۱۰) سب سے بڑا اُپائے یہ ہے کہ سنتوش یعنی صبر و ضبط کی عادت کو اختیار کرنا اور بڑھاتے رہنا چاہئے چنانچہ ایک عام مثال اس بارہ میں لکھی جاتی ہے۔ افیونی آدمی جب قید ہو جاتا ہے تو مناسب اور نامناسب ہر ایک ذریعہ سے کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح سے افیون ملے اور ناکامیابی کی حالت میں نہایت بیقرار بلکہ اکثر قدرے بیمار بھی ہو جاتا ہے لیکن آخرکار بدرجہ لاچاری صبر اور ضبط کرتا ہے جسکے سبب کچھ عرصہ میں اُس کی افیون کھانے کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح سے جب کوئی شخص بلا قید وغیرہ کی لاچاری کے صرف ارادہ کے زور سے کسی بُرائی کو چھوڑنے اور اچھائی کو اختیار کرنے کے واسطے صبر و ضبط کی عادت اختیار کرتا ہے تو تھوڑے عرصہ میں ہی کامیاب ہو جاتا ہے دہارمک پُرش کو بھی اسی طرح دشٹ من رُوپی شترو کو ست سنگ اور وچار رُوپی قلعہ میں قید کرنا چاہئے۔ تھوڑے دن میں کامیابی حاصل ہو جاویگی صرف سچا اور مستقل ارادہ درکار ہے۔

شنکا چہارم۔ جس طرح سے برہم چرج کے درجے مقرر کئے ہیں اسی طرح سے ویشی پرشوں کے سبھاؤ کو بدلنے کے لئے اس طریقہ میں درجے قایم کئے جا سکتے ہیں یا نہیں۔

سماد ہان۔ ادتم ادھکاری کو مذکورہ بالا اصول اور اُسکے متعلق بحث پر عملدرآمد کرنا چاہئے اور ہر ایک شخص کو ادتم ادھکاری بننا چاہئے۔ جنکو لڑکپن سے شاریرک مانسک اور آتمک دھرم پالن کرنے کا موقع دیا جاویگا وہ آسانی سے اس طریقہ پر عمل کر کے فایدہ اٹھا سکیں گے اور موجودہ اشخاص جنہوں نے اس اصول کو ناواقفیت میں توڑ کر عادت کے درجہ تک پہنچا دیا ہو اُنکو درجہ بدرجہ پھر اصلاح پذیر ہونا چاہئے اُن کے واسطے حسب ذیل تین درجے قایم کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) مدہم ادھکاری کو کوشش کرنی چاہئے کہ مہینے میں دو مرتبے سے زیادہ بھوگ نہ کرے گربھ استھتی کے چار ماہ بعد سے قطعی پرہیز کرے اور یہ پرہیز اُس وقت تک رہے جب تک بچہ چھ ماہ کا ہو جاوے۔

(۲) کنشٹ ادھکاری کو لازم ہے کہ مہینے میں تین مرتبے سے زیادہ بھوگ نہ کرے۔ گربھ استھتی کے پانچ ماہ بعد سے قطعی پرہیز کرے اور بچہ پیدا ہونے کے چار ماہ بعد تک پرہیز رکھے

(۳۲) اتینت کنشٹ ادھکاری کو مہینے میں چار مرتبہ سے زیادہ بھوگ نہ کرنا چاہئے۔ گربھ استھتی کے چھ مہینے بعد سے قطعی پرہیز کرے۔ اور بچہ ہونے کے بعد تین ماہ تک ضرور پرہیز رکھنا چاہئے۔ اس سے زیادہ تجاوز کرنا ادھرم سمجھنا چاہئے اور اس ذریعہ سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ عموماً شودر درجہ اور غلامی اور خدمتگاری کے لایق ہوتی ہے اور ایسے ہی کام کرتی ہے۔

شنکا پنجم۔ اس قسم کا نرنے زمانہ حال کی دھرم سبندھی پستکوں میں سے کسی خاص پستک میں کم پایا جاتا ہے۔

سمادھان۔ جب امن اور آزادی۔ ودیا کا پرچار اور اتم اوپدیشکوں کا ظہور ہوتا ہے تب اودیا روپی شترو اور اسکی دشٹ سریا وار روپی سینا کو نشٹ کرنے کے واسطے اس قسم کا نرنے کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ ایسے نرنے سے دھرم کی ترقی ہو کر منش، ماتر کو لابھ پہنچتا ہے۔ ویرگھ درشٹی والے مہاتما ہمیشہ برتمان برائیوں پر بحث کرنا اور انکے دور کرنے کا اپائے بتلانا سچا پروپکار سمجھتے رہے ہیں کیونکہ برائی کو چھپانے یا نظر انداز کرنے سے وہ طاقت پکڑتی ہے اور ظاہر کرنے اور زیر بحث لانے سے وہ کمزور ہو کر معدوم ہو جاتی ہے۔ پراچین سمے کے مہاتما اس قسم کا اپدیش زیادہ تر زبانی ہر ایک کے حسب حال کیا کرتے تھے اور اشارۃً کتابوں میں بھی لکھتے تھے۔ ویسے مہاتما موجود نہیں اور انکی کتابوں کے پڑھنے کا رواج نہیں رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عموماً امیروں کے بچے اوباش اور جاہل نوکروں کے ذریعہ اور مفلسوں کے بچے دیگر ہم عمر اوباش بچوں کے ذریعہ بہت ہی چھوٹی عمر میں برہم چرج کی مہانتا جانتے ہوئے ویرج کو نشٹ کرنے لگتے ہیں اور پھر زندگی بھر ذلت اور پشیمانی کی حالت میں پچھتاتے رہتے ہیں۔

بچہ کی پیدائش پورن گربھادان ریتی سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے اسکی پیدائش کے وقت زچہ کو بہت کم تکلیف ہوتی ہے اور آیندہ پرورش میں بھی بہت سہولت ہوتی ہے کیونکہ وہ سنتان شروع سے ہی صحت مند بدھی مان اور بلوان ہوتی ہے۔

گربھادان ریتی کو اولنگھن کرنے سے جو اولاد ہوتی ہے۔ جس درجہ تک تجاوز کیا جاتا ہے اسی اندازہ پر اسکی پیدائش کے وقت تکلیف اور آیندہ پرورش میں دقت ہوتی ہے کیونکہ وہ اولاد شروع سے ہی دایم المریض اور نربدھی ہوتی ہے۔

بچہ کی پیدائش کشادہ استھان میں ہونی چاہئے جو زیادہ ہوا دار یا ٹھنڈا یا تم ہو مگر ایسا بند بھی نہ ہو کہ جس میں روشندان دھواں دان یا ایسے سوراخ بھی نہ ہوں کہ جنکے ذریعہ سے تازی ہوا کی آمد اور اندر کی خراب ہوا اور دھوئیں وغیرہ کا آسانی سے نکلنا ممکن ہو تنگ و تاریک مکان میں بے شمار کوئیلوں وغیرہ کا جلانا اور اس میں بہت بھیڑ و شور و غل کا ہونا اور بہت عرصہ تک اس مکان کو غلیظ رکھنا زچہ اور بچہ دونوں کی صحت کو نقصان مند ہے ایسے وقت میں اگر زچہ یا بچہ کو کوئی دماغی یا اعصابی بیماری لاحق ہو جاوے جس کا اکثر احتمال ہوتا ہے تو حاذق طبیب کے ذریعہ علاج کرانا مناسب ہے۔ گنڈہ تعویذ میں وقت ضایع نہ کرنا چاہئے۔

لڑکا اور لڑکی ایک نظر سے دیکھنے چاہئیں جب بچہ پیدا ہو تو لڑکا ہو یا لڑکی اسکو ایک جیسا پیار اور ایک جیسی غور و پرداخت کرنی مناسب ہے یہ نہیں کہ لڑکا ہو تو بے اندازہ خوشی کی جاوے اور لڑکی ہو

لڑکیوں کی فضیلت اور ان کی اوستھا ایک مہاتما کا واکیہ ہے کہ جس ملک قوم اور خاندان میں لڑکیوں کو محبت اور عزت سے دیکھا جاتا ہے اور اُنکی تعلیم و تربیت میں پوری کوشش کی جاتی ہے اُنکو ہی دنیا کی ساری نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ یہ مہاتما لڑکیوں کی اوستھا کو چار درجوں میں تقسیم کر کے اُنکا نام کنیا دھرم استری دھرم اور ماتری دھرم اور ودھوا دھرم رکھتے ہیں۔ جنکا ذکر اس جگہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) کنیا دھرم۔ پیدا ہونے سے بواہ تک کنیا دھرم رہتا ہے۔ اس اوستھا میں لڑکی کو دیوی روپ سمجھکر نہایت محبت اور خاطرداری سے اُسکی پرورش کرنی چاہئے اور زمانہ کی رفتار کے موافق نہایت محنت اور کوشش سے اُسکو تعلیم دینی چاہئے۔ لڑکی کو بھی اس اوستھا میں ماتا پتا اور ادھیاپکہ کی مرضی کے موافق چلکر اوتم ریتی سے برہم چریہ سیون کرنا چاہئے۔

(۲) استری دھرم۔ بواہ ہونے سے مرتیو پرینت یہ دھرم رہتا ہے۔ اسی کے انترگت ماتری دھرم اور بدھوا دھرم بھی ظہور پذیر ہو جاتے ہیں۔ اس اوستھا میں استری کو بجائے ماتا پتا اور ادھیاپکہ کے اپنے پتی کو اپنا سچا مالک سمجھکر اس کی آگیا پالن کرتے ہوئے اپنے پتی برتا دھرم کو پالن کرنا چاہئے۔ اور اتی اوتم۔ سورما اور بلوان دھرماتما اور بدھی مان سنتان اوتپن کرنی چاہئے۔

(۳) ماتری دھرم اس اوستھا میں علاوہ استری دھرم کے بچوں کو اوتم سکھشا دینا بھی ماتا کا مکھ کام ہے کیونکہ جیسے شروع میں ہی درخت کی شاخوں کو جس طرف جھکاؤ جھک جاتی ہیں۔ اسی طرح بچپن میں ہی عمدہ دھرم سکھشا دینے سے بچے سچے اور پورے دھارمک بن سکتے ہیں اور اسی واسطے ماتا کو ایک سو ادھیاپک یعنی معلم کے برابر کہا گیا ہے جتنے دھارمک پرش اور بڑے مشہور آدمی ہوئے ہیں اُنھوں نے عموماً اپنی ماتا سے ہی اوتم سکھشا حاصل کی ہے۔

(۴) بدھوا دھرم۔ جب پتی مر جاوے تب سے یہ دھرم شروع ہوتا ہے اس اوستھا میں بہت چھوٹے بچے ہوں تو اُن کی پرورش مقدم سمجھنی چاہئے ورنہ دھرم کو جاننے اور پالن کرنے اور پرچار کے واسطے اپنی زندگی کو وقف کر دینا چاہئے۔

بچوں کی سکھشا یعنے تعلیم لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہوئے ماتا پتا کو اُن کا نام آسان عمدہ اور بامعنی رکھنا چاہئے۔ کیونکہ جیسا نام ہوتا ہے اُسکا اثر بھی کسی قدر آدمی کے چال چلن پر ضرور پڑتا ہے اُن کو ضد کرنا سکھلانا یا نامناسب لاڈ اور فحش گالیاں سکھلانا یا بار بار دھمکانا اور ڈرانا ہرگز نہ چاہئے بچوں کے سامنے ماتا پتا اور دیگر رشتہ داران کو اپنا چال چلن عمدہ رکھنا چاہئے کیونکہ اُن میں تقلید یعنی نقل کرنے کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ وہ جیسا اوروں کو کرتے دیکھتے ہیں ویسا ہی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کرنے لگتے ہیں۔

کھجاتے رہنا۔ جہاں بیٹھنا وہاں تنکا یا کاغذ کے ٹکڑے کر کے کوڑا کرتے رہنا۔ زمین پر نقش وغیرہ کرتے رہنا۔ بالوں کو روکھا اور اُلجھا ہوا رکھنا۔ دانتوں کو کریدتے رہنا یا کان کا میل نکالتے رہنا تھوکتے رہنا یا ڈکار لیتے رہنا اور اُنگلیوں کو چاٹنا وغیرہ حرکات سے خود بھی پرہیز کرنا چاہئے اور بچوں کو بھی محفوظ رکھنا چاہئے جب بچوں سے کسی کام کرنے کو کہا جاوے تو اندازہ کر لینا چاہئے کہ وہ اُس کام کو کرنے کی لیاقت و طاقت رکھتے ہیں یا نہیں جسکو وہ نہ کر سکتے ہوں اُس کام کے کرنے کو اُنکو ہرگز نہ کہنا چاہئے۔ جب ایسا کام جسکو وہ کر سکتے ہوں کرایا جاوے اور وہ اُس کو نہ کریں یا عمدگی سے نہ کریں تو مناسب تنبیہ کریں [illegible] نافرمانی کی عادت سیکھیں اور عدول حکمی کی خراب

عادت سے محفوظ رہیں۔ اگر بغیر ارادہ کے بچہ سے کوئی غلطی ہو جاوے تو سزا نہ دینی چاہئے۔
اگر بچہ کسی نامناسب بات پر ضد کرے تو بجائے اسکے کہ دھمکا کر یا دھوکا دیکر اُس کو بہلانے اور ضد سے باز رہنے کی کوشش کی جاوے اُسکو محبت اور نرمی کے ساتھ صاف صاف اور مناسب طور پر وجوہات بتلا کر اُس ضد سے ہٹانا چاہئے۔

سب سے بڑی سکھشا جو بچوں کو دینی چاہئے یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں سچ بولنے کی کوشش کریں اور جھوٹ بولنے کو مہا پاپ سمجھکر اُس سے ڈریں۔ انگوست کا برت دھارن کرنے کی عادت ڈلوادیں یعنی ہر آٹھویں یا پندرہویں دن ایک روز دن اور رات میں پکا ارادہ کر کے وہ سچ ہی بولیں آزمائش کے وقت سچ بولنے پر بچوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے جب بچہ پانچ برس کی عمر سے تجاوز کرے تب آہستہ آہستہ جملہ شاریرک و مانسک دھرم کی سکھشا دینی چاہئے۔

پرشن۔ بچوں کو پرماتما کا نام جپنا اور اُسکی پرارتھنا کرنے کی سکھشا نہیں بتلائی گئی کیا بچپن سے ہی پرارتھنا وغیرہ میں اُن کو لگانا اُن کو آیندہ زندگی میں دھارمک بنانے کو مفید نہیں ہے۔

اُتر۔ بچوں کے واسطے شاریرک انمک دھرم کا پالن کرنا ہی زیادہ ضروری فرض سمجھنا چاہئے۔ جیسے جیسے وہ شاریرک دھرم کے لکھے سادھن و ویایام یعنے ورزش کے ذریعہ اوتم ودیا حاصل کرتے جاویں گے ویسے ویسے اُنکی روحانی شکتیاں خود بخود عمدہ طرح جاگنی شروع ہوں گی اور اُس وقت وہ پرماتما جیسی اتینت سوکھشم و نرنکار شکتی کو جاننے اور عزت کرنے کے لایق ہوں گے۔ اگر روحانی شکتیوں کے جاگنے سے پہلے طوطے کی طرح اُن کو پرماتما کا نام اور پرارتھنا بتلائی جاوے گی اور وہ اُن کو بغیر محسوس کرنے گیان کے رٹیں گے تو اُنکو سچا پریم پیدا نہیں ہو سکے گا۔ یا قدرتی وقت سے پہلے روحانی شکتیاں نہایت کمزوری کے ساتھ پیدا ہونی شروع ہوں گی اور جلدی مُرجھا جاوینگی۔

بچوں کے فرایض متعلق والدین

جیسے ماں باپ دادھیا بک کا فرض بچوں کو عمدہ سکھشا دینے کا ہے اسی طرح بچوں کے فرایض بھی ہیں جو اُن کو والدین وغیرہ کے ساتھ عمل میں لانے چاہئیں جن میں سے بڑے فرایض یہ ہیں کہ بچے ہمیشہ اُنکے ساتھ سچی محبت اور پوری عزت اور ادب کے ساتھ پیش آویں اور بڑھاپے میں اُنکی پرورش اور دلجوئی کرتے رہیں۔ لڑکیاں اپنے ماتا پتا کی طرح ہی ساس سسر وغیرہ کی عزت۔ ادب اور خدمت کرنا اپنا فرض سمجھیں اور ساس وغیرہ بھی اپنی بھوؤں سے مثل اپنی بیٹیوں کے محبت اور ہمدردی سے برتاؤ کریں۔

پریم گرہست دھرم کا مکھ انگ ہے

یہ مختصر فرایض گرہست دھرم کے لکھے گئے ہیں۔ ان سب کو پریم کی چاشنی کے ساتھ عمل میں لانا چاہئے۔ جیسے شاریرک دھرم میں ویایام۔ مانسک دھرم میں برہمچرج اور آتمک دھرم میں اوپاسنا مکھ سادھن ہیں اسی طرح سے گرہست دھرم میں پریم کو سمجھنا چاہئے پریم سے مراد دلی محبت کی ہے جہاں سچا پریم ہوتا ہے۔ وہاں کسی قسم کی کشمکش اور راگ و دویش کی کارروائی نہیں ہوتی ہے اگر اتفاقیہ ہو بھی جاوے تو پریم کی رسی ایسی مضبوط ہے۔ کہ اُسکو کوئی باد مخالف خواہ کیسی ہی تند ہو ہرگز نہیں توڑ سکتی جس طرح پرمانوں یعنے چھوٹے چھوٹے ذروں کے ملنے اور باہمی کشش سے پرتھوی نمودار ہوتی ہے اور سارے کام نیم پوربک کر رہی ہے اسی طرح سے چند شخصوں کا میل ہو کر گرہست بنتا ہے اور پریم کی کشش سے

جلد اول حصۂ پنجم ساماجک دھرم یعنے

فرائض قومی

ساماجک دھرم کی ویا کھیا گرہست دھرم کے ہر ایک قسم کے فرقے کے لایق و تجربہ کار اشخاص کیسے باہم ملکر اپنی مشترکہ اغراض و فوایدٔ پر غور و فکر کرنے کو ساماجک دھرم کہتے ہیں۔

شاریرک دھرم پالن کرنے سے جسمانی صحت عمدہ ہوتی ہے مگر اس سے زیادہ ضروری مانسک دھرم ہے جسکے ذریعہ من اور اندریاں نیم میں رہتی ہیں۔ مانسک دھرم سے زیادہ ضروری آتمک دھرم ہے اس سے آتما کی جو شریر کا مالک ہے بیشمار طاقتیں ٹھیک ٹھیک طرح ظاہر ہوتی ہیں ان تینوں دھرموں کا ہر ایک شخص کی ذات واحد سے تعلق ہے اور ان تینوں دھرموں کو گرہست دھرم سے سہارا ملتا ہے جس میں مذکورہ بالا تینوں دھرم کے پالن کرنے والے کئی شخص ہوتے ہیں اور اس واسطے گرہست دھرم پہلے تینوں دھرموں سے زیادہ ضروری ہے اور گرہست دھرم کے ذریعہ عمدہ طرح ہو سکتی ہے اس واسطے ساماجک دھرم سب دنیاوی دھرموں سے زیادہ مقدم سمجھکر ہر ایک منش کو اس دھرم کی ترقی میں سچے دل سے کوشش کرنی چاہئے۔ جس قوم میں ساماجک دھرم اچھی طرح پالن کیا جاوے اُس قوم میں فرداً فرداً اگر کوئی شخص بے اعتدالی بھی کر لیتا ہے تو زیادہ نقصان نہیں ہوتا اور جس قوم میں ساماجک دھرم کا پالن کرتے کا عمدہ انتظام نہیں ہوتا ہے اُس قوم میں فرداً فرداً خواہ کیسے ہی نیک اور لایق اشخاص ہوں وہ اپنے تئیں اور اپنی قوم کو جیسا چاہئے فایدہ نہیں پہنچا سکتے۔

جس طرح ساماجک دھرم سب دنیاوی دھرموں میں زیادہ مقدم ہے اسی طرح اُسکی ترقی کے واسطے نہایت اعلےٰ درجہ کے دھارمک پُرش اور وددان اور بدھی مان اشخاص کی ضرورت ہے۔ جو شب و روز نہایت غور و فکر کے ساتھ نرپکش اور نرسوارتھ ہوکر قومی بہبودی کی علی تدابیر سوچتے رہیں یہ نہیں کہ چند ناتجربہ کار نوجوان دنیاوی خواہشات میں بھرے ہوئے ایک خاص وقت میں جمع ہوکر لکچر بازی کریں یا آنکھیں بند کرکے حفظ کی ہوئی پرارتھنا کریں اور سمجھ لیں کہ یہی ساماجک اُنتی ہے۔

ساماجک اونتی کے واسطے قوم کے جملہ دھارمک پُرشوں بدھی مان وددان ہنرمند دولتمند عمر رسیدہ اور خاندانوں کے پرتشٹت اصحاب غرضیکہ ہر قسم کی لیاقت والوں میں سے ایک کافی تعداد منتخب ہونی چاہئے اور یہ انتخاب ہر سال یا پانچویں سال دُہرایا جانا چاہئے۔

ساماجک اونتی کا سمابی اور ترقی کے وسائل ساماجک اونتی کے کام میں جس قدر عالم باعمل اور سچے

جوش و ہمت والے آدمی زیادہ شریک ہوتے ہیں اُسی قدر زیادہ کامیابی ہوتی جاتی ہے۔
ساماجک اونتی کی کامیابی کے واسطے یہ بھی ضروری سمجھا جاتا ہے کہ ایک عام رائے یعنی پبلک
اوپی نین قائم کی جاوے۔ پبلک اوپی نین کو جس قدر زیادہ تقویت دی جاوے گی۔ جس قدر اُسکی
زیادہ عزت کی جاوے گی۔ اُسی قدر زیادہ عمدہ طرح ساماجک اونتی ہو سکے گی اور اُسکے ذریعہ بیشمار
فوائد حاصل ہونگے۔

پبلک اوپی نین کو مضبوط کرنے کا عملی طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص خواہ کیسی ہی چھوٹی حیثیت
کا ہو کوئی نمایاں کام کرے تو اُسکی پوری داد دی جاوے تاکہ اوروں کو بھی ویسے کام کرنے کا شوق ہو
اور جب کوئی شخص خواہ کیسی ہی بڑی حیثیت کا ہو کوئی نامناسب کام کرے تو فوراً اُسی وقت اُس کی
نسبت کوئی ایسی کارروائی تجویز ہونی چاہیئے کہ بلالحاظ اُسکی دولتمندی حکومت۔ رسوخ ذاتی وغیرہ
کے اُس کے لئے شرم دینے والی ہو۔ مگر وہ شرم ایسی نہ ہو جس سے وہ بے شرم ہو جائے۔ اس
سے شروع ہی میں گرفت ہونے سے ہر ایک پرتشٹت منش کو خوف رہیگا وہ خواہ کیسے ہی بڑے
رتبہ وغیرہ کا ہو ساماجک اونتی کے نیموں کے برخلاف کام کرنے کی دلیری نہیں کر سکتا اور مجموعی حالت
میں کوئی بُرائی نہ پھیل سکے گی۔

اگر شروع میں بڑے آدمیوں کی نامناسب کارروائیوں سے یہ خیال کر کے کہ پبلک کے سامنے
بدنامی ہوگی یا وہ بڑا آدمی علیحدہ ہو جاوے گا اور ساماجک اونتی کو ہانی پہنچے چشم پوشی کی جاتی ہے
یا کم حیثیت شخص کی عمدہ خدمات کو اس خیال سے کہ اُسکی زیادہ شہرت ہوگی اور وہ پرتشٹت
آدمیوں سے سبقت لیجاوے گا۔ جسکے سبب وہ ناراض ہونگے نظرانداز کیا جاتا ہے تو عمدہ خدمات
کرنے والوں کا دل شکستہ ہو جاتا ہے اور اُنکی حق تلفی کو دیکھ کر دوسرے آدمی بھی نرُاتساہ ہو جاتے
ہیں۔ ترقی رُک جاتی ہے۔ اخلاقی جرأت زائل ہو جاتی ہے اور پبلک اوپی نین کمزور اور نکمی
ہو جاتی ہے۔

ساماجک اونتی میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت والے اور دور اندیش آدمی ہونے چاہئیں اور ہر ایک
معاملے میں اُنکو نہایت سچائی اور انصاف کے ساتھ نرپکش ہو کر بحث و مباحثہ کرنا چاہیے۔ مگر جب
کثرت رائے سے کوئی بات منظور ہو جاوے تو اُسکو خواہ وہ تجویز اُنکی ذاتی رائے کے برخلاف
ہی ہو قبول کرنا واجب ہے غرضکہ اپنی رائے کو آزادی سے پیش کرنا۔ دوسروں کی رائے کو غور
و دھیان سے سننا۔ کثرت رائے کے فیصلے کو قبول کرنا۔ پبلک اوپی نین کے پیمانہ کو زیادہ بڑھاتے
رہنا۔ اور اُسکو ہمیشہ مضبوط کرنا اور متبرک سمجھنا۔ یہ سب باتیں ساماجک اونتی کی کامیابی اور ترقی
کے وسایل ہیں۔

جیسے شریر روپی نگر میں آتما روپی راجہ۔ بذریعہ ویرج عمدہ راج کر سکتا ہے اسی طرح سے ساماجک
اونتی روپی ورکش کو دھن روپی جل سے جسقدر زیادہ سینچا جاتا ہے۔ اُسی قدر زیادہ مضبوط و شاداب
ہو کر وہ زیادہ پھلدائک ہوتا ہے۔

رسم و رواج کو دھرم کے انوسار قائم کرنا

ساماجک اونتی کے ذمہ وار اشخاص کا فرض ہے کہ جملہ رسم و رواج مروجہ پر
غور کرتے رہیں اور اُنکی مناسب ترمیم بھی کرتے رہیں جس طرح سے کسی
باغیچہ میں اگر ہمیشہ کاٹ چھانٹ نہ ہوتی رہے تو وہ بھیانک جنگل کی طرح ہو جاتا ہے اسی طرح رسم

ورواج میں بھی وقتاً فوقتاً ترمیم نہ ہوتی رہے۔ تو وہ بجائے فایدہ کے نقصان دہ ہو جاتے ہیں۔ جب کہ دہرم کے ایک خاص انگ۔ راج نیت کے قانون میں جب سے وہ جاری ہوتے ہیں برابر ترمیم ہوتی رہتی ہے تب وہ قابل تعمیل رہتے ہیں تو دہرم کے دیگر انگوں میں بھی جو رسم و رواج کی شکل میں ہیں ترمیم ہونا ضروری ہے۔

پیدائش بواہ اور موت کے متعلق قواعد بنانا

یہ قواعد بھی اگرچہ رسم و رواج میں شامل ہیں تاہم زیادہ ضروری ہونے کے سبب انکا علیحدہ ذکر کرنا مناسب سمجھا گیا ہے۔ ان رسوم میں ایک یہ امر مدنظر رہنا چاہئے کہ روپیہ اسقدر کم لگے کہ دولتمند اور مفلس سب آسانی اور برابری سے ادا کر سکیں۔ البتہ دولتمندوں کے واسطے قومی کاموں میں امداد دینے کی ترغیب ہونی چاہئے۔ پیدائش کی رسوم ایسی نہ ہوں۔ جنکے ادا کرنے میں بچہ یا زچہ کی صحت بگڑنے کا اندیشہ ہو بلکہ اُن سے صحت کو فایدہ پہنچنے کی امید ہونی چاہئے بواہ کی رسوم ایسی ہونی چاہئیں جن سے استری پرش اور اُنکے جملہ رشتہ داروں میں پریم اور پریتی بڑہے اور اُنکے ادا کرتے وقت سچی خوشی حاصل ہو موت کی رسوم بھی سیدہی اور مختصر ہونی چاہئیں جن سے مرتیو شریر کے تت اپنے اپنے بھنڈار میں جلدی ملجادیں اور مرتیو شریر کے سمبندیوں کو اُن رسوم کے ادا کرنے میں ایسی تکلیف بھی نہ اُٹھانی پڑے جس سے وہ بیمار ہو جاویں۔

میلوں کی ترقی و آسایش کے سامان بہم پہنچانا

بڑے بڑے مہاتماؤں اور اُن بزرگوں کی یادگار میں جنہوں نے دہرم کے پھیلانے اور سُکھ کے بہم پہنچانے میں کوشش کی ہو بطور یادگار میلے قایم کرنے چاہئیں۔ اور موجودہ میلوں کو زیادہ مفید بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ودیا کے پھیلانے کی تدابیر کرنا

پرا اور اپرا ودیا یعنے دنیاوی و روحانی علوم و فنون کی پہلو بہ پہلو ترقی ہونے کا انتظام بھی سماج۔ اونتی کے ذمہ وار اشخاص کو کرنا چاہئے دنیاوی علوم کے واسطے قومی مصنف قومی گیت قومی تعلیم گاہ اور قومی دار العلوم یعنی یونیورسٹی اور روحانی تعلیم کے واسطے اوتم اپدیشک اور اوپدیشک بہم پہنچانے ضروری ہیں اور دہرم کی مہما اُسکے خاص خاص ضروری انگوں کی تعمیل کے طریقے اور فایدے عام فہم زبان میں اور چھوٹے چھوٹے رسالوں کی شکل میں شائع ہونے چاہئیں۔

بھگتی یعنے عبادت کے سہل اور مفید طریقے رائج کرنے

ہر شخص کی علمی لیاقت و عقل و خیالات مختلف ہوتے ہیں اور سب اپنی طبیعت اور لیاقت کے موافق پرماتما کی بھگتی یعنے عبادت کرنا چاہتے ہیں۔ پس اُن اشخاص کے حالات اور مالنسک اونتی کا لحاظ رکھکر ضمو کھشم تک سلسلہ وار طریقے عبادت کے قایم کرنے چاہئیں دراصل پرماتما کی بھگتی کے واسطے سچے شوق اور صاف دل کی ضرورت ہے جو کم عقل اور زیادہ عقل والے خواندہ اور ناخواندہ سب کوشش سے حاصل کر سکتے ہیں لیکن انسان میں ایک ایسی خاصیت ہے کہ وہ صرف اپنے طریقہ عبادت کو اچھا سمجھتا ہے اور دوسروں کو بُرا اسی وجہ سے تعصب اور باہمی نفاق پیدا ہوتے ہیں۔ اور معقول پسند اور صلح جو اصحاب اُس تعصب اور نفاق کی آگ سے پرے رہنے کے واسطے اکثر مذہب کی طرف سے لاپرواہی ظاہر کر دیتے ہیں پس سماج اُنتی کے ذمہ وار اشخاص کی کوشش ہونی چاہئے کہ مختلف طریقے بھگتی کے قایم کریں اور سب طریقوں کے پیرو کو باہم میں رکھیں۔ جس طرح سے بیشمار برہمانڈ۔ پرتھوی سورج تارے وغیرہ وغیرہ اپنی اپنی انکشا یعنی محور پر گھومتے ہوئے ایک دوسرے سے نہیں ٹکراتے اسی طرح سے مختلف مذاہب اور طریقوں والے اصحاب کو اپنی اپنی ترقی میں لگے ہوئے

دوسروں سے جھگڑہ فساد کرنے سے علیحدہ رکھنا ساماجک اُنتی کے ذمہ دار اشخاص کا کام ہے غرضیکہ ساماجک دھرم جیسے سب دنیاوی دھرموں میں زیادہ مقدم ہے اُسی طرح سے اُسکے فرائض بھی بیشمار ہیں مثلاً جملہ پیشوں کی سلسلہ وار ترقی کا انتظام عام صفائی کا انتظام ملکی حفاظت اور انصاف کا انتظام وغیرہ وغیرہ اور یہ فرائض صرف قوم کے لائق و چیدہ اصحاب میں محدود ہونے چاہئیں جنکو اُن لائق اشخاص کو حسب ضرورت اپنی طاقت کے موافق پیدا کرنا اور عمل میں لانا چاہئے ہندوستان کے ملک میں ساماجک اونتی مختلف زمانوں میں کس طرح سے ہوتی رہی اور اس وقت اُس کی کیا حالت ہے اسکا مختصر ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

مختصر حالات ساماجک اونتی ویدوکت مت

پراچین سمے میں ہندوستان میں مذکورہ بالا دھرم کی بیشمار حفاظت اور ترقی اور رسم و رواج کی غور و فکر کے واسطے بیشمار برہمن مصروف تھے۔ مختلف اشخاص کے حالات اور مانسک اونتی کا لحاظ رکھکر اُن کے واسطے کرم کانڈ۔ اوپاسنا۔ گیان۔ اور اگیان نام سے استھول سے سوکھشم تک سلسلہ وار وسایل ترقی قایم کئے گئے تھے ورن اور آشرم بنائے گئے تھے سولہ سنسکار اور پانچ مہایگ کا رواج ڈالا گیا تھا۔

جب تک یہ کام عالم باعمل برہمنوں کے ہاتھ میں رہا تب تک نہایت کامیابی کے ساتھ عمدہ ترقی ہوتی رہی۔ اس مبارک زمانے میں خاص خاص مقامات پر جو دھرم کے مرکز سمجھے جاتے تھے میلے منعقد ہوا کرتے تھے۔ جن میں ودوان برہمنان شامل ہوکر ساماجک اونتی کی ضروریات پر غور کیا کرتے تھے۔ ہر ایک علم اور فن کا آدمی اپنے جوہر دکھلایا کرتا تھا۔ جسمانی ورزشوں کے دنگل اور روحانی کسرتوں کے اکھاڑوں میں جسم اور روح کی ساری ضروریات کے واسطے عملی وسایل ظاہر کئے جاتے تھے جگہ جگہ کی پیداواری اور دستکاری کی اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی تھی ہر ایک شخص ان متبرک میلوں میں اپنی خواہش اور ضرورت کے موافق فایدہ اُٹھاتا تھا۔

بڑے بڑے میلوں کُنبھ وغیرہ پر کروکھیتر۔ ہردوار۔ کاشی وغیرہ مقامات میں ہندوستان بھر کے ودوان برہمن اور چھتری راجے جمع ہوتے تھے سب کی سمتی (رائے) سے ایک عالم باعمل آدمی کو ویاس پدی دیکر سبھاپتی کرتے تھے اور جو باتیں وہاں طے ہوتی تھیں اُنکا یکساں پرچار ہندوستان بھر میں کیا جاتا تھا جسکے واسطے راجے مہاراجے اور سیٹھ ساہوکار بیشمار دان کیا کرتے تھے۔

ان سب باتوں کے سبب ہی ہندوستان کے آدمیوں کو اعلیٰ درجے کی لیاقتیں اور سُکھ کے سامان عرصہ دراز تک حاصل رہے بڑے بڑے ودوان اور جودھا پُرش پیدا ہوئے جنکا اثر دنیا بھر میں پھیلا۔ بادرائن رشی المعروف وید ویاس جی اور اُن کے لڑکے سُکھ دیو جی جیسے مہاتما پاتال دیش اور ہری ورش دیش ارتھات امریکہ اور یورپ تک دھرم کا اُپدیش کرنے کے واسطے گئے ارجن مہاراجہ یدھشٹر کے یگیہ کے وقت پاتال میں گیا۔ اور وہاں شادی کی۔

آیوروِدیا یعنے فن طبابت کے ماہر دھنونتر جی۔ واسنی کمار۔ شُسرت۔ و چرک نے دواؤں [illegible] معلوم کرنے کی

کوشش کی گئی۔ جانوروں کے فضلے کی تاثیر معلوم کرکے اُن سے فایدہ اٹھایا گائے کے گوبر اور کبوتر کی بیٹ وغیرہ کی تاثیر بیان کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ طبابت کی ترقی کی خاطر اسکی تحقیقات میں اور اُس سے فایدہ اٹھانے میں کسی قسم کا تعصب یا گھرنا نہیں کرتے تھے۔ اسوقت میں طبابت کا علم ضروری سمجھکر ایسا مروج کیا گیا تھا کہ ہر ایک شخص خصوصاً کنبے کا پرنشٹ آدمی طبابت کے عام اصول و نیز زیادہ ضروری ادویات کا بنانا اور استعمال کرانا جانتا تھا۔ جسکا نشان اکثر خاندانوں خصوصاً دیہات وغیرہ مقامات کے خاندانوں میں اب بھی دکھلائی دیتا ہے۔

دھنورودیا یعنی فن سپہ گری بھی اسوقت میں بہت ترقی پر تھا۔ مہاراجہ رام چندر جی کے کارنامے جو رامائن میں درج ہیں اور جو بطور یادگار سال بہ سال رام لیلہ نامی میلے میں اکثر مقامات ہندوستان میں اسوقت تک دوہرائے جاتے ہیں۔ اور سری کرشن جی اور اُن کے جودہا بھگت ارجن اور بھیشم پتامہ آدی کے جدہ کے حالات درونا آدی آچارجوں کے جدہ سنبندہی سکھلا دینے کے طریقے جنکا ذکر مہابھارت میں اکثر آیا ہے ثابت کرتے ہیں کہ ہندوستان کے رشیوں اور بیر رشیوں نے دھنوردویا اور اُس کی شاکھا دھیورچنار تمات تواعداد یا گنی ودیا اور بان ودیا وغیرہ کی ماہیت کو اچھی طرح سمجھکر اُس سے خوب فایدے اٹھائے تھے اسوقت لڑائی میں بان وغیرہ ایسے ایسے آلے استعمال کئے جاتے تھے جو دشمن کی فوج کے چاروں طرف زہریلی ہوا وغیرہ پھیلاکر ساری فوج کو بیہوش کردیتے تھے اور اس حالت میں اُنکو مطیع کر لیتے تھے اور جس میں بدون خونریزی کے مطلب براری حاصل ہو جاتی تھی۔

کرش ودیا یعنے فن زراعت میں بھی بہت ترقی کی نشانیاں معلوم ہوتی ہیں تمام جانوروں میں بیل کو کھیتی کے واسطے زیادہ عمدہ اور مفید سمجھکر منتخب کرنا جو اپنی محنت سے پیدا کی ہوئی چیزوں کے پس انداز بھوسے وغیرہ سے ہی اپنا پیٹ بھر لیتا ہے۔ اور اُسکی ترقی نسل کے لئے مذہبی طور پر اچھے اچھے بیلوں کو سانڈ بنانے کا عام رواج ڈلوا دینا اسوقت تک دکھلائی دیتا ہے۔

فن شاعری میں والمیک جی اور اُنکی بنائی ہوئی مشہور پوتھی رامائن کی اسوقت تک شہرت ہے۔ جوتش ودیا میں سورج سدہانت اور گاین ودیا میں نارہ سنگیت اُسوقت کی ترقی کا ثبوت دے رہی ہیں برہم ودیا میں بیشمار اوپنشد اور گیتا جیسی متبرک کتاب اور جوگ ودیا میں پاتنجلی سوتر وغیرہ پوتھیاں اور بیشمار اتہاس اُسوقت کی ترقی اچھی طرح ظاہر کرتی ہیں مہابھارت کے جدہ کے سمے ویاس جی کا سنجے کو دِپ درشٹی کی ودیا سکھلا دینا جس کے ذریعے اُسنے کورچھیتر کی لڑائی کی ہو بہو کیفیت ہستناپور متصل دہلی میں بیٹھے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھکر دھرتراشٹر کو بتلائی بہت سی کتابوں میں مذکور ہے۔

راج نیت میں بھی ترقی کے ثبوت ملتے ہیں۔ مہاراج یدھشٹر کے یگیہ میں اُس کے ماتحت راجگان کا دور دور سے آنا اُسکی سلطنت کے عروج کا نشان بتلاتا ہے۔ اصول سلطنت بھی بہت عمدہ قایم کئے ہوئے تھے۔ جسکے سبب ہر ایک شخص سوتنترتا یعنی آزادی سے اپنی اور اپنے ملک کی ترقی میں معروف رہتا تھا۔ ہر ایک گانوں قصبے اور شہر میں اُسی جگہ کے لایق آدمیوں میں سے عوام الناس کی رضامندی کے ساتھ ایک کافی تعداد منتخب کرکے اُنکو پنچ بنایا جاتا تھا۔ جو ہر ایک طرح سے اپنے مقام کے امن اور ترقی کے ذمہ وار تھے [illegible]

کی ایسی قدر کی جاتی تھی اور انکو ایسی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ کہ اسوقت تک پنچوں میں پرمیشر ایک عام کہاوت ہے۔

مذکورہ بالا ترقیاں صرف اس وجہ سے ہو رہی تھیں کہ سارے آدمیوں کو نیم میں رکھنے اور امن کو قایم رکھنے کے واسطے ایک مضبوط گروہ عالم باعمل آدمیوں کا دن رات ساماجک انتی کے کام کو نہایت اوتساہ اور نرپکشتا سے انجام دیتے تھے۔

چنچہ عوام الناس کو اس قدر بھروسہ اور وثوق ہوتا تھا کہ وہ دھرم بھاؤ سے انکی ہدایات کو قابل تعمیل سمجھتے تھے ساتھ ہی اُسکے سچائی کا بیج ہر ایک آدمی کے دل میں ایسا بویا گیا تھا کہ وہ سبھاؤ ہی سچ بولا کرتے تھے۔ اور جھوٹ کو سب سے بڑا پاپ سمجھکر کبھی خیال میں بھی نہیں لاتے تھے۔ اگر کسی شخص کا جھوٹ بولنا باہمی برتاؤ یا برادری کے برتاؤ یا راج دربار یعنی عدالت وغیرہ میں ثابت ہو جاتا تھا تو اوسکو مہا پاپی سمجھا جاتا تھا۔ ماں باپ اُسکو کپوت کہتے تھے۔ استری اُسکا ساتھ چھوڑنے کو تیار ہو جاتی تھی۔ سارے رشتہ دار اور برادری کی نگاہ میں وہ حقیر ہو جاتا تھا ایسے وجوہات سے ہر ایک شخص من بچن کرم سے ست کا پالن کرتا تھا۔ اور ست کے ذریعے ہی ساری ترقی کے کام چل رہے تھے۔

جب تک پبلک اوپینین مضبوط رہی اور ساماجک اونتی کا کام عالم باعمل برہمنان کے ہاتھ میں رہا تب تک عمدہ طرح چلتا رہا۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ حقوق موروثی ہو گئے۔ تب قدرتی طور پر انکی ودیا اور اوتساہ کم ہوتے گئے۔ اور جیسے جیسے موروثی رہنما کم لیاقت ہوتے گئے ویسے ویسے ہی وہ اپنی پرتشٹا قایم کرنے کو وقتاً فوقتاً ایسی تدابیر عمل میں لاتے رہے کہ جس سے عوام الناس جاہل اور فروعات کے جنجال میں پھنسے ہوئے اُنکے قابو میں رہیں۔

کنبھ وغیرہ میلوں پر بجائے ساماجک معاملات پر غور کرنے اور انکو ترقی دینے کے صرف اندھا دُھند طور سے دان لینے دینے کا چرچا رہ گیا۔ دھرم کا ابھاؤ ہونے لگا اور فروعات کے ڈھکوسلوں میں زیادہ توجہ ہو گئی۔ ست کا بیج جو ہر ایک شخص کے ہردے میں بویا جاتا تھا اس کے بونے والے اشخاص خود ہی است میں مبتلا ہو گئے دھرم کے نام سے طرح طرح دھوکے اور فریب ظلم اور ستم ہونے لگے اُسوقت مہاتما بُدھ جی اور اُنکے مذہب کا ظہور ہوا۔

مختصر حالات ساماجک اُنتی بودھ مت

مگدھ دیش میں جسکو آجکل صوبہ بہار کہتے ہیں کپلا وستھا مقام میں جو مشہور شہر بنارس (کاشی) سے قریب سو میل فاصلے پر ہے سدھودنا نام راجہ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام گوتم رکھا گیا۔ راج کمار گوتم کی شادی سولہ برس کی عمر میں راجہ کولی کی لڑکی جسودھرا نام سے ہوئی اونتیس برس کی عمر تک گوتم دنیاوی سُکھ میں نہایت عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔

ایک روز اتفاقاً جب گوتم ہوا خوری کو جاتے تھے تب ایک ضعیف العمر آدمی کو دیکھکر جس کا بدن نہایت دُبلا اور حواس بہت کمزور ہو گئے تھے۔ اور جو نہایت تکلیف میں اپنی ضعیف زندگی کو دکھ کر رہا تھا۔ طبیعت پر اثر ہوا۔ اسی طرح دوسری مرتبہ ایک بیمار آدمی کو دیکھکر جسکو

بیماری کے سبب بہت تکلیف ہو رہی تھی گوتم کے کومل ہردے پر پہلے سے زیادہ اثر پڑا تیسری
مرتبہ گوتم نے ایک مُردے کو دیکھا۔ تب اُنکے دل پر یہ خیال گذرا کہ صحت، بیماری میں اور جوانی
بڑھاپے میں تبدیل ہوکر تکلیف دیتی ہے اور ان تبدیلیوں اور تکلیفوں کو سہتے ہوئے زندگی
موت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پس ایسی ناپائیدار تبدیلیوں والی تکلیف دہ زندگی خصوصاً اس کے
جوانی کے حصے میں دنیاوی سکھ میں محو ہونا سراسر غفلت ہے۔ یہ خیال گوتم جی کے دل میں کھٹک
ہی رہا تھا کہ چوتھی مرتبہ ایک مہاتما سادھو کو دیکھا باوجود ضعیف العمر ہونے کے نہایت مضبوط
اور صحت مند تھا۔ اسکا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح سرخ اور شگفتہ دیکھکر جس سے شانتی اور
آنند کے چہنہ یعنی آثار دکھلائی دیتے تھے گوتم جی کو یقین ہوا کہ زندگی تکالیف سے بچنا بلکہ زندہ
جاوید ہو جانا صرف سادھو ہونا یعنی فقیری کے جامے میں ممکن ہے۔ جس روز یہ خیالات
گوتم جی کے دل پر گذر رہے تھے اُسی روز اُنکی رانی جسودھرا کے لڑکا پیدا ہوا۔ محلوں میں
خوشی منائی گئی۔ گوتم جی کو مبارکبادی دیجاتی تھی۔ مگر اُنکے دل میں کچھ اور ہی ادھیڑ بُن لگی ہوئی
تھی۔ آخر اُسی روز رات کے وقت گوتم جی نے تارک الدنیا ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ تا کہ اس
ذریعے سے سچے دھرم کو پرگٹ کر کے اپنے اور دیگر سچائی کے متلاشیوں کے واسطے شانتی
پیدا کریں۔

گوتم جی نے عین شباب کی حالت یعنی اُنتیس برس کی عمر میں راج کے سکھ سے منھ
موڑ کر اپنی پیاری استری اور ننھے سے بچے و دیگر رشتہ داروں کی محبت کے رشتہ کو توڑ کر
آدھی رات کو جنگل کا راستہ لیا۔ راتوں رات بہت سا فاصلہ طے کرکے صبح کے وقت اپنے
نوکر کو مع گھوڑے کے واپس کیا اور نوکر سے کہا کہ وہ ان کی ماتا پِتا۔ استری اور دیگر آدمیوں
کو مطلع کردے کہ گوتم فقیر ہو گیا اپنے بال تلوار سے کاٹ کر اور کپڑے ایک دہقان سے تبدیل
کرکے گوتم جی ایک برہمن کے پاس گئے اور شاستروں کا مطالعہ شروع کیا وہاں سیری نہ ہونے
پر دوسرے برہمنان کے پاس گئے۔ مگر وہاں بھی مقصد پورا نہوا۔ تب چھ برس تک بہت
سخت تپ یعنی نفس کشی کرتے رہے اور ایسے کمزور ہو گئے کہ ایک روز غش کھاکر زمین پر گر
پڑے اُسوقت اُنکو خیال پیدا ہوا کہ صرف تپ سے سچی شانتی نہیں ملسکتی ہے۔

کہتے ہیں کہ اس موقعے پر انہوں نے ایک ستار کی آواز سنی۔ پہلی مرتبہ ایک تار سخت تھا۔
اور دو ڈھیلے۔ وہ آواز خوشنما معلوم نہ ہوئی۔ دوسری مرتبہ تینوں تار ایک جیسے تھے۔
اُسوقت آواز بہت خوشنما معلوم ہوئی۔ گوتم جی جنکا انتہ کرن تپ کرنے سے شُدھ ہو گیا
تھا فوراً سمجھ گئے کہ یہ اُنکو غیبی ہدایت ہوئی ہے یعنے جس طرح ستار کے تینوں تاروں
کے معتدل ہونے سے عمدہ آواز نکلتی ہے اسی طرح سے شریر روپی ستار کے تینوں تار
ارتھات۔ استھول۔ سوکشم اور کارن شریر کے معتدل ہونے سے سچی شانتی ملنی ممکن ہے
پس اُنہوں نے شُدھ انتہ کرن کے بنانے کے بموجب اعتدال سے زندگی بسر کرنا۔ اور اپنے
انتر میں سچے علم کی تلاش شروع کی اور اُسکو حاصل کیا۔ اُسوقت انہوں نے ارادہ کیا کہ
دھرم کا اپدیش شروع کریں۔ مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ دولتمند دولت کے نشے میں عالم علم کے ابھمان
میں اور راجے حکومت کے زعم میں اُنکے اپدیش کو کس طرح سنینگے اور جنکے پاس یہ تینوں

طاقتیں نہیں ہیں وہ جہالت اور افلاس کی مصیبت میں پھنسے ہوئے اسقدر عقل اور فرصت نہیں رکھتے۔ کہ اُنکا اُپدیش سنکر سمجھ سکیں اور اُس پر عمل کر سکیں۔ اُسوقت اُنکو انتر کی روشنی سے ہدایت ہوئی کو اُپدیش کرنا چاہئے۔ مذکورہ بالا آدمیوں کی سب قسموں میں چند ایسے ضرور نکل آویں گے جو اُنکے اُپدیش کو سنکے۔ قدر کرینگے اور اُسپر عمل کر کے سچی شانتی حاصل کرینگے۔

گوتم جی کا اُپدیش بہت سیدھا سادہ ہوتا تھا۔ وہ ہر ایک شخص کو کہتے تھے کہ سنسکار اور کرم یعنی خیالات و افعال کو عمدہ بناؤ اور عملی طریقے اُنکو عمدہ بنانے کے بتلاتے تھے۔ برہمن وغیرہ اشخاص اکثر اُن سے جھگڑا فساد کرنے کو یہ سوال کیا کرتے تھے کہ آپ ویدوں کو اور ایشر کو مانتے ہو یا نہیں۔ گوتم جی کا عموماً یہ مختصر جواب ہوا کرتا تھا کہ اُنہوں نے ویدوں کو پڑھا نہیں اور ایشر کو دیکھا نہیں۔ اسوجہ سے اُنکی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتے۔

گوتم جی نے پہلے اُن برہمنوں کو جو بحالت تپ اُنکے ہمراہ تھے اُپدیش کیا۔ پھر بنارس کی طرف روانہ ہوئے وہاں ایک دولتمند شخص جسکا لڑکا جاسا نام پہلے اُنکا ششش تھا اُنکے شریک ہوا پھر جاسا کی ماتا اور استری شریک ہوئیں۔ غرضیکہ پانچ مہینے کے عرصہ میں گوتم جی کے اُپدیش کا اثر بہت کچھ پھیل گیا اور قریب ساٹھ آدمی کے اُنکے ششش ہو گئے۔

گوتم جی نے اُپدیش کرنے والے ششوں کے واسطے نفس کشی کا پیمانہ بہت سخت رکھا تھا اُنکو کہا گیا تھا کہ بھکشا یعنے گداگری سے گذارہ کرتے ہوئے ایک دوسرے سے نہ ملتے ہوئے روزمرہ سفر طے کرتے ہوئے اُپدیش کریں۔ گوتم جی خود آٹھ مہینے تک برابر سفر کرتے ہوئے اُپدیش کرتے رہتے تھے۔ صرف برسات کے چار ماہ میں ایک جگہ قیام کرتے تھے۔ قیام کی حالت میں رات کے وقت اپنی بنائی ہوئی دہرم کی کتابیں عوام الناس کو سنایا کرتے تھے اور ہر ایک ورن اور آشرم کے آدمی کو اپنا ششش بناتے تھے۔ جب گوتم جی کے ششش بہت زیادہ ہو گئے تب سماج اودتی کا باقاعدہ انتظام شروع کیا گیا۔ چار خاص ششوں آنند۔ دیودت۔ اوپالی۔ انردوہ میں سارا کام بانٹا گیا۔

ایک مرتبہ گوتم جی کے پتا مگدہ دیش کے راجہ نے پیغام بھیجا کہ اُسکو گوتم جی درشن دیویں چنانچہ گوتم جی اُنکے پاس گئے اُسوقت اُن کی استری رانی جسودہرا نے اُنکے لڑکے کو بھی اُنکے پاس بھیجا خیال یہ تھا کہ شاید اُسکی محبت کے سبب گوتم جی ٹک زیادہ ٹھہریں۔ گوتم جی نے یہ کہکر کہ دہرم کے اپدیش کے واسطے ہونہار آدمیوں کی بہت ضرورت ہے اپنے لڑکے کو بھی سادھو بنا کر اپنے شامل کر لیا۔

گوتم جی چنتالیس برس تک اُپدیش کرتے رہے ایک روز اپنے پرتشٹت ششش آنند سے کہا کہ اب میں اسی برس کا ہو گیا ہوں اور گو زیادہ احتیاط ہے کہ عرصہ اور زندہ رہ سکوں۔ تاہم تم بطور خود کام کرنے پر تیار ہو۔ پھر سارے ششوں کو ایک خاص مقام (وسالی) پر جمع کرا کے کہا کرتت کا تھا۔ یعنی گوتم جی کا عنقریب خاتمہ ہونے والا ہے پس تم سب کو آنند اور دیگر پرتشٹت ششوں کی ہدایت کے موافق چلنا چاہئے۔

گوتم جی کی موت کے بعد سماج کی اُنتی پر غور کرنے کے لئے اُنکے ششوں کا پہلا سالانہ جلسہ آئندہ برسات میں راج گہاٹ مقام پر ہوا۔ جس میں پانسو لائق ششش جمع ہوئے جہاں کیب

گوتم جی کا ایک پر تسشٹ ششش پر وہاں یعنی پریسیڈنٹ جلسہ منتخب ہوا۔ اور جلسہ کا سارا انتظام مگدھ دیش کے راجہ نے کیا۔ دوسرا جلسہ قریب ایک سو برس بعد (بطور جوبلی) منعقد ہوا۔ اس میں سات سو لایق اصحاب جمع ہوئے۔ ساماجک اونتی کے متعلق خاص خاص معاملات پر غور کرکے ان اصحاب نے چند ضروری تغیر و تبدل منظور کئے۔ جنکو بعض ششوں نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ بودھ مت کے اٹھارہ فرقے ہو گئے۔ ان سب فرقوں کو ایک کرنے اور دیگر ضروری معاملات کے واسطے تیسرا جلسہ راجہ اشوک نے پٹنہ میں منعقد کیا جس میں ایک ہزار آدمی جمع ہوئے۔ راجہ اشوک بودھ مت کا ایک نہایت پرجوش ممبر بلکہ چمکتا چاند ہوا ہے اس نے دھرم کے پرچار کی ضرورت اور لائق اوپدیشکوں کی کمی محسوس کرکے اپنے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو دھرم پر نچھاور کر دیا۔ چنانچہ اسکا لڑکا راج کمار مہندا سادھو بنکر گیروا کپڑے پہنے ہوئے مع چھ دیگر سادھوؤں کے گرمی سردی برداشت کرتا ہوا لنکا پہنچا اور وہاں کے راجہ تسنا کو اپدیش کیا۔ راجہ مہندا کی شکشا اور دھرم بھاؤ کو دیکھ کر اور اسکے اپدیش کو سنکر ایسا متاثر ہوا کہ فوراً مع چالیس ہزار آدمیوں کے بودھ مت کو قبول کر لیا۔ ان سب جدید پیرو کاران کی نشچا کو زیادہ مضبوط کرنے کے واسطے مہندا کی بہن بالی سنگ متی لنکا گئی۔ اور ان سب کی نشچا مضبوط کرنے کے علاوہ تمام جزیرہ میں اپنا مت پھیلا دیا۔ اسکے بعد وہ بہن بھائی سادھوانہ لباس میں ایک مضبوط منڈلی بناکر چین و جاپان و برہما وغیرہ مقامات میں گئے اور اپنے دھرم کے پھیلانے میں خوب کامیاب ہوئے غرضیکہ راجہ اشوک کی اپنے لڑکے اور لڑکی کی قربانی اور دیگر سچی کوششوں کے سبب بودھ مت کو نہایت عروج ہوا مگر اسکے بعد ساماجک دھرم اونتی کا انتظام عمدہ نہ رہا۔ دھرم کے اپدیش کرنے والے عالم باعمل نہ رہے اسوقت چونکہ بودھ مت قریب قریب سارے ہندوستان میں پھیل گیا تھا اور بطور راج دھرم سمجھا جاتا تھا اسکو پھر سرسبز کرنے کے واسطے کشمیر کے راجہ نے ایک چوتھا جلسہ منعقد کیا۔ بہت سے علماء کو جمع کرکے بودھ مت کی کتابیں سنسکرت اور اپنی زبانوں میں لکھوانے اور ساماجک اونتی کے لئے کام لینے عمدہ اپدیشکوں کے پیدا کرنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی اور وید وکت مت ویدانت کی شکل میں پھر سرسبز ہوا۔

مختصر حالات ویدانت مت

اس تنزل کے زمانہ بودھ مت میں دکھن دیش میں مہاتما شنکر اچارج جی کا ظہور ہوا انہوں نے بہت چھوٹی عمر سے ہی تارک الدنیا ہوکر اپنی طاقتوں کو بڑھایا اور پھر دھرم کا اپدیش اپنے جنم استھان مالابار سے شروع کیا قریب قریب سارے ہندوستان میں پھر کر بودھ مت کا کھنڈن کرکے ویدانت مت کو اس کی جگہ استھاپن کیا۔ فاضل منڈن مشر اور اسکی لایق استری سے کشمیر میں بڑے معرکہ کا شاستر ارتھ ہوا جس میں شنکر آچارج جی کی جے یعنی فتح سمجھی گئی۔ شنکر آچارج جی میں بحث کرنے کی نہایت عمدہ طاقت تھی اور انکی زبان میں ایسی تاثیر تھی کہ جو کوئی انکی گفتگو سنتا تھا فریفتہ ہو جاتا تھا۔ جیسی انکو قوت گویائی عطا ہوئی تھی ویسی ہی بلکہ کچھ زیادہ انکی قلم میں طاقت تھی۔

گرچہ شنکر آچارج جی ایشر میں ادویت کا بھاؤ رکھتے تھے۔ اور ایسا ہی انہوں نے اپنے ادھکاری ششوں کو اپدیش کیا تاہم عام آدمیوں کے واسطے مورتی پوجن کو ناجائز نہیں کیا۔ انکا خیال تھا کہ اگر نراکار ایشور کا انوبھو نہ ہو سکے تو شروع میں کسی استھول چتر مورتی وغیرہ کے ذریعہ دھیان جمانا مناسب ہے۔

شنکر اچارج جی نے ساماجک اُنتی کے واسطے علاوہ برہمنان کے ایک گروہ سنیاسیوں کا قایم کیا اور اسکو گری پوری۔ بھارتی۔ سرستی وغیرہ دس حصوں میں منقسم کیا۔ کئی مٹھ یعنے بڑے بڑے استھان قایم کئے جہاں دھرم سنبندھی معاملات پر ہمیشہ چرچا ہوتا رہتا تھا جسکا اثر اسوقت تک ہندوستان کے مرد اور عورتوں کے دلوں میں اور نیز انکے رسم و رواج میں بہت کچھ موجود ہے۔

شنکر آچارج جی کے بہت عرصہ بعد جب ساماجک۔ اونتی کا کام ڈھیلا ہونے لگا تب ایک مہاتما رامانج نام ویشنو والے مشہور ہوئے۔ انکے مت میں ویشنو بھگوان اور انکی استری لکشمی جی کی پوجا قرار دی گئی ہے۔ ویدانت مت یعنی ادویت ایشر کا کھنڈن کیا گیا ہے۔ انکا خیال ہے کہ ویشنو جی (ایشر) نراکار بھی ہیں۔ اور رام چندر سیتا کرشن رادھکا وغیرہ کی شکل میں اکار سہت اوتار بھی لیتے ہیں۔ رامانج جی نے سات مٹھ استھاپن کئے اور اپنے ادھکاری ششوں میں سے ستر آدمیوں کو منتخب کرکے اور انکو آچارج پدوی دیکر ساماجک اونتی کا انتظام انکے سپرد کردیا تھا۔ جنکے نام سے ایک ایک شاخ یا سمپردائے قایم ہوئیں۔

رامانج جی کے فرقہ یا شری ویشنو سمپردائے کا ایک لایق شخص رامانند جی نام کھانے پینے کی چھوت چھات اور سخت پابندیوں کے سبب اپنے فرقے سے ناراض ہوکر ایک نیا مت چلانے کے واسطے آمادہ ہوا جسکا نام رامانندی مت رکھا گیا۔ اس مت میں کھانے پینے کا کوئی بندھن یا ذات وغیرہ کا کچھ لحاظ نہیں تھا اسوجہ سے پیچھے دھرم کے متلاشی بلا تمیز ورن آشرم مثل کبیر جولاہا ریداس چمار۔ دھنا جاٹ۔ سینا نائی وغیرہ شامل ہوئے دھرم کی کتابیں بجائے سنسکرت زبان کے مروجہ زبانوں اور عام فہم عبارت میں لکھی گئیں۔

رامانند جی نے ساماجک اونتی کے واسطے ایک خاص جماعت چند لایق ششوں کی قایم کی تھی جنکے نام یہ ہیں۔

ریداس جی۔ تلسی داس جی۔ جیدیو جی۔ نابھا جی۔

رامانند جی کے مرنے کے بعد کبیر جی انکے جانشین ہوئے۔ کبیر جی نے عرصہ تک کاشی میں کبیر چورا مقام پر جوگ ابھیاس کیا تھا انکے پرتاپ سے و نیز معقول پسندی دھر دل عزیزی کے سبب بہت بڑی تعداد گرہستیوں اور سادھوؤں کی انکی طرف رجوع لائی۔ کبیر جی نے مورتی پوجن کو قطعی ناجائز قرار دیا۔ ہندوں اور مسلمانوں کے بت۔ کے داعیوں پر انکی کمزوریاں دکھلا کر بڑے بیباکانہ حملے کئے یہ ساری ہندو ذاتوں بلکہ مسلمانوں کو بھی اپنے مت میں شامل کرلیتے تھے سادھو سیوا کو بہت بڑا ذریعہ دھرم کی پراپتی کا قرار دیا اور خاص خاص چیلوں کو جوگ ابھیاس کا بھی اپدیش دیا۔ انکے وقت میں ایک دولتمند شخص دھرم داس نام نے بہت سا روپیہ انکی بھینٹ کیا جس سے ساماجک اونتی کو بہت مدد ملی۔

پنجاب میں گورو نانک صاحب نے عرصہ تک روڑی صاحب موضع کوجرانوالہ) میں جوگ ابھیاس کرکے دہرم کا اُپدیش اور ساماجک اونتی کا کام شروع کیا انکا اُپدیش نہایت صلح کل اور عام پسند تھا۔

ہندو مسلمان سب اُس سے فایدہ اُٹھاتے تھے۔ اونہوں نے بھگتی کو مکھ سادہن کیا ہے۔ انکی سدہانت کو مختصر تین کلموں میں اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ مکھ بھگتی۔ برن۔ ویراگ۔ ہرفے۔ گیان گورو نانک صاحب نے اپنی زندگی میں ہی ایک ادھکاری ششش کو اپنا جانشین قرار دیا۔ اور انکی یہ مثال دس جانشینوں تک تقلید ہوتی رہی جسکے سبب بے شمار آدمیوں خصوصاً پنجاب دیش والوں کو بہت فایدہ ہوا۔

جس طرح سے پنجاب میں گورو نانک۔ صاحب نے کام شروع کیا۔ اسی طرح سے بنگ دیش ارتھات بنگال میں مہاتما چیتن جی نے بھگتی کا پرچار شروع کیا ہندو مسلمان ہردو کو اُنکے اُپدیش سے فایدہ پہنچتا تھا ایک مرتبہ چیتن جی اُپدیش کر رہے تھے اُسوقت دو معزز مسلمان دبیر اور تشاس نام جو میر سید حسین صوبہ بنگال کے متعلقین میں سے تھے ایسے متاثر ہوئے کہ آدہی رات کو چیتن جی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُنکے مت میں شامل ہونے کی درخواست کی۔ چیتن نے اُنکو اپنا ششش بنا لیا اور اُنکا نام رُوپ اور سناتن رکھا۔ اسی طرح سے چیتن جی نے پانچ پٹھانوں کو جو متھرا کے پاس لوٹ مار کیا کرتے تھے اور چیتن جی کو بھی لوٹنا چاہتے تھے۔ اپنے پوتر اُپدیش سے دہرماتما بنا دیا جنہوں نے اُسی وقت پیشہ قزاقی سے توبہ کرکے چیتن جی کا مت قبول کیا۔

چھ برس سفر کرتے ہوئے اُپدیش کرنے کے بعد چیتن جی نے ساماجک اونتی کے انتظام کے واسطے اوُدنیا چارج اور نتیانند جی کو بنگال میں وشنو سماج کا افسر مقرر کیا۔ روپ اور سناتن کو برندابن سماج کا منتظم کیا اور خود ایک مقام نیل چولہ میں قیام پذیر ہوئے جہاں ہنکو آتما کی چمتکار روپ شکتی سے شُدہ ہردے میں ہدایت ملی کہ وہ دنیاوی تعلقات چھوڑ کر سنیاسی ہو جاویں چیتن جی موصوف کو اپنی ماتا سے بہت پریتی تھی پھر بھی بلا چون وچرا اُس اندر کی متبرک روشنی کی تعمیل وہدایت کو واجب اور ضروری سمجھا اپنی ماتا اور دیگر رشتہ داروں کی محبت اور گرہست کے سکھوں سے منھ موڑ کر سنیاس دہارن کر لیا۔ جب اُنکو ماتا آدی رشتہ داروں کا کچھ موہ نہ رہا۔ اور دنیاوی تفکرات سے بھی سبکدوش ہوئے تب وہ اپنا سارا وقت دہرم کے سوکھشم بھاؤ اور باریک مسئلوں کے معلوم کرنے اور پھیلانے میں لگا سکے جسکے سبب بیشمار پاپی منش دہارمک بن گئے اسی طرح سے راجپوتانہ میں داؤد جی نے اور دکھن میں تکارام مہاتما نے دہرم کا پرچار کیا۔ یہ ایک عجیب زمانہ تھا کہ نہ صرف ہندوستان میں ہی دہرم کلپ چرچا اور فروعات کی اصلاح ہوئی۔ بلکہ اُسی زمانہ میں یورپ میں بھی مارٹن لیوتھر جیسے مہاتماؤں کے ذریعہ عیسائی مت کی فروعات میں بہت کچھ اصلاح ہوئی۔

شہنشاہ اورنگ زیب کی پالسی نے جب مذہبی آزادی میں رکاوٹ ڈالنی شروع کی تو آزاد طبع ہندو اور مسلمان ہردو شاکی ہونے لگے جن میں سے اکثروں کو سخت جبر و تعدی سہنا پڑا۔ اور گورو نانک صاحب کی مہنج کن بھگتی کے اپدیش کو اُنکے دسویں جانشین گرو گوبند سنگھ جی کو چھتری دہرم

کے پرچار میں تبدیل کرنا پڑا جسکا مختصر ذکر کرنے سے پہلے مسلمانی مت اور اُسکی ساماجک اونتی کا مختصر حال لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مختصر حال حضرت محمد صاحب اُن کے مذہب اور ساماجک اُنتی کا

جب ملک عرب کے شہر مکہ میں وہاں کے بتوں کی پرستش کا بہت زور ہوا اور کئی طرح کی بُرائیاں ملک اور قوم میں پھیل گئیں۔ تب ایسے ایسے آدمی پیدا ہونے شروع ہوئے جنکو بت پرستش سے نفرت اور قومی بُرائیوں سے افسوس محسوس ہوا اس زمانہ میں حضرت محمد صاحب کی پیدائش شہر مکہ کے قریشی خاندان میں ہوئی اُن میں بہت سی وہ صفات دکھائی دیں جنکے ذریعہ مذہبی اصلاح جیسا بھاری کام انجام دیا جا سکتا ہے۔

لڑکپن سے ہی ان میں بہت سی اعلےٰ درجہ کی نیکیاں، اور غیر معمولی باتیں دکھائی دیتی تھیں وہ ہر سال رمضان کے مہینے میں حارا پہاڑی کے غاروں میں شب بیداری کیا کرتے تھے اور نہایت نفس کشی اور اعتقاد کے ساتھ سچائی حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

چالیس برس کی عمر میں محمد صاحب نے ایک روز اپنی بیوی خدیجہ سے کہا کہ اُنکو ایک آواز سنائی دیتی ہے اور ایک روشنی دکھلائی دیتی ہے خدیجہ نے کہا کہ یہ آثار اُنکے پیغمبر ہونے کے ہیں خدیجہ کے بھائی ورقا اور نیز ایک زاہد اُداس نے بھی ایسا ہی کہا۔

سب سے پہلے محمد صاحب کی بیوی خدیجہ بھتیجا علی اور متبنیٰ (سابقہ غلام) زید اُن پر یقین لائے۔

جب مکہ کی طاقتور قوم قریشی نے دیکھا کہ محمد صاحب مذہبی اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو بجائے ہندوستان کے طریقے کے کہ ہر ایک مذہبی اصلاح کرنے والے کو آزادی کے ساتھ وعظ کرنے کا موقع ملا ہے محمد صاحب کو طرح طرح کی تکالیف دینی اور اُنکے کام میں نامناسب رکاوٹیں ڈالنی شروع کیں۔

ہر چند حضرت محمد صاحب سمجھاتے تھے کہ اُنکے کہنے پر چلنے سے قریشی لوگ ایک زبردست قوم بنجائیں گے اور ایسی طاقت حاصل کرینگے کہ دنیا بھر میں اُنکا اثر پھیل کر اُنکی ایک عظیم الشان سلطنت قایم ہو جائیگی اور آخرت میں بہشت نصیب ہوگا۔ مگر قریشیوں کو اُنکے کہنے پر وشواس یعنے یقین نہیں آیا۔

جو کوئی امیر آدمی اُنکے شامل ہوتا تھا اُسکو طعنہ دیا جاتا تھا کہ اُنہوں نے اپنے ماں باپ کا مذہب چھوڑ کر اپنے خاندان پر بٹہ لگایا۔ سوداگر کی سوداگری میں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے تھے اور مفلس اور غلام شخصوں کو زدوکوب کرتے تھے۔ چنانچہ سماۃ سومیا کنیزک کو صرف اسوجہ سے کہ وہ محمد صاحب کے شامل ہوئی ابوجہل نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ جس کی موت اسلام میں پہلی قربانی سمجھی جاتی ہے۔

ایک مرتبہ ایک معزز نوجوان عمر نام محمد صاحب کے مارنے کے واسطے ننگی تلوار لیکر روانہ ہوئے راستہ میں اُسکو یہ معلوم ہونے پر کہ اُسکی بہن اور بہنوئی نے بھی محمد صاحب کی شرکت اختیار کی ہے اُس نے پہلے بہن اور بہنوئی کے مارنے کا ارادہ کیا۔ جسوقت اُنکے مکان پر گیا تو دیکھا کہ وہ قرآن شریف کا سورہ پڑھ رہے ہیں مگر عمر کو دیکھا وہ خاموش ہو گئے عمر نے طیش میں آکر پوچھا کہ کیا تم نے نیا مذہب اختیار کیا

ہے؟ اسپر اُسکے بہنوئی نے نہایت متانت کے ساتھ کہا کہ اگر کوئی نیا مذہب عمدہ ہو تو اُسکے اختیار کرنے میں کیا قباحت ہے یہ واجبی جواب سنکر عمر نے غصہ میں بھر کر اپنے بہنوئی پر تلوار کا وار کرنا چاہا اُسوقت اُس کی بہن بیچ میں آگئیں اور باوجود سخت زخم لگنے کے روتی ہوئی بولیں کہ "حضرت محمد صاحب کا مذہب عمدہ ہے اور اس واسطے ہم نے اسکو قبول کیا ہے"۔ بہن کی زخمی حالت اور مستقل مزاجی کو دیکھکر عمر پر نہایت اثر ہوا اُسنے اُنکے ہمراہ محمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بجائے قتل کرنے کے اُنکے قدموں پر گر کے اسلام قبول کیا جسکے سبب اسلام کو بہت تقویت ہوئی۔

اس کامیابی کو دیکھکر قریشیوں نے محمد صاحب کو مارنا چاہا مگر ناکامیاب رہنے پر اُنکے مفلس اور غلام شاگردوں کو تنگ کرنا شروع کیا جسکی وجہ سے ایک سو ایک پیروکاران اسلام کو حبش کے ملک میں ہجرت کرنی پڑی۔

قریشیوں نے حبش کے بادشاہ نجاشی نام کے پاس جو عیسائی مت کا تھا بہت سے تحفہ تحائف اور اُسکے اہلکاروں کو رشوت بھیجکر اپنے ایلچی کی معرفت درخواست کی کہ اُن آدمیوں کو قریشیوں کے حوالہ کر دیا جاوے۔ بادشاہ نے ان لوگوں سے حال دریافت کرنا چاہا انہیں سے جعفر نے جو محمد صاحب کا بھتیجا تھا اور قوت گویائی میں ایک خاص ملکہ رکھتا تھا اپنا حال زار اس طرح بیان کیا کہ "ہم لوگ شہر مکہ میں نہایت جہالت کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ مردہ جانوروں کا گوشت کھاتے تھے طاقتور کمزوروں پر ظلم کرتے تھے۔ امیر لوگ عیاشی کے مرض میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بغیر شادی کرنے کے ستر ستر عورتوں کو گھر میں ڈال لیتے تھے ایسی گمراہی کی حالت میں ہم میں سے ایک شخص نے جسکی عقلمندی دور اندیشی اور اخلاقی جرات ایسی ہیں جنکی ہم کو ضرورت ہے ہم کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔ اس نے مہمان نوازی اور عورتوں کی عزت کرنے کو کہا۔ سچے خدا کی عبادت کرنے۔ روزہ رکھنے اور خیرات کرنے کی ہدایت کی۔ ہم اُسپر یقین لائے اُسپر ہمارے ملک والوں نے ہم کو طرح طرح کی تکالیف دینا شروع کیں پس ہم اپنے ملک سے جلا وطنی اختیار کر کے آپکی پناہ میں آئے ہیں"۔ ساتھ ہی قرآن کا اُنیسواں سورہ پڑھا جسمیں حضرت عیسیٰ اور سینٹ جاہن کا عمدہ طرح ذکر ہے۔ بادشاہ کی طبیعت پر جعفر کی تقریر اور قرآن کا سورہ سننے سے بہت اثر ہوا ایلچی سے کہا کہ ہم ان لوگوں کو واپس جبراً نہیں بھیجنا چاہتے۔ اُسپر چند اہلکاروں نے ایلچی کی خاطر بادشاہ کو جعفر سے یہ سوال کرنے کو آمادہ کیا کہ تم لوگ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہو یا نہیں۔ جعفر نے جواب دیا کہ ہم لوگ حضرت عیسیٰ کو خدا کا مقبول بندہ اور عیسائیوں کا پیغمبر اور مریم کا بیٹا سمجھتے ہیں اسپر عیسائی ناراض ہوئے اور کوشش کی کہ جعفر حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہے۔ مگر دلیر جعفر نے کہا کہ حضرت محمد صاحب نے اُنکو خاص تاکید کی ہے کہ ہر حالت میں خواہ کیسا ہی خوف ہو خواہ کیسا ہی نقصان کا اندیشہ ہو سچ بولنا چاہئے اور اسوجہ سے میرا دل جس بات کی گواہی دیتا ہے وہی کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ مریم کے بیٹے تھے۔ آخر معقول پسند بادشاہ نے جعفر کی سچائی اور دلیری کی داد دیتے ہوئے اُسکے جواب کو واجب تسلیم کیا اور عیسائی اہلکاروں نے خاموشی اختیار کی۔ اپنی اس ناکامیابی سے دل میں نادم ہو کر اور ظاہر میں غصہ کے آثار دکھلا کر قریشیوں

نے حضرت محمد صاحب اور اُنکے رشتہ داروں کو ایک جلسہ کرکے قوم سے خارج کرنے کی کوشش کی مگر خاطر خواہ کامیاب نہ ہوئے اور محمد صاحب کا مدینہ والوں سے تعلق ہوگیا جسکے سبب اُنکو قریشیوں کی تکالیف سے حفاظت ہوگئی اور اُنکے مشن میں کامیابی ہونی شروع ہوئی۔

دراصل حضرت محمد صاحب کے مذہب کی مضبوطی اور ترقی اُسی وقت شروع ہوگئی تھی جب سے بہادر حضرت عمر اُنکے شریک ہوئے اور زیادہ مضبوطی و ترقی کا وقت دور اندیش ابوبکر کی شمولیت سے سمجھنا چاہئے۔ حضرت ابوبکر ایک دولتمند صاحب اقتدار اور سمجھدار آدمی تھے۔ اسلام قبول کرتے وقت اُنہوں نے اپنے سارے مال واسباب کا ساتواں حصہ جسکی مقدار چالیس ہزار دینار تھی اسلام کی ساماجک اُنتی کے واسطے وقف کیا تھا اور آیندہ بھی وقتاً فوقتاً بہت سے روپیہ سے امداد کرتے رہے بلکہ دیگر اشخاص کو جو حضرت محمد صاحب کے ظہور سے پہلے ہی ابوبکر کے ہم خیال تھے ترغیب دیکر معقول امداد زر کراتے رہے حضرت محمد صاحب اُن سے اسقدر خوش تھے کہ ا[illegible] صدیق یعنی سچے دلی دوست کا خطاب عطا کیا تھا۔

حضرت ابوبکر نے عثمان جو حضرت محمد صاحب کا بھتیجا تھا۔ زوبیر جو خدیجہ کا بھتیجا تھا عبدالرحمن قوم زہرہ جو ایک متمول سوداگر تھا صاد جو حضرت محمد صاحب کا قریبی رشتہ دار صرف سولہ برس کی عمر کا مگر نہایت ہونہار تھا طالع و خالد وغیرہ بارہ آدمیوں کی جماعت بنائی جو ہر ایک ساماجک اُنتی کے معاملہ میں صلاح و مشورہ دیتے تھے۔

اس دوراندیش اور باہمت پرجوش اور مستقل مزاج جماعت کے ذریعہ حقیقت میں ایسی ایک مضبوط سلطنت قائم ہوئی جو دنیا کی ساری سلطنتوں سے فوق لے گئی اور جب تک اُن لائق اصحاب کے نمونہ کے آدمی پیدا ہوتے رہے اور ساماجک اونتی کا کام اُنکے ہاتھ میں رہا تب تک اسلام کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہوتی رہی۔ مگر جیسی جیسی ساماجک انتظام میں غفلت اور کمزوری واقع ہوتی گئی ویسی ویسی ترقی بھی معدوم ہوتی گئی اور جدید فرقے قائم ہونے لگے۔

مذکورہ بالا معاملات اور اسلام کو قائم کرنے اور پھیلانے والوں کی تکالیف کو جانتے ہوئے بھی جو اُنکو قریشی قوم کے ظلم و زبردستی کے سبب برداشت کرنی پڑی تھیں مگر آخرکار کامیابی حاصل ہوئی تھی ہندوستان کے شہنشاہ اورنگ زیب نے مذہبی وعظ کرنے والوں کو پولیٹکل وجوہات کے سبب کمزور کرنا چاہا مگر خود کمزور ہوگئے جسکا مختصر حال اس طرح پر ہے۔

"مختصر حالات ساماجک اُنتی سنگھ مت"

جب شہنشاہ اورنگ زیب نے جس نے کہ پولیٹکل وجوہات سے اپنے باپ اور بھائیوں وغیرہ پر بھی ہاتھ چلانے سے دریغ نہیں کیا تھا سکھوں میں پولیٹکل طاقت بڑھتی ہوئی دیکھی تب سکھوں کے پیشوا گورو تیغ بہادر نویں جانشین گورو نانک صاحب کو انکی طاقت کو کمزور کرنے کے واسطے قتل کیا تو انکے بہادر بیٹے گورو گوبند سنگھ جی نے جو گورو نانک صاحب کے دسویں جانشین تھے اپنے دہرم کی رکھشا کے واسطے سب ہندوؤں کو اپنے بچاؤ کی خاطر ایک جنگجو قوم بنا دیا۔

ایک مرتبہ گورو گوبند سنگھ نے اپنے شِشیوں سے کہا۔ وہ دہرم جدھ کرکے جو دہرم کے شترو ہیں اُنہیں نشٹ کرینگے۔ یہ سنکر سارے شِشیہ حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہے گرو مہاراج ہم لوگ کمزور ہندو۔ بہادر پٹھانوں اور افغانوں کی تیغ اصفہانی کا کس طرح پر مقابلہ کر سکتے ہیں اُن لوگوں کی لمبی لمبی داڑھی اور بلدار موچھوں موٹی گردن اور دراز قد اور خونخوار صورت کو دیکھکر ہم لوگ مارے خوف کے بے حواس ہو جاتے ہیں

یہ بزدلی کا جواب سنکر بہادر گورو گوبند سنگھ نے جس طرح سے مہابھارت کے جدھ کے سمے سری کرشن جی نے گھبرائے ہوئے ارجن کو چھتری دہرم کا اپدیش کیا تھا جس میں جریودہن اور اُسکی فوج کے افسروں بھیشم پتامہ دروناچارج وغیرہ کے سر کٹے ہوئے اپنا منہ کھولکر دکھائے تھے یعنی اپنے مکھ دوارا اپدیش کے ذریعہ ثابت کر دیا تھا کہ سنجوگ اور وجوگ یا پیدا ہوتا اور مرنا دنیا کا ایک عام اصول ہے یعنی جو پیدا ہوا وہ ضرور مریگا مگر جو لوگ دہرم سے ورودھ یعنے سچے مذہب سے برخلاف چلکر ظلم کرتے ہوئے زندگی بسر کرتے ہیں اُنکا ظلم اُنکو جلدی ناش کر دیتا ہے یعنے وہ جلدی مر جاتے ہیں مگر مرنا اور پیدا ہونا استھول شریر یعنے جسم خاکی کا ہوتا ہے۔ آتما یعنے روح مرنے جینے سے مبرّا ہے۔ پس اس جسم خاکی کے لیئے جو ضرور فنا ہوگا تم کو یعنے ارجن کو اپنے دہرم چھتری پن کو ہرگز نہ تیاگنا چاہیئے۔ اسی طرح سے گورو صاحب نے بادشاہی ظلموں کا ذکر کرکے اپنے شِشیوں سے کہا کہ انکو انکا ظلم ہی تباہ کر دیگا ساتھ ہی سکھے ویایام اور برہمچرج یعنے جسمانی ورزش اور ویرج کی حفاظت وغیرہ خاص خاص دہرم کے انگوں کے فوائد بتلا کر اُن سے کہا کہ ان سادہنوں کو کرتے ہوئے تم بھی ڈاڑھی وغیرہ سارا بیرونی بھیس اُن سے زیادہ بہادرانہ اور خوفناک وضع کا دھارن کرو سکھوں کا خطاب سنگھ یعنے شیر رکھا اور سکھوں نے انکو سچا بادشاہ اور شہنشاہ اورنگ زیب کا نام نورنگ رکھا لایق سنگھوں کی ایک کونسل مقرر کی جسکا نام گورمتا رکھا دہرم اپدیش کے ساتھ ساتھ ہی گذشتہ دہارمک پرشوں اور سوربیروں خصوصاً بہادر عورتوں کے حالات سُناکر سنگھوں کو جوش دلایا کرتے تھے کہ جب تمہارے ملک میں ایسی ایسی عورتیں ہو گذری ہیں تو تم سرد ہوکر بہادرانہ زندگی اختیار کرکے دہرم کی رکشا کیوں نہیں کرتے؟

اُس آپت کال یعنی مصیبت کے وقت بھی جو ادھکاری شخص آتمک دھرم کے خواستگار تھے اُنکو اسی کا اپدیش کر کے سادھن کرائے جاتے تھے اور صبح کا پہلا پہر عموماً آتمک دھرم کے اپدیش اور چرچے میں ہی خرچ ہوتا تھا چنانچہ ایک روز صبح کے وقت ہی گورمتا یعنے مجلس منعقد کر کے جدّہ کے معاملہ میں مشورہ کرنا پڑا۔

جب سارے سنگوں کو جمع کیا گیا تو معلوم ہوا کہ دو مشہور سنگھ غیر حاضر ہیں تلاش کرنے پر دیکھا گیا کہ وہ ایک رمنیک استھان میں درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے آنکھ بند کئے ہوئے جوت نرنجن کے دھیان میں محو ہیں کئی آوازیں دیں انہوں نے کچھ نہ سنا تب بدن کو ہلایا گیا اُس وقت وہ فوراً تلوار اٹھا کر کھڑے ہو گئے۔

غرضیکہ اس طرح سے آہستہ آہستہ شاریرک اور آتمک دھرم کی اُنتی کراتے ہوئے گورو صاحب نے اپنے سنگھوں میں چھتری دھرم کو اچھی طرح مضبوط کر دیا کیونکہ سچے آچارج جس دھرم کے انگ کی جس زمانہ میں زیادہ ضرورت سمجھتے ہیں اُس کا ذرا زیادہ پرچار کرتے ہیں۔

ایک روز پریکشا کے طور پر گورو صاحب نے سنگت سے کہا کہ دھرم جدّہ میں فتح پانے کے واسطے ضرورت ہے کہ ایک شخص اپنا سر یگیہ میں ہوم کرے ایسی کڑی پریکشا کو سنکر ایک بیر پرش بھائی دیا سنگھ نام ذات کا چھتری ساکن لاہور سامنے آیا۔ گورو صاحب اسکو خیمہ کے اندر لے گئے۔ اور آرام سے بٹھلا کر ایک بکرے کو جھٹکا کر دیا۔ اور خون سے بھری تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے باہر نکل کر کہنے لگے کہ ایک سر کی اور ضرورت ہے اسی طرح کی آزمائش کرتے ہوئے پانچ سچے دھارمک اور بہادر سکھوں کے ذریعہ ایک جنگجو پنتھ بنا کر دہلی کے بادشاہ اور اُسکے افسروں سے چھتالیس لڑائیاں لڑیں جنہیں سے تھوڑے نمونہ از خروارے کے طور پر ایک کا مختصر ذکر سنایا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ گورو صاحب مع ایک مختصر جماعت سنگھوں کے چمکور ضلع لدھانہ کے قلعہ میں محصور ہو گئے اُسوقت انہوں نے جبکہ بہت سے سنگھ مر چکے تب اپنے بڑے لڑکے کو بیشمار بادشاہی فوج سے لڑنے کو بھیجدیا اور اُسکے مارے جانے پر کچھ بھی افسوس نہ کرتے ہوئے دوسرے لڑکے کو مقابلہ کرنے کا حکم دیا وہ فوراً شستر باندھ کر چلنے کو تیار ہوا اُسوقت اُس نے بسبب تشنگی کسی سنگھ سے تھوڑا سا پانی مانگا۔ مگر گرو صاحب نے فرمایا کہ تمہارا پانی وہاں ہی رکھا ہے جہاں تمہارا بڑا بھائی گیا ہے اے پیارے لڑکے تم جلدی قلعہ سے باہر نکل کر یا تو دشمنوں کے خون سے اپنی پیاس کو بجھاؤ اور یا اپنے بڑے بھائی کے پاس جا کر سورگ کے امرت سے اپنی پیاس کو بجھانا۔ اس طرح کہتے ہوئے اپنے لخت جگر کو موت کے منہ میں دھکیل دیا۔ دو بڑے لڑکے اس طرح انکی آنکھوں کے سامنے دھرم جنگ میں کام آئے۔ اور دو چھوٹے لڑکے سرہند کے صوبہ کی قید میں پھنس گئے۔ اُسنے پہلے تو لالچ دیا کہ وہ لڑکے مسلمان ہو جاویں لیکن انکار کرنے پر دونوں بچوں کو گلے تک دیوار میں چنوا دیا اور کہا کہ اب بھی مسلمان ہو جاؤ مگر انہوں نے اُسوقت بھی انکار ہی کیا اور دلیری سے بولے کہ پاپی ہم کو جلدی مار ڈال تاکہ تیرا سیج اور ظلم کرنے کی طاقت بھی جلدی

نشٹ ہو جاوے۔ غرضیکہ دونو چھوٹے لڑکے دیوار میں چنے جاکر دہرم کے بلیدان ہوئے
اونکے بعد کئی بیر پرشوں نے ایسا ہی کیا۔

آخر اِس قدر محنت۔ شجاعت اور استقلال سے دہرم پرچار اور اعلیٰ درجہ کی قربانیوں کا یہ نتیجہ ظہور پذیر ہوا اور ضرور ہونا چاہیے تھا۔ کہ قوم سکھ اعلیٰ درجہ کی دہارمک اور بہادر بن گئی۔ اُسی قوم سے شیر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ اور اُنکے بہادر افسر ہری سنگھ نلوہ وغیرہ پیدا ہوئے۔ مگر افسوس کہ ساماجک اُنتی کا معقول انتظام نہونے کے سبب جسقدر محنت اور تکالیف اُنہوں نے دہرم کی رکھشا میں اٹھائیں اسقدر اندازہ کا پہل اُنکو میسّر نہ ہوا۔

مسلمانی سلطنت کے کمزور ہونے پر ممکن تہا کہ بہادر سکھ رفتہ رفتہ اپنی ساماجک اُنتی کا انتظام کر کے زیادہ طاقت اور شکھ حاصل کر لیتے۔ مگر اسوقت مغربی تہذیب سے بہری ہوئی قوم انگریزی کا دور دورہ شروع ہوا۔ جسکی بدولت علم آزادی اور بیشمار دنیاوی ترقی ہندوستان کو نصیب ہونی شروع ہوئی انگریزی راج کے ساتھ عیسائی مت کا بھی اثر پھیلنا شروع ہوا جس کا ذکر بھی مختصر طور پر تحریر کیجئے۔

مختصر حال پیدائش حضرت عیسیٰ۔ اُنکے مت اور ساماجک اُنتی کا

جب رومیوں اور یہودیوں میں دہرم کا اہباؤ اور ریاکاری وغیرہ کا زور ہوا تب ایران کے مغرب میں جوڈیا شہر کے ایک موضع بیتھلحم نام میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی۔ اُنہیں شروع سے ہی ایسے ایسے چنہہ لچھنے آثار دکھلائی دیتے تھے جنکے سبب اکثر عقلمند آدمی انکی نسبت خیال کرتے تھے کہ وہ دنیا میں کوئی بڑا کام کرانے کے واسطے پیدا ہوئے ہیں جوڈیا کے بادشاہ کو جب اس قسم کے حالات معلوم ہوئے تو اُس نے حضرت عیسےٰ کو جس طرح سے راجہ کنس نے سری کرشن جی کو مارنا چاہا تھا مارنے کا ارادہ کیا اور اسوجہ سے مریم حضرت عیسیٰ کو لیکر مصر کے ملک میں چلی گئی اور بادشاہ کی وفات کے بعد پھر اپنے ملک میں آگئی۔

جب حضرت عیسیٰ قریب بارہ برس کی عمر کے ہوئے تو وہ اپنی ماتا مریم کے ساتھ یہودیوں کے متبرک شہر یروسلیم کے سالانہ میلے پر گئے اور باوجود لڑکپن کی عمر کے اپنی ماتا سے علیحدہ ہوکر ہیکل میں بڑے بڑے علماء و فضلا کے پاس جاکر دہرم کے سوکشم انگوں پر سوالات کئے اور اُنکی حکیمانہ گفتگو کو نہایت دل لگا کر سنا اور جب انکی ماتا نے اُن سے پوچھا کہ وہ اُس سے الگ کیوں ہو گئے تھے تو جواب دیا کہ میں اپنے پرم پتا پرمیشر کے کام میں مصروف ہونے کو الگ ہوا تھا۔

حضرت عیسیٰ سے کچھ عرصہ پیشتر ایک مہاتما سینٹ جوہن نام کا ظہور ہوا ہے وہ عموماً جارڈن ندی کے آس پاس رہتے تھے اس مہاتما نے تیس برس کی عمر میں اُپدیش کا کام شروع کیا اُنکی زبان میں ایسا اثر تہا کہ ہزار آدمی اُنکا کلام سننے کو آتے تھے

انکا اُپدیش عموماً یہ ہوا کرتا تھا کہ گناہوں سے توبہ کرو یعنے گناہ کرنے سے سچے دل کے ساتھ پرہیز کرو اور پھر خدا کی طرف متوجہ ہو وہ کہتے تھے کہ پاپیوں کی زندگی روپی درخت کی جڑ کو کلہاڑی روپی پاپ کھوکھلا کر رہا ہے یا تو کلہاڑی روپی پاپوں سے بچکر نیک اعمال روپی پھولوں سے درخت کو سوگندہت کرو ورنہ بہت جلدی درخت کھوکلا ہو کر جڑ سے گر پڑیگا۔

جو کوئی سینٹ جوہن کے مذکورہ بالا اپدیش کو سنکر گناہوں سے توبہ کرتا تھا اُس کو سینٹ موصوف جارڈن دریا کے پانی سے اپنے خیال کے بموجب شُدھ کیا کرتے تھے اور اپنی اصطلاح میں اُسکو بپتسما کہتے تھے اسی وجہ سے اُن کا نام جوہن دی بپٹسٹ مشہور ہوگیا۔

جب سینٹ جوہن نے بہت سے آدمیوں کو گناہ سے توبہ کرا کر بپتسما دیا تو اُنکی شہرت ہونی شروع ہوئی اور حضرت عیسیٰ بھی اُنکے پاس گئے اور اُنسے بپتسما لیا۔

سنٹ جوہن سے بپتسما لینے کے بعد حضرت عیسیٰ ایک سنسان جنگل میں گئے اور وہاں چالیس روز تک دل کو یکسو کر کے سوچتے رہے کہ کس طریقے سے دھرم کے اپدیش کو شروع کریں۔

چالیس روز بعد جنگل سے واپس آکر حضرت عیسیٰ نے اپدیش کا کام شروع کیا۔ اُنکی زبان میں بھی سنٹ جوہن کی طرح بلکہ اس سے زیادہ اثر تھا اور بہت آدمی اُنکا اُپدیش سننے کے لئے جمع ہو جاتے تھے۔ کچھ عرصہ اُپدیش کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ نے ارادہ کیا کہ چند آدمیوں کو ہمراہ رکھکر اور مناسب تربیت و ہدایات دیکر مختلف مقامات میں دھرم پرچار کی خاطر بھیجیں۔ پہلے لایق آدمیوں کی تلاش کی اُنکے دستیاب ہونے پر چند مچھلی پکڑنے والوں کو شاگرد کیا۔ اور اُن سے کہا کہ اگر تم مچھلی پکڑنا چھوڑ کر میرے ہمراہ ہو تو بجائے مچھلیوں کے آدمیوں کا شکار کرنے کے لایق ہو جاؤ گے۔ اس طرح سے بارہ آدمیوں کو اپنا شاگرد بنا کر حضرت عیسیٰ نے انکو حواری کا خطاب دیا۔ مگر افسوس ان میں سے ہی ایک نے تھوڑے روپیہ کے لالچ میں آکر حضرت عیسیٰ کو انکے دشمنوں کے سپرد کرا دیا جسکا مختصر حال اس طرح پر ہے کہ جب حضرت عیسیٰ کے پیرو کار زیادہ ہو گئے تب انہوں نے یہودیوں کے متبرک شہر یورسلیم میں شان و شوکت کے ساتھ جانا چاہا حضرت عیسیٰ نے دو شاگردوں سے کہا کہ ایک خر یعنے گدھا کرایہ کر کے لاؤ۔ یورسلیم میں گدھے کی سواری اکثر بادشاہ اور بڑے بڑے آدمی استعمال کرتے تھے گدھے پر سوار ہو کر حضرت عیسیٰ یورسلم میں داخل ہوئے۔ انکے شاگردوں نے اپنے کپڑے اور سبز درختوں کے پتے وغیرہ بچھا دئے تھے اور ہزاروں آدمیوں کا ہجوم ساتھ ہو گیا تھا۔ اس ہجوم میں یہ نعرہ دیا جاتا تھا کہ بھلا ہو یہودیوں کے بادشاہ حضرت عیسیٰ کا۔ ان باتوں سے یورسلم کے مندر کے پادری حسد سے اور حاکم پولیٹیکل وجوہات سے ناراض ہوئے انہوں نے حضرت عیسیٰ کو کہا کہ وہ اپنے ساتھیوں

پادری نے تیس روپیہ رشوت دیکر حضرت عیسیٰ کے ایک شاگرد (یہودا) نام کے ذریعہ انکو گرفتار کرایا۔ اسوقت سارے شاگرد فرار ہوگئے۔ حضرت عیسیٰ پایلیٹ نام حاکم جوڈیا کے سامنے پیش کیے گئے۔ جہانسے سولی چڑھانا تجویز ہوا۔

حضرت عیسیٰ قریب تین برس اُپدیش کرنے کے بعد مصلوب ہوئے انکا اُپدیش عموماً زبانی ہوا کرتا تھا۔ جسکو سنٹ میہوس دسنٹ پال وغیرہ نے قلمبند کرکے انجیل کے نام سے مشہور کیا ہے اسمیں زیادہ تر یہ لکھا ہوا ہے کہ جیسی جیسی حضرت عیسیٰ سے پہلے پیغمبروں نے پیشین گوئیاں کی تھیں ویسی ویسی سب باتیں حضرت عیسیٰ نے ادا کیں اور اُن باتوں کو معجزہ کہا گیا ہے گو اکثر باتیں بہت معمولی اور کمتر درجہ کی بھی ہیں بے بیتیسمے کی رسم پر۔ مسئلہ تثلیث پر اکثر آدمی بہت تامل اور بحث و مباحثہ کیا کرتے ہیں بلکہ اُسی مذہب کے بہت آدمیوں مسر ہنس وغیرہ نے شروع ہی سے ناقابل تسلیم سمجھا ہے اُن عیسائی اصحاب کو یونیٹیرین نام سے ملقب کیا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ کی موت کے بعد سنٹ پال وغیرہ کی کوشش سے انکے مت کو بہت ترقی ہوئی مگر رفتہ رفتہ حضرت پوپ کے زور ہونے سے بہت سی برائیاں پھیل گئیں جسکے دور کرنے کے واسطے جرمنی کے رہنے والے مارٹن لیوتھر نے بیشمار تکالیف اٹھاکر اور پوپ جیسے زبردست کو جسکے تابع سارے عیسائی بادشاہ تھے نیچا دکھلاکر عیسائی مذہب کی اصلاح طلب خرابیوں کو درست کرنا چاہا اگرچہ پرانے خیالات والوں نے جنکو رومن کیتھلک کہتے ہیں اسکی باتوں کو نہیں سنا اور اس سے مخالفت کی تاہم ایک بہت بڑا سمجھدار آدمیوں کا گروہ جسکو پروٹسٹنٹ کہتے ہیں لوتھر کا مددگار ہوگیا جنکی مدد سے اُسنے سماج کے انتی کے باقاعدہ اصول قایم کیے لاکھوں روپیہ اور ہزاروں آدمی اس کام میں اکٹھے ہوگئے۔ دھرم کے ساتھ سارے دنیاوی عروج بھی حاصل ہوجایا کرتے ہیں چنانچہ لیوتھر کی اصلاح کے بعد عیسائی بادشاہوں کی سلطنتیں بھی وسیع ہونی شروع ہوئیں ہندوستان میں بھی پرتگالی، فرانسیسی اور انگریزوں کا گذر ہوا اور سوداگری کرتے کرتے یہاں انگریزوں کا راج ہوگیا۔ راج کے ساتھ انکا عیسائی مت بھی آیا اور جس طرح سے مسلمانی راج میں کبیر جی۔ گرو نانک جی صاحب۔ چیتن جی وغیرہ کا ظہور ہوا اسی طرح سے انگریزی راج میں برہمو سماج۔ آریہ سماج وغیرہ گروہ قایم ہوئے۔

برہمو سماج۔ راجہ رام موہن رائے صاحب ۱۷۷۴ء میں ایک اعلےٰ خاندان برہمن میں پیدا ہوئے۔ شروع سے ہی انکو مذہب میں ایک خاص دلچسپی تھی اور چھوٹی ہی عمر میں انہوں نے فارسی۔ عربی۔ سنسکرت اور انگریزی لیاقت حاصل کرلی اور اسی عمر میں انہوں نے اپنے خیالات مذہبی ایک رسالہ کی شکل میں شائع کیے جسپر انکے والدین وغیرہ اسقدر ناراض ہوئے کہ اسی عمر میں انکو اپنے گھر سے جدا ہوکر دور دراز سفر اختیار کرنا پڑا جسکے سبب گو انکو جسمانی تکالیف پیش آئیں مگر مذہبی واقفیت اور بھی زیادہ وسیع ہوگئی۔ اس سفر کے بعد انہوں نے ملازمت سرکاری اختیار کرلی اور اسمیں حسن انتظام و دیانتداری وغیرہ سے بہت شہرت اور ناموری حاصل کی اس عرصہ میں وہ مذہبی اصلاح کی طرف بھی پورے راغب رہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۳۰ء میں راجہ رام موہن رائے نے برہمو سماج قایم کی۔ انکو سچائی

کی سچے دل سے تلاش تھی۔ جسکے واسطے اُنہوں نے بائبل - قرآن اور ویدوں کا مطالعہ کیا۔ اور یہ نتیجے کیا کہ خدا کی وحدانیت کا ذکر اور روحانی ترقی کے وسایل اُنمیں موجود ہیں۔ اُنہوں نے مسٹر آدم اور چند دیگر یورپین اور دیسی اصحاب کو اپنا ہم خیال بنا لیا تھا۔ یہ جملہ اصحاب ہر اتوار کو اکٹھے ہوکر دہرم چرچا کیا کرتے تھے۔

عرصہ تک برہمو سماج میں وید بہت تعظیم کی نگاہ سے دیکھے جاتے رہے ۱۸۳۹ء میں بابو دیبندر ناتھ ٹھاکر کی طبیعت دہرم کی طرف متوجہ ہوئی اور اُنہوں نے راجہ رام موہن رائے کی کوششوں میں ہاتھ بٹانا چاہا۔ اُنہوں نے ایک تت بودھنی سبھا قایم کی۔ ایک چھاپہ خانہ اور ایک اخبار جاری کیا اور چار برہمنوں کو کاشی میں ویدوں کے اصولوں کو اچھی طرح معلوم کرنے کو بھیجا۔ لیکن جب برہمنان مذکورہ کاشی سے واپس آئے تو وہ ویدوں کی نسبت عمدہ رائے نہیں رکھتے تھے۔ بابو دیبندر ناتھ ٹھاکر نے خود بھی تحقیقات کی اور برہمنوں کی رائے سے متفق ہوئے اسوقت سے ویدوں کی عظمت مثل سابقہ برہمو سماج میں نہیں رہی۔ اسکے بعد کئی وجوہات سے برہمو سماج آدی برہمو سماج۔ سادھارن برہمو سماج نیو ڈیسپینشین کے نام سے تین فرقے ہوگئے بابو کیشب چندر سین نے اپنی اعلیٰ درجہ کی تقریروں اور تحریروں سے ہندوستان اور انگلستان میں برہمو سماج کی بہت شہرت اور مضبوطی کی۔ اول اول راجہ رام موہن رائے نے ایک آتم سبھا قایم کی۔ مگر یہ سبھا سخت مخالفت کے باعث جلد شکست ہوگئی۔ ازاں بعد اُنہوں نے اس سماج کی بنیاد ڈالی جسکی وجہ سے انکا نام آجتک مشہور چلا آتا ہے۔

راجہ رام موہن رائے نے ۱۱۔ ماگھ سنہ ۱۸۳۰ء میں ایک عالیشان مندر تعمیر کرایا۔ اور جو قواعد اور اصول پرستش مندر مذکور میں رکھے گئے تھے۔ وہ برہم سماج کے بانی کے مذہبی خیالات کا پورا اور سچا فوٹو ہیں ہم ذیل میں مختصر آ(عہد نامہ برہم مندر) کی چند دفعات کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

(۱) اس مندر میں صرف ایک پار برہم پرمیشر کی جو ست۔ سار۔ اور غیر مبدل ہے اُپاسنا کی جائیگی۔ جس میں بلاکسی قید کے ہر شخص کو دہرم بھاؤ سے پریتی پوربک شامل ہونے کا ادہکار ہوگا۔

(۲) اسکے اندر کوئی تصویر یا مورتی یا کوئی اور شے ایسی نہیں رکھی جائیگی۔ جسکے کسی وقت ایشر مانے جانے کا احتمال ہو سکے۔

(۳) اسکے اندر کسی جان کو تلف نہیں کیا جائیگا اور نہ سوائے اشد ضرورت کے اسکے اندر کھانے پینے کی اجازت ہوگی۔

(۴) کسی ایسی جاندار یا بیجان شے کی نسبت جسکی کسی فرقہ کے لوگ پرستش کرتے ہوں حقارت آمیز الفاظ استعمال نہ کئے جاینگے اور نہ انکا ذکر ایسے الفاظ کے ساتھ کیا جائیگا۔

(۵) مندر ہذا میں صرف ایسے اپدیش دیئے جاینگے جن سے خالق کاینات کے دہیان کی طرف زیادہ رغبت ہو پاکیزگی اخلاق اور محبت بڑھے۔ اور مختلف مذاہب اور

عقائد کے شخصوں کے درمیان رابطہ اتحاد مضبوط ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ موجودہ برہمو سماج کے اصول حسب ذیل ہیں:۔

اصول برہم دہرم (۱) کل کائنات کو پیدا کرنے والا ایک ہے۔ جو کامل ابدی اور لاثانی ہے۔ (۲) وہ قادر مطلق۔ علیم کل۔ عادل۔ پاک۔ محبت کل اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے (۳) روح انسانی غیر فانی ہے اور لاانتہا ترقی کرنے کی قابلیت و خاصیت سے مشرف ہے (۴) خداوند تعالی سب کا باپ ہے اور کل انسان آپسمیں بہن اور بھائی کی طرح ہیں (۵) اپنی زندگی میں اعتدال اور کل مخلوق کے ساتھ اتحاد رکھنا روح کی علت غائی ہے۔

(۶) اس علت غائی کے موافق عمل کرکے روح اپنے اور اوروں کے لئے مفید ورنہ مضر بنتی ہے۔

(۷) کوئی کتاب یا انسان غلطی سے خالی اور گناہ سے نجات دینے کا کامل ذریعہ نہیں ہے

(۸) روحانی عبادت اور خدا کی مرضی کے موافق خیال کلام اور عمل کرنا سچی عبادت ہے

بمبئی کے صوبہ میں بہت سے تعلیم یافتہ اصحاب نے بجائے برہمو سماج کے پرارتھنا سماج کے نام سے سبھائیں بنائیں جنہیں اصول قریب قریب برہمو سماج کے سے ہیں لیکن ذات کی پابندی کو نہ توڑا گیا ہے۔ اور نہ توڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مختصر حال آریہ سماج۔ ۱۸۵۷ء کے قریب سوامی دیانند جی سرستی اپنے گورو سوامی درجانند سرستی متوطن متھرا بندرابن سے ودیا حاصل کرنے کے بعد مون برت یعنی خاموشی کی حالت میں صرف ایک کوپین (لنگوٹی) باندھے ہوئے گنگاجی کے کنارہ پر وچرتے تھے۔ انکے ویراگ اور سنسکرت ودیا کا حال سنکر راجہ جے کشن داس صاحب رئیس چندوسی مرادآباد نے بہت کوشش کرکے اپنے پاس بلایا اور کئی سو روپیہ کی کتب اس واسطے خرید کی گئیں کہ دہرم کی ترقی کی غرض سے انکا ترجمہ شائع کیا جاوے عرصہ بعد سوامی جی موصوف نے کانپور۔ فرخ آباد۔ وغیرہ مقامات میں دورہ کرکے وہاں کے متمول اصحاب کے ذریعہ چند سنسکرت پاٹ شالا قایم کیں۔ جہاں ودیارتھیوں کو مذہبی کتب سنسکرت زبان میں پڑھائی گئیں۔ اسمیں خاطر خواہ کامیابی نہ دیکھکر سوامی صاحب نے زمانہ کے حالات پر غور کرکے دورہ کرتے ہوئے لیکچر دینا شروع کیا اور چاندپور وغیرہ مقامات پر مختلف مذاہب کے اشخاص سے مباحثے بھی کئے جن میں ان کو اچھی کامیابی ہوئی

سوامی صاحب مورتی پوجن کا کھنڈن نہایت زور سے کرتے تھے اور ویدوں کو ایشر کرت مانکر انکی وباکھیا یعنی تشریح بحوالہ اشٹ ادہیائی۔ مہا بہاش نرکت نگھنٹو آدی سائنٹیفک اصول پر کرتے کہتے تھے۔ کہ جملہ علوم و فنون کے بیج ویدوں میں موجود ہیں۔ سوامی صاحب نے رگ وید کا قریب تین چوتھائی ترجمہ کرلیا تھا۔ اور انکی بنائی ہوئی تین پستکیں آریہ سماج اور دیگر مذہبی متلاشیوں میں اچھی طرح پھیلی ہیں (۱) گئو کرنا ندہی جسمیں گائے آدی پشوؤں کی حفاظت پر زور دیا ہے۔

(۲) ستیارتھ پرکاش جسمیں وید وکت اصول اور دہرماتیوں کا مختصر ذکر۔ سوامی صاحب

کا اپنا سدہانت اور مختلف مذاہب کے کھنڈن منڈن کا ذکر کیا گیا ہے (۳) وید بھاشیہ بھومکا یعنے ویدوں کے ترجمہ کا دیباچہ۔

سوامی صاحب کی شہرت سنکر برہمو سماج لاہور نے انکو مدعو کیا اور اپنے اہتمام اور انتظام میں انکے لکچر کرائے۔ جب انکے چند لکچر برہمو سماج میں ہو چکے۔ تب سے تمام لاہور میں ایک ہل چل مچ گئی تب بہت سے اصحاب انکے ہمدرد اور ہم خیال ہو گئے۔ انہوں نے اپنے طور پر سوامی صاحب کی قیام گاہ کا انتظام کر کے لکچر کرائے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دس اصول تیار ہو کر لاہور میں زبردست آریہ سماج قایم ہوئی اور اسی طرح سے صوبہ پنجاب۔ شمالی مغربی اضلاع راجپوتانہ وغیرہ میں انہیں اصولوں کے موافق سماجیں قایم ہونی شروع ہوئیں۔ دس اصول یہ ہیں۔

آریہ سماج کے اصول (۱) ست ودیا اور ست ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں ان سب کا آدی مول پرمیشر ہے۔

(۲) ایشور سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سروشکتمان۔ نیائکاری۔ دیالو۔ اجنما۔ انت۔ نردکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو ادہار۔ سرویشور۔ سرو ویاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت پوتر اور سرشٹی کرتا ہے۔ اسی کی اپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔

(۳) وید ست ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دہرم ہے۔

(۴) ست گرہن کرنے اور است کے چہوڑنے میں سروداؤدیت رہنا چاہئے۔

(۵) سب کام دہرم انوسار ارتہات ست اور است کو وچار کر کرنے چاہئیں۔

(۶) سنسار کا اپکار کرنا آریہ سماج کا مکہہ ادیش ہے۔ ارتہات شاریرک آتمک اور ساماجک ادنتی کرنا۔

(۷) سب سے پریتی پوروک۔ دہرمانوسار۔ یتھا یوگ برتنا چاہئے۔

(۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی وردہی کرنی چاہئے۔

(۹) پرتیک کو اپنی ہی ادنتی سے سنتشٹ نہ رہنا چاہئے کنتو سب کی ادنتی میں اپنی ادنتی سمجھنی چاہئے

(۱۰) سب منشوں کو ساماجک سرو ہتکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہئے اور پرتیک ہتکاری نیم میں سب سنتنتر رہیں۔ کچھہ دیر تک سماج اچھی طرح چلتا رہا اور بعد کو ممبران میں کئی قسم کے اختلاف کی وجہ سے جھگڑے ہونے کے سبب صوبہ پنجاب میں اکثر جگہ دو دو سماج ہو گئیں۔

کرنل الکٹ صاحب اور میڈم بلیڈ ٹیوسکی کی کوشش سے تھیوصوفیکل سوسائٹی کی بنیاد ہندوستان میں پڑی۔ جو سنسکرت پراچین پوتھیوں کا ترجمہ وغیرہ کر کے سادہارن جنتا کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کرتے ہیں انکے تین اصول حسب ذیل ہیں۔

(۱) قایم کرنا۔ ایک ایسے مرکز کا کہ جسمیں کل نوع انسان بلا لحاظ مذہب و فرقہ مثل بھائیوں کے جمع ہوں اور ایک دوسرے کو طبقہ ردیع پر ایک سمجھیں۔ (۲) آریہ اور دوسرے مشرقی علوم و مذاہب و فلسفے کو غور و تحقیقات کے ساتھہ مطالعہ کرنا۔ اور ایسے مطالعہ کی ضرورت ونفع

کو ثابت و شایع کرنا (۴) عالم اور انسان کے قوائے مخفیہ کی تحقیقات کرنا۔

۱۸۸۵ء سے دہرم کے انگ راج نیتی کے متعلق معاملات پر غور کرنے کے واسطے ایک جلسہ انڈین نیشنل کانگرس کے نام سے جاری ہوا ہے جو سال بسال مختلف مقامات ہندوستان میں اپنا اجلاس کرتا ہے۔ اس جلسہ کے موقع پر ہی ۱۸۸۷ء سے ایک جلسہ انڈین سوشل کانفرنس کے نام سے شروع ہوا ہے جسمیں عموماً رسم و رواج کی اصلاح پر غور ہوا کرتا ہے اس جلسہ کی طرح کئی برادریوں میں رسم و رواج و تعلیم کے متعلق غور کرنے کو سالانہ جلسے منعقد ہونے لگے ہیں جنکو عموماً کانفرنس کے نام سے ملقب کیا جاتا ہے۔

جب آریہ سماج نے مورتی پوجن آدی کا کھنڈن شروع کیا تو مورتی پوجا آدی کے طرفداروں نے اپنے دہرم کی رکھشا کے واسطے بھارت دہرم مہا منڈل کی بنیا ڈالی اور اکثر جگہ سناتن دہرم سبھا نام سماجیں قایم کیں۔

مختصر حالات دہرم مہوا تسو

مذکورہ بالا جملہ سبھاؤں اور سوسایٹیوں کے لایق اصحاب و نیز دیگر دہرم کے متلاشیوں اور دہارمک پرشوں کے ذریعہ ۱۸۹۵ء میں دہرم مہوتسو کا ظہور ہوا جسکی اصلی غرض یہ ہے کہ سارے دیش کے منتخب عقلمند اصحاب سال بسال یا مناسب وقفہ کے بعد اپنی مشترکہ ضروریات پر غور کریں اور مذہبی تعصب اور طرفداری کو چھوڑ کر دہرم کی ترقی میں مصروف ہوں۔

دہرم مہوتسو کے اغراض و مقاصد

۱۔ دہرم کی طرف رُچی پیدا کرنا

باوجودیکہ آجکل بشمار مت متانتر موجود ہیں اور نئے ہوتے جاتے ہیں۔ پھر بھی آجکل کے تعلیم یافتہ اصحاب اکثر یا تو دہرم کو فضول چیز سمجھتے ہیں یا اخلاقی غلامی اسوجہ سے اس طرف توجہ نہیں لگاتے۔ دہرم مہواتسو کی خاص غرض یہ ہے۔ کہ عوام کے دلوں میں دہرم کا رجحان پیدا کرے۔

۲۔ دہرم کے حاصل ہونے کے واسطے سہل اور عملی طریقے پیدا کرنا

مذہبی اصول اور فروعات اس قدر آپسمیں ملائے گئے ہیں اور ایسی مشکل عبارت اور اصطلاحی الفاظ میں انکو ظاہر کیا جاتا ہے کہ اکثر اصحاب دہرم کی طرف توجہ دینے کا ارادہ ہی نہیں کرتے ہیں اور ارادہ کرتے ہیں تو سمجھ نہیں سکتے یا غلط سمجھنے کے سبب سے بہت نقصان اٹھاتے ہیں۔ دہرم مہوتسو ایسے وسایل پیدا کریگا جن سے ہر شخص بہ آسانی دہرم کے عمدہ اصول سے ماہر ہو سکے گا۔

۳۔ دہرم کے معاملات میں سہن شکتی یعنی تحمل پیدا کرنا

دہرم کے معاملات میں تعصب وغیرہ وجوہات سے اکثر لڑائی جھگڑے ہو جاتے ہیں جسکے سبب صلح پسند اصحاب دوسرے مذہب والوں سے ملنا نہیں چاہتے۔ اور اس طرح انکی معلومات محدود رہتی ہیں۔ اور چونکہ دہرم مہوتسو کے جلسے میں سب سے بڑا یہ قاعدہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے پر ظاہرا یا اشارتاً حملہ نہ کرے۔ اسوجہ سے سہن شکتی خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ اجمیر کے جلسے میں ہزاروں آدمیوں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ جلسے کے بعد بھی سہن شکتی اور باہمی پریتی کا یہ حال تھا کہ ناتھ دوارہ کے ادہکاری جی نے جملہ ہندو آریہ۔ برہمو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ ڈیلیگیٹ اصحاب کو اپنے ہاں ٹی پارٹی میں مدعو کیا۔ اور بعد جلسہ دہرم مہوتسو آریہ سماج اجمیر

نے اپنے مذہب پر مسٹر انگر کرھا صاحب برہمو منتری کا لیکچر کرایا۔

۴۔ جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی ترقی کے وسایل پیدا کرنیکی کوشش کرنا

جب بغیر تعصب اور طرفداری کے علم دوست لوگ جلسہ مذاہب کے معلوم ہو جاوینگے اور انکے سبب خود بخود اسپر عمل ہونے لگے گا۔ جسکا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ جسمانی اخلاقی اور روحانی ترقی حاصل ہوکر سچی شانتی پھیلے گی۔

اس امن اور آزادی کے زمانہ میں جبکہ بیشمار لایق اصحاب اپنا عزیز وقت روپیہ اور توجہ دہرم کی ترقی کے واسطے خرچ کر رہے ہیں۔ ہرایک ہی خواہ مذہب کا فرض ہے کہ اپنی طاقت کے موافق مدد کرے تاکہ انکی امداد اور دنیا کاری پرماتما کی سہاتنا سے ساجک اوتی میں حسب دلخواہ کامیابی ہوکر سچے دہرم کی ترقی اور اسکے ذریعہ سکھ کی بروہی اور دکھ کی نورنی ہو۔

پہلا جلسہ دہرم مہوتسو کا بمقام اجمیر ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء کو منعقد ہوا جسمیں مفصلہ ذیل مذاہب اور فرقوں کے اصحاب نے پرتی پوربک اپنے اپنے سدہانت بیان کئے شیومت۔ ویشنومت۔ مبارک۔ سپنروالے۔ راماجنپرو الے۔ ویدانت مت۔ برہمو سماج۔ آریہ سماج۔ پرارتھنا سماج۔ سکھ مت۔ رادہا سوامی مت۔ جین مت۔ مسلمانی مت عیسائی مت۔ اور سوالات مفصلہ ذیل پر غور ہوا تہا۔

(۱) پرماتما (۲) جیو آتما (۳) آواگون یعنے تناسخ (۴) پاپ وپن یعنے گناہ وثواب (۵) شبار پرک دہرم (۶) گرہست دہرم (۷) ساماجک دہرم (۸) آکاش بانی یعنی الہام (۹) اوتار یا پیغمبر (۱۰) موکش یعنی نجات۔

اس جلسہ کی مختصر رپورٹ انگریزی میں شایع ہوئی ہے۔

دوسرا جلسہ دہرم مہوتسو کا ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو بمقام لاہور منعقد ہوا۔ جسمیں مفصلہ ذیل مذاہب اور فرقوں کے اصحاب نے پرتی پوربک۔ اپنے اپنے سدہانت بیان کئے۔ سناتن دہرم۔ آریہ سماج۔ برہمو سماج سکھ تھیوصوفیکل سوسیاٹی۔ عیسائی مت۔ موسائی مت۔ مسلمانی مت۔ فری تھنکر یعنی آزادانہ خیالات والے۔ اور سوالات مفصلہ ذیل پر غور ہوا تھا۔

(۱) انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی خاصیتیں۔

(۲) پرلوک یعنی انسان کی زندگی کے بعد کی حالت۔

(۳) دنیا میں انسان کی ہستی کی اصلی غرض اور وہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔

(۴) کرم یعنی افعال کا اثر دنیا اور عقبی میں کیا ہوتا ہے۔

(۵) گیان یعنی علم معرفت کے ذرایع۔

اس جلسہ کی رپورٹ ۲۸۰ صفحہ کی ضخامت میں زبان اردو میں شایع ہوئی ہے۔

جلسہ میں اوسط حاضری قریب پانچہزار آدمیوں کے رہی۔

تیسرا جلسہ دہرم مہوتسو کا شوکر شانتی آشرم گجرات پنجاب میں ایک مہینے تک یعنی گھرکی پورن ماشی سے بوہ کی پورن ماشی تک مطابق ۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۷ء لغایت ۷ جنوری سنہ ۱۸۹۸ء کو منعقد

رہا۔ بڑے بڑے سنت مہاتما اور ودوان پرش دور دور سے تشریف لائے اور بلحاظ حالات زمانہ موجودہ مفصلہ ذیل سوالات پر غور کیا گیا۔

(۱) انسان کے لئے کیا کیا فرائض زیادہ ضروری ہیں اور وہ کس طرح ادا کئے جا سکتے ہیں۔

(۲) اُپدیشکوں میں کیا کیا صفتیں ہونی چاہئیں اور اُنسے انسان کو کس طرح فایدہ پہنچ سکتا ہے۔

(۳) دہرم کو کس طرح کامیابی کے ساتھ پھیلایا جا سکتا ہے۔

اس جلسہ کی رپورٹ مختصر۔ اردو۔ ہندی اور گورمکھی میں شائع ہوئی ہے۔ ویاس پوجا کے میلہ پر جو عموماً جولائی میں ہوتا ہے یا جب موقع ہوگا۔ آیندہ جلسہ دہرم مہوتسو کا ہر سال گھرکی پورن ماشی سے پوہ کی پورن ماشی تک آشرم میں ہوا کریگا۔ دہارمک پرشوں اور دہرم کے ترقی چاہنے والوں اور ساماجک اونتی کے ذمہ دار اصحاب کو ضرور بالضرور اور کوشش کرکے شامل ہونا چاہیئے۔

شانتی آشرم ساماجک ونتی کے لئے پنجاب کے شہر گجرات میں ایک مشہور جوگ ابھیاسی سری سوامی شوگر جی مہاراج کی یادگار میں یہ آشرم بنا ہے جسکا مقصد یہ ہے کہ عالم باعمل سادہو مہیا کئے جاویں تاکہ وہ دہرم کو پھیلا دیں سادہو سیوا کا سب سے عمدہ ذریعہ شانتی آشرم ہے۔ جہاں سادہوؤں کو۔ ان۔ وستر۔ پستک آدی۔ دیگر ودیا پڑہائی جاتی ہے۔ ایسے آشرم ہر بڑے شہر اور قصبہ میں قایم ہونے چاہئیں۔ مفصل حال ضمیمہ کتاب ہذا میں مندرج ہے۔

سادہارن دہرم سبھا سادہارن دہرم کو پھیلانے کے لئے اور مت متانتروں کے بھیدوں کو کم کرنے کے لئے سادہارن دہرم سبھائیں اکثر مقامات شمال مغربی اضلاع۔ اودھ۔ سنٹرل انڈیا وغیرہ میں قایم ہوئی ہیں اور ہوتی جاتی ہیں سادہارن دہرم سبھا کے اصول حسب ذیل ہیں مفصل ذکر سمپورن شکشا نام کتاب میں مندرج ہے۔

(۱) جگت کا آدی کارن اور اُسکو نیم پوربک چلانے والا سرب شکتمان پرماتما ہے۔

(۲) پرماتما سب منشیوں فرقوں اور قوموں کے گن کرم اور سبھاؤ گپت ہوکر دیکھ رہا ہے اور پرتیکش طور پر اُن گن کرم اور سبھاؤ کے انوسار سُکھ یا دُکھ اور ترقی یا تنزل پہنچا رہا ہے۔

(۳) شاریرک۔ مانسک اور آتمک شکتیوں ارتھات جسمانی اخلاقی اور روحانی طاقتوں کو سلسلہ وار بڑہانے اور باقاعدہ استعمال کرنے اور پروپکار میں لگانے سے پرماتما کا گیان ہو جاتا ہے۔

(۴) منش ماتر جوان تینوں نیموں کو مانیں سادہارن دہرم سبھا کے ممبر ہو سکتے ہیں۔

(۵) ہر ایک ممبر کو عملی طور پر اپنی ترقی کرتے ہوئے اپنے خاندان فرقہ قوم اور سارے جگت کی اونتی میں کوشش کرنی چاہئے اور اسکو سچا پرمارتھ اور پروپکار سمجھنا چاہیئے۔

(۶) عوام الناس کو دہرم کی طرف رجوع کرنا۔ انکے مت متانتر سنبندہی بھیدوں اور تعصبوں کو کم کرانا اور سہن شکتی کا برتاؤ سکھانا ہر ایک ممبر کا فرض ہے۔

(۷) دہرم اور نیتی کی مفید عام پستکیں مثل "سادہارن دہرم" پڑہنا پڑہانا۔ نیز سچے دل اور پورے شوق سے عمل کرنا اور دوسروں سے عمل کرانے کی کوشش ہمیشہ کرنی چاہیئے۔

(۸) سریشٹ گن کرم اور سبھاؤ والے سادہوؤں اور دوسرے ادہکاری پرشوں کی جو دہرم کو پھیلاتے ہوں جتنا شکتی سہایتا کرنی چاہیئے۔

ساماجک اونتی سے یا لوگک دہرم کی ہی ترقی ہوتی ہے جس طرح سے جسم میں من ایک ایسا شتر کی

پیدا رکھتا ہے کہ وہ اچھوت شہر پر اور اندریوں سے ملکر ادنی درجہ کے کاموں کو انجام دیتا ہے اور
بدہی اور جیو آتما سے ملکر اعلی درجہ کے کاموں کو انجام دیتا ہے اسی طرح سے ساماجک دہرم
کو بھی سمجھنا چاہئے اسکے عمدہ انتظام سے لوکک دہرم کی بھی حسب دلخواہ ترقی ہوسکتی ہے۔
اور پارلوکک دہرم کی بھی چنانچہ جس وقت ہندوستان میں ساماجک انتظام عمدہ تھا
اُسوقت علاوہ دنیاوی ترقی کے پاتنجلی اور ویاس جیسے ریشی بھی پیدا ہوتے تھے۔ لیکن جبکہ
ساماجک انتظام کو چلانے والے لایق اصحاب معدوم ہوئے۔ روحانی علوم پھیلانے
والے اصحاب بھی عنقا ہوگئے اور اگر اب پھر لایق اصحاب ساماجک
دہرم کو عمدہ طرح پھیلادیں تو روحانی علوم کے جاننے
والے اور پھیلانے والے اصحاب کی تعداد بڑھنا
ممکن ہے۔ اسواسطے ہر ایک دنیاوی اور
روحانی ترقی چاہنے والوں کا فرض ہے کہ تن
من اور دہن سے ساماجک دہرم کے قایم
کرنے اور چلانے میں مدد دیں۔

جلد دویم سادہارن دہرم

پارلوکک دہرم یعنے فرائض عقبےٰ

پارلوکک دہرم کی ویاکھیا

اس دنیا میں ہر ایک جیو جب پیدا ہوتا ہے تو کچھ عرصہ تک جملہ طاقتیں آہستہ آہستہ بڑہنی شروع ہوتی ہیں۔ کچھ عرصہ تک عمدہ حالت میں رہتی ہیں پھر آہستہ آہستہ کمزور ہونی شروع ہوتی ہیں اور آخر میں شریر یعنی جسم خاکی فنا ہو جاتا ہے۔ کون کون سی طاقتیں کس کس وقت اور کس کس طرح ترقی و تنزل پذیر ہوتی ہیں اور جیو کہاں سے آتا ہے اور پھر کہاں چلا جاتا ہے۔ کس طرح آتا ہے۔ اور کس طرح جاتا ہے ان سب باتوں کو ٹھیک ٹھیک جاننے اور اُنسے فایدہ اُٹھانے اور دوسروں کو بتلانے اور اُن سے عمل کرانے کو پارلوکک دہرم یعنی فرائض عقبےٰ سمجھنا چاہیے۔

جسم خاکی کی پیدائش اور موت

دراصل جسم خاکی کا اگر شاریرک دہرم وغیرہ کی ٹھیک ٹھیک پابندی کی جاوے تو قریب پچاس برس تک ورنہ جس اندازہ سے پابندی عمل میں آوے اُسوقت تک کوئی نہ کوئی حصہ پیدا اور ترقی پذیر ہوتا رہتا ہے۔ اسکے بعد اسی قدر عرصہ تک آہستہ آہستہ کوئی نہ کوئی حصہ ہر وقت کمزور ہونا اور مرنا شروع ہو جاتا ہے اور جب بہت زیادہ جسمانی طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں اور مر جاتی ہیں تب روح جسم کو چھوڑ دیتی ہے۔ لیکن روحانی شکتیاں ہمیشہ بڑہتی رہتی ہیں۔ پس لڑکپن اور جوانی میں جسمانی طاقتوں اندریوں اور انکے وِشیوں وغیرہ کی طرف زیادہ توجہ رہنی چاہیے لیکن جب انکا تنزل شروع ہو تو بجائے اسکے کہ لالچ اور بے صبری کے ساتھ اُنسے کام لینے کا ارادہ کیا جاوے یا انکو بڑہانے کی کوشش یا رنج اور مایوسی میں وقت کو ضائع کیا جاوے جسمانی طاقتوں کا مناسب طور پر اعتدال سے برتاؤ کرتے ہوئے اُنسے زیادہ اعلےٰ درجہ کی طاقتوں ہیں جو ہر وقت بڑہتی رہتی ہیں متوجہ ہونا چاہیے۔

یعنی پہلے حصہ زندگی میں قریب پچاس برس تک لوکک دہرم کو پردہان اور پارلوکک دہرم کو گون انگ میں سمجھنا چاہیے اور دوسرے حصہ زندگی میں پارلوکک دہرم کو پردہان اور لوکک دہرم کو گون انگ میں سمجھکر زیادہ حصہ وقت کا روحانی طاقتوں کی طرف مصروف ہونے میں خرچ کرنا مناسب ہے۔

ہندوستان کے ریشیوں کی اوقات زندگی کی تقسیم

ریشیوں نے جو قانون قدرت اور روحانی طاقتوں سے اچھی طرح واقف

آشرم - بان پرست آشرم - اور سنیاس آشرم - انہیں سے دو پہلے آشرم کے متعلق
ہدایات اس کتاب کی پہلی جلد لوکک دہرم میں مندرج ہیں - اور پچھلے دو آشرم کے متعلق ہدایات
اس جلد دوم پارلوکک میں مندرج ہیں - اُس رشیوں کے زمانہ میں ہر ایک لڑکا اور لڑکی خواہ غریب
کے ہوں خواہ امیر کے گُرو کل میں جا کر برہمچریہ کی رکشا کرتے ہوئے اور ودیا پڑھتے ہوئے جملہ انسانی
طاقتوں کو نشوو نما کرتے تھے - قریب پچیس برس کی عمر میں اپنے علم عقل اور میلان طبیعت کے
موافق کسی پیشہ کو اختیار کر کے گرہست آشرم میں جملہ دنیاوی سُکھ دہرم کے انوسار حاصل کرتے تھے
پھر پچاس برس کی عمر ہونے پر بان پرستھ اور سنیاس آشرم میں ہو کر گرہست آشرم کے تعلقات
کو بتدریج منقطع کر کے جنگل میں یا آبادی کے کسی ایکانت استھان میں بود و باش اختیار کرتے تھے
اور جس جس ودیا میں جو جو لایق ہوتے تھے وہ برہم چاریوں وغیرہ کو اُس ودیا کے گُپت بھید یعنی
پوشیدہ راز بتلاتے تھے مثلاً آیور ودیا یعنی علم طبابت کے ماہر شو تین اور سمجھدار شِشوں کو طبابت کی
عملی سکشا دیتے تھے اور دہنور ودیا یعنی علم سپہ گری کے واقف بہادر اور جودہا برہم چاریوں کو
فنون جنگ کے راز اور عملی نشیب و فراز بتلاتے تھے -

شنکا - جلد اول لوکک دہرم کے حصہ ساماجک دہرم میں ہندوستان کی ساماجک اونتی
کے ذکر میں نیشنل کانگرس کو دہرم کا راج نیتی انگ - اور سوشیل کانفرنسوں کو دہرم کا جاتی
اونتی انگ کہا ہے حالانکہ وہ جلسے اپنے اغراض و مقاصد میں علانیہ اور صاف صاف الفاظ
میں کہتے ہیں - کہ مذہب سے انکو کچھ تعلق نہیں ہے اور اب جلد دوم پارلوکک دہرم میں
آپ کہتے ہو کہ سنیاسی مہاتما فن سپہ گری کے عملی طریقے سکھایا کرتے تھے حالانکہ سنیاسی
دنیا کو متھیا اور مایا کا جال کہتے ہیں اور کسی کام میں شامل نہیں ہوتے ہیں کجا جنگ کے
کاموں میں -

سمادہان - کانگرس اور کانفرنس والے خواہ تحریر اور تقریر کے ذریعہ کتنا ہی ظاہر
کریں کہ مذہب سے انکو کچھ تعلق نہیں پھر بھی دہارمک پُرش ہی اُنکا کام چلا رہے ہیں اور
جب جب ادہرم پر چلنے والے انکے کام میں شامل ہوئے ہیں تب تب بہت نقصان
اٹھانا پڑا ہے - دہرم بھاؤ سے جو کام کوڑیوں سے ہو جاتا ہے وہ دوسرے طریقوں
سے ہزاروں روپیہ خرچ ہوں تو بھی ویسا عمدہ نہیں ہوتا -

دراصل سچے دہرم کا ابھاؤ ہونے اور مت متانتروں میں پکش پات اور نئے نئے
جھگڑے دیکھکر دہرم کے خاص خاص انگوں کی اصلاح کو مختلف پیرایوں اور ناموں سے
چند اشخاص نے شروع کر دیا ہے پس یہ ہرگز نہیں خیال کرنا چاہئے کہ اُن اصلاحوں کو فی الحقیقت
دہرم سے کچھ تعلق نہیں ہے

اسی طرح رشیوں کے زمانہ میں سنیاس آشرم سے یہ مراد تھی کہ گرہست دہرم کے
فرائض کو چھوڑ کر اپنے بال بچوں اور کنبے والوں اور رشتہ داروں کے موہ سے نرلیپ
ہو کر جو جو فوائد اپنی لیاقت اور قوت بازو سے انکو پہونچائے جاتے تھے وہ فواید عوام الناس
کو پہونچائے جاویں اپنے چھوٹے سے کُنبے کو چھوڑ کر دنیا بھر کو اپنا کنبہ پرتھوی کو ماتا اور
پرماتما کو پتا اور سارے منشوں کو بھراتا یعنی بھائی سمجھ کر جیون پشو پکشی وغیرہ کو اپنا رشتہ دار

سمجھا جاوے چونکہ اس آشرم میں ذاتی اغراض کچھ نہیں رہتی تھیں پس ہر ایک کام میں ملکی اور قومی بھلائی کو مد نظر رکھنے کے سبب بڑے بڑے اہم معاملات میں ساماجک اونتی کے ذمہ وار اشخاص سنیاسیوں کی بہت قدر ہوتی تھی لڑائی جھگڑوں کے وقت بطور ایلچی انسے کام لیا جاتا تھا اور طرفین اپنا بھروسہ رکھتے تھے نارد جی وغیرہ رشیوں کا اکثر کتابوں میں ایسے کاموں کے کرنے کی بابت ذکر آیا ہے۔ فن سپہ گری کو رشیوں کے زمانہ میں بڑی عزت سے دیکھا جاتا تھا اور اسکو جیسا کہ وہ ہے ایک نہایت ضروری مفید اور معزز پیشہ سمجھتے تھے وسوامتر جی نے وہ معزز ہنر مہاراجہ رام چندر جی کو سکھلایا اور درونا چارج نے ارجن اور دیگر راج پوتروں کو اسکی تعلیم دی فن سپہ گری اور اسکے ذریعہ فتح یابی کو ایسی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا کہ پرسرام جی کو جنھوں نے چھتریوں سے بہت جدہ کئے اور فتحیابی حاصل کی اوتار کا درجہ دیا جاتا ہے اسی طرح مہاراجہ رام چندر جی کو راون کے فتح کرنے پر اوتار کا مرتبہ دیا گیا اور اس فتح یابی کو قومی بہادری کا نمونہ سمجھکر رام لیلا نامی سالانہ میلہ کی شکل میں رواج دیا تاکہ ہر ایک بہادر دھارمک پرش کو جوش اور ظالم اور جابر کو عبرت کا اثر ہوتا رہے کرشن جی مہاراج نے جنکو سمپورن کلا اوتار کہتے ہیں مہا بھارت کی لڑائی کو کرایا اور اپنی راج نیت کی دانائی اور فن سپہ گری کے داؤ پیچوں سے ارجن کی سہائتا اور مہاراجہ جدہشٹر کی فتح کرائی جب ساماجک اونتی کا انتظام عمدہ نہ رہا تب آشرم بھی بگڑنے لگے دہرم کے نام سے طرح طرح کی ناممکن باتوں اور کہانیوں سے بھری ہوئی کتابیں اردو یا اتفاقیہ سنسکرت بھاشا میں پیدا ہوئیں جنکے سبب سچے دہرم اور اوتساہ آدی گنوں سے ہٹ کر مت متانتروں کے جھگڑوں میں لوگوں کی رچی ہو گئی ہے ایک مت والوں نے اپنے پکش کی پشٹی کے لئے نئے سے نئے طریقوں سے نوجوان اور نا تجربہ کار آدمیوں کو سادھو بناکر اپنے خیال کے موافق انسے کام لینا شروع کر دیا اسوقت سچے سنیاسی مہاتماؤں نے جنکا ساماجک اور دیگر سنسارک کاموں ودیا پڑھانے اور ہنر سکھلانے وغیرہ کاموں میں صرف گون میں تعلق تھا اس طرف سے توجہ کو ہٹا کر اپنا سارا وقت اپنے مکھ کام آتمک شکتیوں کے جگانے یعنے روحانی طاقتوں کے بڑھانے میں لگانا شروع کر دیا اور اگر اب پھر سچا دہرم پرگٹ ہو کر ساماجک اونتی کا کام ٹھیک طرح آرمبھ ہو تو ایسے سچے سنیاسی مہاتما بھی ضرور پیدا ہو جاوینگے جو ساماجک اونتی کے کاموں میں بھی مدد دیویں اور سچے سنیاس جوگ ابھیاس۔ گیان اور موکش آدی سادھنوں کا بھی اپدیش کریں جنکا مختصر حال ذیل میں لکھا جاتا ہے

مصالح و مشورہ لیتے تھے - اور اونکی رائے کو [illegible] راج دربار میں [illegible] سنیاسیوں کی

جلد دوم حصہ اول

سنیاس دہرم

سنیاس دہرم کی دیا کھیا

سنیاس ایک سنسکرت لفظ ہے جسکے معنے چھوڑنے کے ہیں اصطلاح میں .. .. .. گرہست آشرم کے فرائیض اور اپنی خود غرضی کی بھری ہوئی اندریوں اور انکی ورتیوں نے متعلق کاموں کے چھوڑنے اور روحانی طاقتوں کے بڑھانے اور انکے ذریعہ سچا آنند اور شانتی حاصل کرنے کو سنیاس کہتے ہیں۔

جن کرموں کے کرنے سے اندریاں - من - اور بدھی قابو میں رہیں - پروپکار کی عادت پڑے - بے خواہشی کی دولت حاصل ہو - کام کرودہ - لوبھ - موہ - اور اہنکار سے مقابلہ کرنے اور فتح حاصل ہونے کی طاقت پیدا ہو - سچا گیان یعنے علم معرفت حاصل ہو - ان سب کرموں اور طریقوں کے استعمال کو سنیاس دہرم سمجھنا چاہئے۔

آنند یعنی خوشی اور اسکی اقسام اور انکے تیاگ یعنے چھوڑنے کا طریقہ

ہر ایک جیو کو اسکی حفاظت اور ترقی کے واسطے بیشمار طاقتیں ملی ہوئی ہیں - انسانی جامہ میں وہ طاقتیں مکمل موجود ہیں اور وہ جملہ طاقتیں اپنی حفاظت اور ترقی کے واسطے ہر وقت خوراک چاہتی رہتی ہیں اور اس خوراک کے لینے پر ایک خاص قسم کی خوشی حاصل ہوتی ہے مثلاً انسان کو اندریان یعنی حواس کی طاقت ملی ہوئی ہے - کان ہر وقت خواہش کرتے ہیں کہ کچھ سنتے رہیں آنکھیں دیکھتی رہنا چاہتی ہیں وغیرہ وغیرہ اور جس قسم کے الفاظ اچھے ہوں یا برے کانوں میں پڑتے رہتے ہیں - اسی قسم کے الفاظ کو سننے کی خواہش بڑھتی رہتی ہے اور انکو سنکر خوشی محسوس ہوتی ہے اور جس قسم کے نظاروں کو آنکھیں اکثر دیکھتی ہیں انہیں کو دیکھنے کی خواہش کرتی رہتی ہیں اور انکو دیکھکر خوشی محسوس کرتی ہیں۔

پہلا تیاگ

کانوں کو برے شبدوں سے ہٹاکر اچھے شبدوں میں لگانے کی عادت ڈالنی اور آنکھوں کو برے نظاروں سے ہٹاکر اچھوں میں لگانا - سنیاس دہرم میں پہلا تیاگ سمجھا چاہئے - جن مہاپرشوں نے اس تیاگ کے درجہ کو حاصل کیا ہے وہ اس تیاگ کے پھل کو چکرورتی راج حاصل ہونا کہتے ہیں یعنی شریر روپی نگر میں جو اندریوں کے ذریعہ کرم کا چکر چل رہا ہے اسکو وہ اپنے قابو میں کر لیتے ہیں۔

دوسرا تیاگ! اندریوں کے آنند سے زیادہ - آنند من کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے چنانچہ تجربہ

سے دیکھا جاتا ہے کہ جب انسان خیالات میں خواہ وہ اچھے ہوں یا بُرے محو ہوتا ہے اُسوقت پاس کی آواز مطلق سنائی نہیں دیتی آنکھوں کے سامنے پڑی ہوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ اُن خیالات کو اگر وہ بُرے ہوں اچھوں میں تبدیل کرنا سنیاس دہرم میں دوسرا تیاگ ہے جسکے حاصل ہونے پر سورگ لوک کی پراپتی کہی گئی ہے کیونکہ اچھے خیالات کے ذریعہ ہمیشہ اچھے افعال ہی سرزد ہوتے ہیں اور انکا پھل ہمیشہ سکھ کا دینے والا ہوتا ہے اور سکھ کو ہی سورگ یعنے بہشت کی اصلی علامت سمجھی گئی ہے۔

تیسرا تیاگ عرصہ تک اچھے خیالات میں معروف رہنے سے بدہی نرمل اور ساتوک یعنے صاف اور لطیف ہوجاتی ہے اور وہ باطل خیالات کو ہرگز قبول کرنا نہیں چاہتی اس حالت کو تیاگ کا تیسرا درجہ سمجھنا چاہئے جسکے ذریعہ ست لوگ کی پراپتی ہوتی ہے یعنی ہمیشہ سچائی کے آنند میں مگن رہنا ہوتا ہے اور اس بدہی کے بل سے جس علم و ہنر کی طرف توجہ لگائی جاتی ہے اُسمیں پوری ترقی ہونے لگتی ہے اور بیشمار صد اقتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔

چوتھا تیاگ جب بدہی انیت سوکھشم یعنے عقل اعلیٰ درجہ کی صاف اور لطیف ہوجاتی ہے اُسوقت اسکے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکو سہارا دینے والی ایک چیتن شکتی ہے جسکو جیوآتما کہتے ہیں اس چیتن شکتی تک پہونچکر بدہی شانت ہوجاتی ہے اور جیوآتما کے سبھاوک گن پرگٹ ہو جاتے ہیں اور یہ تیاگ کا چوتھا آخری درجہ سمجھنا چاہئے اس درجہ پر پہونچکر جیو آتما کے ذریعہ پرماتما کا انوبھو ہو کر برہم لوک کی پراپتی کہی گئی ہے یعنی برہم سروپ پرماتما جو سب جگہ ویاپک اور پری پورن ہے اسکا انوبھو ہردے میں ہوکر اندر باہر سب جگہ اُسیکا ظہور دکھائی دینے لگتا ہے اسی کو مہان آنند۔ برہمانند وغیرہ ناموں سے منسوب کیا جاتا ہے کہ اس سے پہلے کے سارے آنند کوشش کرنے سے حاصل ہوتے ہیں لیکن دوامی یعنی ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں کیونکہ جسوقت کوشش بند کی جاوے تو وہ بھی جاتے رہتے ہیں اگر برابر ہی کوشش جاری رکھی جاوے تو بھی ایک خاص وقت مقررہ کے بعد وہ ختم ہو جاتے ہیں لیکن یہ آخری آنند جیوآتما کے سبھاوک گنوں کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے جو گن ہمیشہ رہتے ہیں کیونکہ جیسے جیوآتما انادی اور ابناشی ہے ایسے ہی اُسکے گن بھی انادی اور ابناشی ہیں۔

تیاگ کی مشکلات واضح رہے کہ مذکورہ بالا آنندوں کا تیاگ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ نہایت ہی مشکل ہے اور صرف عرصہ دراز کی جدوجہد سے جو نہایت جوانمردی اور مستقل مزاجی سے کی جاوے کامیابی ممکن ہے کیونکہ اول تو اودیا روپی غفلت کے پردہ کے سبب یہ یقین رہتا ہے کہ ہر ایک آنند جسمیں رس آتا ہے وہی سب سے اچھا آنند ہے اسوجہ سے اسکے چھوڑنے کی خواہش نہیں ہوتی اور جب تک وہ چھوڑا نہ جاوے اس سے زیادہ درجہ کے آنند کا حاصل ہونا ناممکن ہے زیادہ درجہ کے آنند کی خواہش کی جاوے تو موجودہ آنند کا رس سدّراہ ہوتا ہے یعنی بار بار اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنی طرف سے توجہ کو نہیں ہٹنے دیتا کیونکہ اُس کی عادت پڑی ہوئی ہے۔

درشٹانت مہاراج بھرتری جی

بھرتری جی نے راج کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی ایک روز رات کے
وقت جنگل میں جا رہے تھے چاندنی کھلی ہوئی تھی راستہ میں کسی مسافر
نے جوان سے پہلے اس طرف سے گذرا تھا پان کی پیک تھوکی تھی وہ چاندنی کی شعاؤں میں
خوبصورت لعل کی طرح معلوم ہوتی تھی بھرتری جی کی نگاہ اسپر پڑی تو لالچ کے بس ہوکر اسکو
اٹھانا چاہا مگر یہ خیال کرکے کہ سارا راج چھوڑ دیا ہے اب ایک لعل کو اٹھا کر کیا کرینگے ویراگ
کے ویگ میں آگے بڑھ گئے لیکن من نے پھر زور دیا کہ لعل کو لینا چاہیئے آخر چند قدم چلنے
کے بعد پھر واپس آئے جب اس لعل موہومہ کو اٹھانے لگے تو اسکی اصلی حقیقت معلوم
ہوئی اور انگلی پیک کی غلاظت سے ناپاک ہوگئی اسیوقت بھرتری جی نے من کو بہت لعنت
ملامت کی انکا واکیہ ہے رتن جڑت منڈپ سجے تجیں سہنسر ناراجھون کامنا
ناتجی اے من توے دھرکار رے

درشٹانت بلومنگل جی

یہ برہمن کُل میں پیدا ہوئے تھے مگر کوسنگ یعنے بدصحبت کے سبب ایک روز
کسی مذہبی رسم کے ادا کرنے کے سبب دن بھر گھر میں رہنا ہوا رات کو فرصت
ملی اسی وقت آدھی رات کو دیشیا کے مکان کو چل پڑے راستہ میں دریا حائل تھا اسوقت
اتفاق سے کوئی مُردہ بہا آتا تھا یہ سمجھے کہ معشوقہ نے کشتی بھیجی ہے اسپر چڑھ بیٹھے اور دریا پار
ہوگئے مکان کا دروازہ بند تھا اور کسی طرف سے گذرنا ممکن نہ تھا۔ چاروں طرف مکان کے
گھومنے لگے۔ اتفاق سے ایک سانپ دیوار سے لٹک رہا تھا یہ اپنے جذبہ عشق کے سبب
سمجھے کہ معشوقہ نے کمند ڈال دی ہے فوراً اسکو پکڑ کر چھت پر پہونچے اور جب نیچے اترنے
کا کوئی راستہ نہ ملا تو صحن میں کود پڑے کودنے کی آواز سنکر دیشیا اور اسکے متعلقین جاگ
پڑے بلومنگل جی کو دیکھکر انسے دریافت کیا کہ کس طرح سے دریا کو عبور کرا اور چھت پر چڑھے
انکا جواب سنکر دیشیا کے دل پر یہ خیال پیدا ہوا کہ اس طرح کی محبت بلومنگل جی کو پرماتما سے
ہوجاوے تو بہت اچھا ہو یہ خیال اس نے بلومنگل جی سے ظاہر کیا۔ اور ظاہر کرتے وقت
ایسا جوش آیا کہ اس نے بلومنگل جی سے کہا کہ تم کو اپنا اختیار ہے میں تو اسی وقت سے
پرماتما سے پریم کا سنبندھ شروع کرتی ہوں۔ بلومنگل جی کو بہت کچھ اثر ہوا۔ رات کا باقی حصہ
ہر دو نے پرماتما کے چرچے میں ختم کیا اور صبح ہوتے ہی دنیاوی تعلقات کو چھوڑ کر جنگل کیطرف
ایک دوسرے سے علیحدہ ہوکر چلے گئے بلومنگل جی عرصہ تک پرماتما کے پریم میں مگن ہوکر
بھجن کرتے رہے ایک روز کسی نگری میں پہونچے چند مستورات ندی کے کنارے
اشنان کر رہی تھیں انکی نگاہ اسپر پڑی اور باوجود سچے تیاگ اور عرصہ تک ست سنگ
میں رہنے کے ایک خوبصورت عورت پر دل فریفتہ ہوگیا۔ جب وہ نہا کر چلی یہ اس کے
پیچھے ہولئے جب عورت اپنے مکان میں گئی تو یہ ڈیوڑھی پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں
عورت کا خاوند آیا وہ بڑا نیک اور سادھو کی سیوا کرنے والا تھا اس نے بلومنگل جی کو دروازہ
پر بیٹھا دیکھکر عورت سے جاکر پوچھا کہ سادھو کو بھکشا کیوں نہیں دی عورت بھی پتی برتا اور ست
وادی تھی اس نے سارا حال بلومنگل جی کے دریا سے اسلئے پیچھے پیچھے آنے کا بیان کردیا
اسکے خاوند نے سارا حال معلوم کرکے بلومنگل جی کی بہت خاطر کی اور اپنے بالاخانہ پر لے گیا

گفتگو کی تو انکو سچا ساد ہو پایا دل میں بہت حیران ہوا کہ کیا کیا جاوے ایک طرف اپنی ننگ و ناموس کا خیال تھا اور دوسری طرف ساد ہو سیوا کا۔ آخر دنیادی چیزوں کو عارضی اور ناپائیدار سمجھ کر ساد ہو سیوا کو مقدم خیال کیا اور شام کو عورت سے کہا کہ عمدہ طرح سنگار کرکے اور کھانے کا تھال لیکر بلومنگل جی کے پاس جاوے اور اُنکی ہر ایک خواہش کو پورا کرے عورت یہ سنکر حیران ہو گئی اگر خاوند کے حکم کی تعمیل نہ کرے تو پتی برت دہرم کھنڈن ہو جاوے اور تعمیل کرے تو مہا پاپ میں پھنسے آخر اُس نے پتی برت دہرم کو مقدم سمجھکر سب سنگار کیا اور اچھے اچھے بھوجن رکھکر بلومنگل جی کے پاس گئی مگر دل میں پرماتما سے پرارتھنا کرتی تھی کہ جس طرح سے دردوپدی کی لاج رکھی اسی طرح سے میری سہایتا کرو جب بلومنگل جی کے پاس پہونچی تو وہ اس عورت اور اسکے خاوند کی بھگتی اور نشچے کو دیکھکر حیران ہو گئے اپنے دل خود رفتہ کو لعنت ملامت دیکر قابو کیا اور عورت سے کہنے لگے کہ دو سوئیاں بھی لے آؤ۔ جس وقت سوئیاں لائی بلومنگل جی نے دونو سوئیاں اپنی دونو آنکھوں میں مار لیں۔ خون کا فوارہ جاری ہو گیا اور وہ اندھے ہو گئے عورت نے گھبرا کر سارا حال اپنے خاوند سے کہا وہ دوڑا ہوا بلومنگل جی کے پاس آیا اور نہایت عاجزی سے کہنے لگا کہ مہاراج جو کچھ قصور مجھ سے یا میری عورت سے ہوا ہو اسکو معاف کرکے آپ سبب بتاؤ کہ اپنی آنکھیں کیوں پھوڑ ڈالیں بلومنگل جی نے ہنسکر کہا کہ تم دونو پرماتما کے بھگت ہو تمہارے ست سنگ اور سچی بھگتی کو دیکھکر میرا چنچل من قابو میں آگیا تم دونو نے کرپا کر کے میرے ارادہ کو کھنڈ کر دیا اور چونکہ یہ سارے فساد کا باعث آنکھیں تھیں اسوجہ سے اُن کو سزا دینی مناسب تھی انکو سزا دینے میں جو کچھ کلیش مجھکو ہوا اسکا بھی میں سزاوار تھا کیونکہ میں نے اپنے گرو کی آگیا پالن نہیں کی انہوں نے کہا تھا کہ ہمیشہ برائی کے کارن کو سوچ سمجھکر روک دینا چاہئے اور یہ سکھشا دیتے وقت انہوں نے ایک مہاتما کا اتہاس سنایا تھا جو مختصر طور پر اس طرح ہے۔

ایک مہاتما کا اتہاس

ایک سنیاسی مہاتما کسی ساہوکار کے گھر ٹھیرے ہوئے تھے ایک روز ساہوکار کے پاؤں میں نہایت عمدہ جوتا دیکھکر انکے منہ سے نکلا کہ یہ جوتا بہت عمدہ ہے ساہوکار نے فوراً اُسی قسم کا جوتا بنوا کر انسے التجا کی کہ اسکو قبول کریں۔ مہاتما نے کہا کہ ایسا بیش قیمت اور خوبصورت جوتا پہنکر ضروری ہے کہ اسی کے اندازہ کی ساری پوشاک ہو۔ ساہوکار نے کہا کہ پوشاک بھی فوراً تیار ہو سکتی ہے مہاتما نے کہا کہ جب پوشاک عمدہ ہوگی تو بیٹھنے کا مکان اور فرش بھی عمدہ ہونا چاہئے ساہوکار نے کہا کہ وہ بھی تیار کیا جا سکتا ہے مہاتما نے کہا کہ جب عمدہ پوشاک اور عمدہ مکان ہوگا تو خوراک بھی عمدہ ہونی چاہئے ساہوکار نے اسکا بھی ذمہ لیا مہاتما نے کہا کہ جب یہ سب سامان ہونگے تو ویشے بھوگ کی کامنا ہوگی ساہوکار نے کہا کہ اسکا بھی انتظام ممکن ہے مہاتما نے کہا کہ پھر لڑکے بالے پیدا ہونگے انکی بیماری اور موت کے وقت شوک پراپت ہوگا اسکا بھی ذمہ تم لے لو۔ ساہوکار نے کہا کہ اس شوک یعنی رنج کا میں کس طرح سے ذمہ لے سکتا ہوں۔ مہاتما نے کہا کہ اگر اسکا ذمہ نہیں لے سکتے۔ تو ایک جوتے کے سبب اس قدر جھگڑا پیدا کرنا اور پھر تکلیف اور رنج اٹھانا ہم کو منظور نہیں اور اس واسطے تم اپنا جوتہ واپس لیجاؤ۔

بلونگل جی نے کہا اس اتہاس کے موافق ہمارا پہلا فرض یہ تھا کہ جو وقت تمہاری استری پر نگاہ پڑی تھی اُسی وقت سارے بڑے بیٹیوں کو سوچکر درشٹی کو ہٹا لیتے دوسرا فرض یہ تھا کہ اسکے ہمراہ نجاتے تیسرا فرض یہ تھا کہ تمہاری خاطرداری کو دیکھکر دل میں شرمندہ ہوکر واپس چلے جاتے چونکہ متواتر غلطیاں کی گئیں۔ پس ان کی سزا بھوگنی ضروری تھی۔

رشیوں کے زمانہ میں تیاگ کا ایک عملی طریقہ ہندوستان کے رشیوں نے کرم کے پھل کی اچھا یا گنے کو اصلی تیاگ کہا ہے اس تیاگ کو وہ اس طرح سے آہستہ آہستہ حاصل کیا کرتے تھے کہ جب کوئی کرم کرنے لگیں اسوقت پرماتما سے پرارتھنا کیا کرتے تھے کہ اگرچہ ہم اچھیا یعنی خواہش کے پتلے ہیں اور اسوجہ سے خواہش سے رہت نہیں ہو سکتے ہیں تاہم اس اپنے موجودہ کرم کا پھل ہم آپ کی سیوا میں ارپن کرتے ہیں اس طرح سے ایک کرم کا پھل پرماتما کے ارپن کرتے کرتے انکو عادت پڑ جاتی تھی کہ کرم پھل کی اچھیا کو تیاگ سکیں جب اس تیاگ کی اچھی طرح عادت ہوجاتی تھی تب انکی کوشش ہوتی تھی کہ کرم پھل کی اچھیا کے تیاگ کے ساتھ ہی تیاگ کے ابھمان کو بھی تیاگ دیں۔ جب اس میں اچھی طرح کامیاب ہوتے تھے تب ان کو مہا تیاگی کہا جاتا تھا۔

پراسر ریشی اور میتری کا ذکر ذکر ہے کہ جب جاگولک ریشی نے بن میں جانے کا ارادہ کیا تو اپنی استری گارگی اور میتری کو بلاکر روپیوں اور اشرفیوں اور دیگر بیش قیمت چیزوں سے بھرے ہوئے صندوقوں کی کنجیاں حوالہ کیں۔ اور کہا کہ تم آدھا آدھا دھن بانٹ لو۔ یہ سنکر گارگی نے دل میں سوچا کہ جاگولک جی مہا ودوان اور بڑے مہان ہیں جب یہ اپنا سارا دھن سونپ کر بن میں جاتے ہیں تو ضرور اُس جگہ اس سے ادھک دھن انکو پراپت ہوگا اور ان دنیاوی خزانوں کے چھوڑنے سے ضرور ان کو اس سے بدرجہا زیادہ عمدہ روحانی خزانے حاصل ہونگے یہ سوچکر گارگی نے جواب دیا کہ مہاراج سارا دھن میتری کو دے دو۔ میں بن میں آپ کے ساتھ چلکر ست سنگ کی دولت لینے کی آرزومند ہوں چنانچہ گارگی انکے ساتھ چلی گئی اور میتری سارا دھن لیکر گذران کرنے لگی۔ تھوڑے عرصہ میں اسکو بھی ویراگ ہوا اور وہ پراسر ریشی کے پاس گئی اور اُن سے دھن آدی سنسارک پدارتھوں کے کلیش بیان کرکے اُن کلیشوں سے چھوٹنے کا اوپائے پوچھا۔ پراسر جی نے کہا کہ جن وستوؤں میں کلیش بدنیت ہوتا ہے وہ تیاگنے کے یوگ ہے میتری نے اپنے دھن آدی کو پراسر جی کی بھینٹ کرکے جنگل میں ایک کٹیا بنائی اور اُس میں رہنا شروع کیا تھوڑے دنوں میں پراسر جی میتری کے پاس گئے اور حال پوچھا میتری نے کہا کہ مہاراج آنند پراپت نہیں ہوا پراسر جی نے کہا کہ تمہارا تیاگ پورا نہیں ہے یہ سنکر میتری نے کٹیا کا بھی تیاگ کردیا پھر بھی پراسر جی نے کہا کہ ابھی تک پورن تیاگ نہیں ہوا میتری نے کہا کہ اب تو صرف یہ دیہہ باقی ہے اگر آپ کہو تو اسکو بھی اگنی میں جلادوں پراسر جی نے کہا کہ اسکے جلانے سے بھی پورن تیاگ نہیں ہوگا ایسی دیہہ دوسری پیدا ہوجائیگی اسپر میتری نے نہایت عاجزی سے پوچھا کہ جس طرح پورن تیاگ ہوسکے وہ بتلاؤ پراسر جی نے کہا تیاگ کے ابھمان کو چھوڑکر جو کچھ دھن آدی ہے اسکو پرماتما کا سمجھکر تن من اور

دھن سے پرو پکار کرو اُسی کو پورن تیاگ کہتے ہیں اور اسی میں مہا آنند ہے یہ کہکر میتری کا دھن آدمی اسکو واپس دیدیا۔

پراسرجی اور راجہ نرموہی کا ذکر

اسی طرح سے ایک راجہ نے جو پراسرجی کا شش تھا ان سے آکر کہا کہ مہاراج میں سنسار کے دُکھوں سے بہت تنگ آگیا ہوں انکی نورتی کا کوئی اوپائے بتاؤ۔ پراسرجی نے کہا کہ سنسار کو چھوڑ دو دُکھ بھی ساتھ ہی چھوٹ جاوینگے راجہ نے کہا کہ مہاراج میں تو بہت دن سے سنسار چھوڑنے کو تیار ہوں صرف خیال یہ ہے کہ میرا لڑکا ابھی چھوٹی عمر کا ہے جس وقت وہ راج کا کام سنبھالنے کے لایق ہو جائیگا میں فوراً راج اسکے سپرد کرکے سنسار کو تیاگ دونگا۔ پراسرجی نے کہا کہ اگر حقیقت میں تم کو سنسار کے دُکھ کلیش دے رہے ہیں اور تمہارا ارادہ ان سے چھوٹنے کا اور راج کے تیاگ کرنے کا ہے تو لڑکے کے جوان ہونے کا انتظار کرنا مناسب نہیں۔ نہ معلوم وہ جوانی کی عمر تک زندہ رہے یا نہیں اگر زندہ رہے تو راج کے لایق ہو یا نالایق۔ پس بہتر یہ ہے کہ تم راج ہم کو دیدو اور سنسار کے دُکھوں سے نورتی حاصل کرو راجہ نے فوراً راج پراسرجی کے نام سنکلپ کردیا اور خوشی خوشی وہاں سے اٹھکر جنگل کی طرف جانے لگا اسوقت پراسرجی نے کہا کہ کہاں جاتے ہو۔ راجہ نے کہا مہاراج آپ نے کرپا کرکے راج کے بوجھ سے مجھکو سبکدوش کردیا اب میں جہاں چاہونگا رہونگا صرف دو روٹی کی ضرورت ہے اور وہ تھوڑی سی محنت گھڑی دو گھڑی کرکے گھاس کھود کر بھی حاصل کرسکتا ہوں۔ پراسرجی نے کہا کہ راجن تم نے کبھی گھاس نہیں کھودی ہے۔ اس لئے تم کو اس نئے کام میں زیادہ محنت اور تکلیف ہوگی کیونکہ ہر ایک کام کے شروع میں کلیش ہوتا ہے اسی طرح ہم نے راج کبھی نہیں کیا ہے اس سے ہم کو راج کرنے میں تکلیف ہوگی اور اس لئے ہم کسی نہ کسی آدمی کو راج کا کام سپرد کرینگے تم سے زیادہ تجربہ کار آدمی ہم کو نہیں مل سکے گا پس تم ہماری طرف سے راج کرو جو کچھ ہانی لابھ ہو وہ ہمارا تم صرف دو روٹی کے اندازہ سے اپنی مزدوری لے لیا کرو اور ہر برس ہمارے راج کا حساب کتاب ہم کو سمجھا دیا کرو۔ راجہ نے ایسا ہی کیا اور چونکہ راج اپنے گرو پراسرجی کا سمجھتا تھا اسوجہ سے نہایت محنت اور جانفشانی اور انصاف اور رحم دلی سے سارا کام شروع کردیا جسکے سبب سے چاروں طرف ترقی اور خوشی کے ہی سامان دکھائی دینے لگے اور یہ پراسرجی کی دانائی کا بار بار شکریہ اور تعریف کیا کرتا تھا۔ اور دل میں سوچا کرتا تھا کہ اگر راجے مہاراجے سیٹھ اور ساہوکار اسی طرح سے اپنا دھن آدمی اپنے پرم گرو پرماتما کا سمجھکر اور اپنے تئیں محض بطور ملازم سمجھکر جیسا کہ حقیقت میں وہ ہیں بھی۔ انصاف اور ایمانداری سے برتاؤ رکھیں تو خود بھی دنیاوی تکالیف سے محفوظ رہیں اور دنیا کے دُکھ بھی سُکھ میں تبدیل ہو جاویں کچھ عرصہ ایسا برتاؤ رکھنے سے راجہ نرموہی راجہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔ کیونکہ جسمیں جو صفت ہوتی ہے وہ جلدی یا دیر میں عوام کو ضرور معلوم ہو جاتی ہے اور عوام الناس اُسی صفت سے اُسکو موصوف کردیتے ہیں ایک روز نرموہی راجہ کا کوئی نوکر بن میں گیا اور اس جگہ ایک مہاتما سادھو سے ملنا ہوا۔ سادھو نے پوچھا کہ تمہارے راجہ کا کیا نام ہے نوکر نے کہا کہ "نرموہی راجہ" سادھو یہ سنکر مسکرا کر خاموش ہوگیا اور دل میں کہنے لگا کہ دیکھو سنسار کی لوبھ کتنا بڑھ گیا ہے۔

راجہ لوگ ساری دنیاوی عزتوں سے سیر نہ ہوتے ہوئے وہ عزتیں جو خاص ریاضتوں کے بعد
سادھوؤں کو مشکل سے حاصل ہوتی ہیں اپنے نام کے ساتھ لگانے لگے ہیں کچھ روز کے بعد راجہ کا
لڑکا اتفاقیہ اُسی بن میں شکار کھیلتا ہوا آگیا اور سادھو سے پانی مانگا۔ سادھو نے پانی دیا اور پوچھا
کہ تم کس کے پوتر ہو لڑکے نے جواب دیا کہ نرموہی راجہ کے۔ یہ سنکر سادھو سے ضبط نہ ہو سکا۔
اس نے ارادہ کیا کہ راجہ کی پریکشا کرنی چاہیئے چنانچہ اس نے راجہ کے لڑکے سے کہا کہ تم تھوڑی
دیر میری کُٹیا پر بیٹھو۔ میں تمہارے پتا کی پریکشا لینے جاتا ہوں۔ لڑکا اس جگہ ٹھیرا رہا۔ سادھو
اس لڑکے کا نام پوچھ کر اور کپڑا اسکا خون میں بھگو کر راجہ کے محلوں کی طرف گئے اور ظاہر کیا
کہ راجہ کا پوتر شیر کا شکار کرتا تھا۔ شیر نے اسکو پھاڑ ڈالا اس خبر کو جملہ نوکروں وغیرہ نے ایک معمولی
خبر سمجھکر کچھ بھی افسوس نہ کیا۔ جب سادھو راجہ کے پاس گیا تو راجہ نے صرف یہ کہکر کہ سنجوگ
کے ساتھ ویجوگ ضرور ہے جو چیز پیدا ہوئی ہے وہ ضرور ایک روز نشٹ ہوگی میرے
پوتر کے شریر کا ویجوگ اسی طرح ہونا تھا۔ صرف اتنا کہکر سادھو کی سیوا اور ست سنگ میں
مصروف ہو گیا۔ سادھو نے یہ حالت دیکھکر دل اور زبان دونو سے راجہ کی تعریف کی اور پریکشا
کا حال بتلا کر راجہ سے پوچھا کہ ایسا اوتم اور پوتر اوپدیش کس مہاتما کے ذریعہ اسکو حاصل ہوا
راجہ نے پراسر جی کا نام بتلایا۔ سادھو مذکور پراسر جی کے پاس گئے اور خود بھی اوپدیش کے
ملتجی ہوئے۔ پراسر جی نے انکا سارا حال سنکر اور قیافہ سے اندازہ کر کے انسے کہا کہ پہلے
دُشٹ واسنا یعنے خراب خیالات کو دل کے پردہ سے دور کرو پھر سنیاس دھرم کے
ادھکاری ہوگے کیونکہ مہرشی منوجی نے کہا ہے کہ جس شخص کے دل میں خراب واسنا یعنے
خواہش موجود ہو اُسکو نہ علم کا پڑھنا فایدہ پہونچا سکتا ہے نہ تپ یعنے نفس کُشی اور نہ دیگر مذہبی
پابندیاں اور مفصلہ ذیل درشٹانت بھی سنایا۔

چیونٹی اور مصری کے پہاڑ کا درشٹانت

کوئی چیونٹی ایک مصری کے پہاڑ پر رہتی تھی اور جس قدر دل چاہتا تھا
مصری کھا کر آرام سے زندگی بسر کرتی تھی کوئی دوسری چیونٹی اسکے
پاس آئی اور اسکو نہایت خوش دیکھکر اس خوشی کی وجہ دریافت کی اور مصری کے پہاڑ کا
حال سنکر درخواست کی کہ اسکو بھی اس پہاڑ کی سیر کرا دے چنانچہ پہلی چیونٹی نے پہاڑ
کا پتہ اور نشان بتلا دیا دوسری چیونٹی بڑی خوشی سے پہاڑ پر گئی مگر تمام پہاڑ پر گھوم کر
واپس آئی اور کہنے لگی کہ وہ پہاڑ تو نمک کا ہے پہلی چیونٹی یہ سنکر حیران ہو گئی۔
لیکن اتفاقیہ اسکی نظر دوسری چیونٹی کے منہ کی طرف گئی جس میں ایک نمک کا دانہ رکھا
ہوا تھا۔ پس اس نے ہنسکر کہا کہ بہن اس نمک کے دانہ کو منہ سے نکال کر پہاڑ پر جاؤ
درشٹانت یہ ہے کہ یہ سنسار سُکھ ساگر ہے لیکن جو منش دل کی دُکھ روپی جھیا سے
اس میں سے جل پیتے ہیں کھارا معلوم ہوتا ہے اور امرت روپی جھیا سے پیتے ہیں
میٹھا معلوم ہوتا ہے یعنے نیک اعمال آدمیوں کو میٹھا بس پہلے خراب خواہشیں دور
کرنی چاہئیں یہ درشٹانت سنا کر پراسر جی نے سادھو مذکور کو کہا کہ تمہارے واسطے پہلے
من کی چنچلتا کو روکنا اور انتہ کرن کو شُدھ کرنا ہی مناسب اوپدیش ہے اور وہ بذریعہ جوگ
ابھیاس ممکن ہے جوگ ابھیاس کا ذکر اگلے حصہ میں کیا گیا ہے۔

جلد دوم۔ حصہ دوم جوگ ابھیاس

یعنی

فرائض ریاضتِ نفس کُشی

جوگ ابھیاس کی دیا کھیا جوگ ابھیاس اُن سادھنوں کی مشق کو کہتے ہیں جنکے ذریعہ من کی برتیاں روکتے رُکتے اور سنکلپ و یکلپ کم ہوتے ہوتے من نہایت پاک وصاف اور طاقتور ہوجاتا ہے خیالات نئے سے نئے اور اعلےٰ درجہ کے پیدا ہونے لگتے ہیں۔ بہت سی من کی شکتیاں جو عام طور پر گُپت رہتی ہیں وہ بتدریج پرگٹ ہونی شروع ہوجاتی ہیں خواہ کیسی ہی تکالیف و مشکلات سے مقابلہ پڑے وہ برداشت کی جاسکتی ہیں اور اُن سے بچنے کی عملی تدابیر ذہن میں آسکتی ہیں جسمانی صحت عمدہ ہونے اور عمر کی درازی کا بھی یہ ایک بڑا وسیلہ ہے۔

جوگ ابھیاس کا آنند تھوڑے عرصہ ابھیاس کرنے سے من کو ایک ایسا آنند حاصل ہوتا ہے جسکی اوپما یعنے تشبیہ کسی دنیاوی سُکھ سے نہیں دی جاسکتی اور نہ زبان اور قلم ٹھیک ٹھیک طرح بیان کرسکتی ہے۔ البتہ اسقدر کہا جاسکتا ہے کہ جیسے کوئی مسافر دھوپ کی تپش اور پانی کی پیاس سے بیاکل ہوکر کسی ریگستان میں گھبراتا پھر رہا ہو اُس حالت میں سایہ دار درخت اور ٹھنڈا پانی ملنے سے جیسی اُسکو خوشی ہونی ممکن ہے اس سے بدرجہا زیادہ جوگ سادھنوں سے ہوتی ہے۔ اور یہ ہی خوشی ابھیاسی کو آیندہ ترقی کرنے کے واسطے ترغیب کا باعث ہوتی ہے۔

جوگ ابھیاس کا ادھکاری ہر ایک مُلک اور مذہب و فرقہ کے آدمی۔ مرد اور عورت جوگ ابھیاس میں ادھکاری ہیں۔ نہ ان سادھنوں میں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ گھر بار تیاگنے کی البتہ جیسے جیسے جوگ ابھیاس میں رس آتا جاتا ہے اور اعلےٰ سے اعلےٰ درجے کے سُکھ حاصل ہوتے ہیں ویسے ویسے ادنےٰ درجے کے سُکھوں کی خواہشیں خود بخود چھوٹتی چلی جاتی ہیں۔

جوگ ابھیاس کرنیکا سمے اگرچہ جوگ ابھیاس شروع کرنے اور اس سے پورا فایدہ اٹھانے کے واسطے زیادہ عمدہ وقت پندرہ برس کی عمر سے پنیتالیس برس کی عمر تک ہے۔ تاہم جس شخص نے لڑکپن میں برہم چرج سیون کیا ہو اور جوانی میں وشئے بھوگ میں اینت مگنٹ نہ ہوا ہو

یا پوری لگن رکھتا ہو وہ بجائے پینتالیس برس کے سترہ برس کی عمر تک بھی جوگ سادہن شروع کر کے پورا فایدہ اٹھا سکتا ہے۔

جوگ ابھیاس کے سادہن وہ جوگ سادہن جنکی چرچا اوپر لکھی گئی ہے حسب ذیل ہے من کی برتیاں جو آنکھ کان وغیرہ اندریوں کے ذریعہ نانا پرکار کے باہری پدارتھوں میں پھیلی ہوئی ہیں ان کو سب پدارتھوں سے ہٹا کر انتری روشنی دیکھنے اور اناہد شبد سننے میں لگایا جاوے۔

یہ سادہن باہری اور انتری بھید سے دو قسموں میں منقسم کیا گیا ہے اور بلحاظ عمر۔ صحت۔ چال وچلن۔ رہن گت ذہنی اور علمی لیاقتوں کے بے شمار اسکے درجے ہیں جنکا مختصر ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ادہکار کے موافق سادہن کو کرنا ہر ایک مرد اور عورت کو اپنے ادہکار یعنی لیاقت کے درجے کے موافق سادہن شروع کرنے سے بہت جلدی اور عمدہ طرح کامیابی ہونی ممکن ہے اسبات کا اندازہ کہ کون شخص کس درجے سے جوگ سادہن شروع کرنیکا ادہکاری ہے وہ خود سچائی کے ساتھ اپنے شُدھ انتھ کرن سے قایم کرے اور اگر اسکو شبہ رہے تو یا تو کسی دوسرے سچے نرپکش جتھارتھ وکتا۔ اور لایق آدمی سے مشورہ کر کے اندازہ کرے اور با احتیاطاً کمتر درجے سے شروع کر دے۔

جوگ ابھیاس کی پابندیاں چونکہ منش کے جملہ خیالات وافعال کا نقش من پر پڑکر اچھے یا برے اثر ہر وقت پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے ابھیاسی کو ہمیشہ نیک صحبت میں رہنا اور وچار پوربک اپنے سمے کا وبھاگ کر کے اور اس میں مناسب تبدیلیاں کرتے ہوئے سارے کاموں کو وِدھی پوربک اور وقت مقررہ پر کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔

ہر ایک کام کو اوقات مقررہ پر ہی کرنے سے اول تو وہ کام سادھارنتا اور عمدگی سے انجام پاتے ہیں اور دوسرا یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ من میں کسی خاص وقت میں سوائے اس کام کے خیالات کے جو اسوقت کے واسطے مقرر کیا گیا ہے دوسرے خیالات نہیں آتے اور من میں ایک وقت میں ایک ہی خیال کے رہنے اور دوسرے خیالات کے گذر نہ ہونے سے جوگ سادہن میں بہت مدد ملتی ہے۔ اگرچہ خوراک کا بھی خیالات وافعال پر بہت اثر پڑتا ہے۔ تاہم ابھیاسی کو شروع ابھیاس کے وقت خوراک کی تبدیلی میں زیادہ زور نہ دینا چاہیئے خود بخود جیسے جیسے ابھیاس کی طاقت بڑھتی جاویگی ویسے ویسے ساتوک بھوجن کی طرف طبیعت راغب ہوتی جاویگی البتہ زیادہ ثقیل یا کچی یا سڑی ہوئی یا بدبودار یا کڑوی یا ترش چیز سے پرہیز لازم ہے۔

ابھیاس کا وقت اور نشست کا طریقہ جب شخص کی عمر پندرہ برس کی ہو وہ ہر روز وقت مقررہ پر پراتہ کال نِت نیم کا سے زیادہ اچھا ہے) شدھ ایکانت اور رمنیک استھان میں سِدھ آسن سے بیٹھے سدھ آسن سے بیٹھنے کی یہ ترکیب ہے کہ بائیں پاؤں کو موڑکر اسکی ایڑی کو اَنڈکوش یعنی فوطوں کے نیچے کی سیون کو اور داہنے پاؤں کو موڑکر اسکی ایڑی کو انڈکوش کے اوپر کی سیون پر رکھکر چارزانو یعنی پالتی مارکر بیٹھے اور اوپر کے سارے بدن کو تنا ہوا رکھے اس آسن کا نمونہ حسب ذیل ہے اس آسن کی مشق سے صحت جسمانی بھی عمدہ ہوتی ہے

یوگ ابھیاس اور سمادھی کا آسن (طریق نشست)

اگر اس آسن میں کسی وجہ سے تکلیف معلوم ہو تو جسطرح آرام معلوم ہو اُسی طرح بیٹھنا چاہئے مگر ہر حالت میں بدن خصوصاً گردن کو تنا ہوا رکھنا زیادہ مفید ہے۔

سدھ آسن سے بیٹھکر من کو شانت کرنے کی کوشش کرے اگر من پر غصہ رنج وغیرہ کا غلبہ ہو اور من شانت ہو سکے تو جب تک غلبے کا زور ہے سادھن کو شروع نہ کرنا چاہئے من کو شانت کرنیکے بعد کم از کم پانچ پرانایام کرے۔ پرانایام کی ودھی حسب ذیل ہے۔

پرانایام کا طریقہ آہستہ آہستہ سوانس کو اُس مقام سے جہاں ناک کے دو نو سوراخ ایک ہوتے ہیں اوپر کھینچکر اور تھوڑی دیر وہاں ہی روک کر پھر اسی طرح آہستگی سے باہر نکالنا چاہئے اور تھوڑی دیر باہر روک کر پھر اوپر کو کھینچنا چاہئے۔ سوانس کو اوپر کھینچنے میں روکنے میں اور باہر نکالنے میں اتنی دیر نہ لگانی چاہئے اور نہ اتنی طاقت صرف کرنی چاہئے کہ جس میں تکان یا بیچینی معلوم ہونے لگے۔

تصور کا جمانا پرانایام کے بعد کسی استھول چیز پر جسکو ابھیاسی مذہبی طور پر متبرک یا عزیز سمجھتا ہو۔ مثلاً تصویر۔ مورتی وغیرہ پر۔ پانچ منٹ تک دھیان جماوے۔ یا آئینہ سامنے رکھکر پانچ منٹ تک اُسپر نظر جماوے یعنے دونو آنکھوں کی پتلیوں کو دیکھتا رہے اگر آئینہ کی چمک ناگوار معلوم ہو تو سبز رنگ کا کاغذ ایک فٹ قطر کا گول لیکر اور اُسپر بیچوں بیچ میں ایک نقطہ سیاہی سے انگوٹھے کے ناخن کی برابر بناکر اُسپر توجہ کو جماوے۔

اسکے بعد پانچ منٹ تک کسی عمدہ بھجن کرنے یا مذہبی کتاب کے پڑھنے میں یا دھیما سُریلا باجا سُننے میں کانوں کو متوجہ کرے ان ہر دو سادھنوں کو ایک ایک ہفتے کے بعد ایک ایک منٹ زیادہ بڑھانا چاہئے جب ہر ایک سادھن کی آدھ آدھ گھنٹے تک نوبت پہونچ جاویگی اور اس قدر عرصہ تک توجہ آنکھوں کے ذریعے مورتی تصویر۔ آئینہ یا کاغذ پر اور کانوں کے ذریعے بھجن یا مطالعہ

کتب مذہبی یا سریلے باب کی آواز میں اچھی طرح جمنے لگے گی۔ تب ابھیاسی کو ایک خاص قسم کا آنند آنے لگے گا۔ اسوقت باہری سادہن آنکھ اور کان کو جیسے کہ ایک ایک منٹ بڑہایا گیا تہا اسی طرح ایک ایک منٹ گھٹاتے جانا چاہئے۔ اور پانچ منٹ تک جس مورتی تصویر یا کاغذ پر توجہ کو جمایا ہوا۔ اسی کا آنکھوں کو بند کرکے اس مقام پر جہاں آنکھوں کی دونو دہاریں ایک ہوتی ہیں یعنی ہر دو بھوؤں کے بیچ میں دہیان کرے۔

اور اسی طرح جب باجے کی آواز پر کانوں کو متوجہ کیا ہو۔ اُسی آواز کو کانوں کو بند کرکے انتر میں سننے کی کوشش کرے۔ جب یہ سادہن ایک ایک منٹ بڑہتے بڑہتے آدہے گھنٹے تک پہونچ جاوینگے تب ان میں پہلے سے ادہک آنند ہوگا۔ جب آدہ گھنٹہ تک یہ سادہن بہی ہونے لگیں تب انکو بہی ایک ایک منٹ کم کرتے ہوئے اور پانچ پانچ منٹ آنکھ بند کرکے دونو بھوؤں کے بیچ میں انتری روشنی کو دیکھنا چاہئے اور اسی طرح کانوں کو دونو انگوٹھوں سے بند کرکے پانچ منٹ تک انتری شبد سننا چاہئے۔

انتری سادہنوں کو بہی مثل باہری سادہنوں کے ایک ایک منٹ ہر ہفتہ میں بڑہانا چاہئے جب یہ سادہن بہی بڑہتے بڑہتے آدہے گھنٹے تک پہونچ جاوینگے تو پہلے آنند سے بہت زیادہ اعلے درجہ کا آنند اور کئی غیر معمولی باتیں معلوم ہونے لگیں گی۔

واضح رہے کہ انتری سادہنوں میں توجہ کو ترکٹی وغیرہ کے بیچوں بیچ جمالانا اور بڑہاتے جانا چاہئے اول تو بیچ سے توجہ کسی طرف کو نہ ہٹے۔ دوم اگر اتفاقیہ ہٹے تو دائیں طرف بہ نسبت بائیں طرف کے ابھیاسیوں نے اچھا مانا ہے۔

اسکے بعد ان انتری سادہنوں کو بہی ایک ایک منٹ کم کرنا شروع کیا جاوے اور پانچ پانچ منٹ بغیر آنکھ بند کرنے کے انتری روشنی کا دہیان اور بغیر کان بند کرنے کے انتری شبد سننا شروع کیا جانا چاہئے۔ اور اس مشق کو ہر ہفتہ ایک ایک منٹ بڑہانا چاہئے۔ اسی کو جوگ کی اصطلاح میں سویکلپ سمادہی اور سمپرگیات جوگ کا آخری درجہ کہا گیا ہے اس درجہ پر پہونچکر پرانایام کے سادہن کو ترک کردینا چاہئے جس مرد یا عورت کی عمر چالیس برس سے زیادہ ہو۔ یا آنکھ یا کان کی صحت عمدہ نہو اسکو باہری سادہن پرانایام اور آنکھ اور کان کے نہ کرنے چاہئیں۔ اسی طرح جسکی عمر بیس اور چالیس برس کے درمیان ہو اور عقل تیز اور علمی لیاقت عمدہ ہو وہ بہی باہری سادہن نہ کرے۔

پہلی حالت والوں یعنے چالیس برس سے زیادہ عمر یا خراب صحت والوں کو بجائے آئینہ یا کاغذ کے باہری سادہنوں کے لفظ اوم یا اور الفاظ جنمیں انکی رُچی ہو اسی قدر وقت کہ پرانایام اور دہیان او ربہجن میں لگا کر زبان سے جپنا چاہئے۔ پہر زبان کے جاپ کو ایک ایک منٹ کم کرتے ہوئے خاموشی کے ساتھ انگلیوں پر جاپ کرنا چاہئے۔ پہر اس جاپ کو بہی ایک ایک منٹ کم کرتے ہوئے آنکھ اور کان کے انتری سادہنوں کو شروع کرنا چاہئے۔ دوسری حالت والے یعنی جنکی عقل تیز و علمی لیاقت عمدہ ہو بجائے سادہنوں پرانایام۔ دہیان و بہجن کے کتب مذہبی کے سننے سنانے اور وچارنے میں کم از کم آدہا گھنٹہ روز خرچ کریں۔ اور ہر روز ایک ایک منٹ بڑہاتے ہوئے جب دو گھنٹہ تک پہونچ

نوبت پہونچ جاوے۔ تب مطالعہ کتب کو ایک ایک منٹ کم کرنا شروع کریں اور آنکھ اور کان کے انتری سادہن کو پانچ پانچ منٹ تک کرنا شروع کر کے آدھے گھنٹے تک پہونچا دیں اور پھر اس سادہن کو ایک ایک منٹ کم کرتے ہوئے بغیر آنکھ و کان بند کرنے کے انتر میں روشنی کو دیکھنے اور شبد کے سُننے کی مشق کریں۔

جن شخصوں کا چال و چلن عمدہ ہو اور عمر تیس برس سے کم اور صحت عمدہ ہو وہ باہری سادہن پرانایام آنکھ اور کان کا و نیز شبد کا جاپ و کُتب مذہبی کا سننا سنانا۔ اور علاوہ بریں ان سب کے ویایام یعنے ورزش جسمانی خصوصاً باہوں اور چھاتی کے سادہن بھی کیا کریں اور ساتوک بھوجن کے سوائے دوسرے بھوجن سے پرہیز کریں۔ جملہ سادہنوں کے واسطے جو وقت اور طریقہ رکھا گیا ہے اُسی طرح کریں۔ اور ویایام میں کم از کم آدھا گھنٹہ اور خرچ کریں۔ جیسے جیسے انکا چال و چلن عمدہ ہوتا جاوے اور نفسانی خواہشات کم ہوتی جاویں ویسے ویسے باہری سادہنوں اور ویایام کو کم کرتے جاویں اور انتری سادہنوں کو شروع کرتے جاویں۔

سادہو وغیرہ اشخاص جنکا وقت کسی خاص پیشہ کے کام میں خرچ نہیں ہوتا ہے اُنکو اپنے ادہیکار کے موافق سادہن کم از کم دو گھنٹہ روز انجام دینا چاہئے اور کم گوئی۔ کم خوری۔ اور کم خوابی کی عادت ڈالتے ہوئے خیالات و افعال کو کم اور پاکیزہ بنانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے جس کسی کو زیادہ شوق ہو وہ علاوہ ان سب سادہنوں کے نیند آنے کے وقت جاگتی اور سوتی حالت کے درمیانی وقفہ کے لمحوں میں جاگتے رہنے کی کوشش کر کے ادم وغیرہ کا جاپ کرلے۔ اس سادہن سے بہت لابھ پہونچے گا۔ کمزور یا بڈّھا آدمی اس سادہن کو نہ کرے۔ انتری روشنی کے دہیان کرنے والوں اور انتری شبد کے سُننے والوں کو کچھ عرصہ تک چھوٹے چھوٹے ذرّے اور پھر لال پیلے نیلے وغیرہ خوشنما رنگ بدلتے ہوئے دکھلائی دیویں گے۔ اور اسی طرح کانوں کے سادہن میں پہلے سائیں سائیں کی آواز سنائی دیوے گی اور پھر جھینگر کی آواز کی سی رسیلی دُھن سنائی پڑے گی۔ یہ پہلا درجہ ہے اس درجہ میں من یکسو ہونا شروع ہوتا ہے۔

تصور میں خاص علامات کا پیدا ہونا

کچھ عرصہ کے بعد جسکا وقت مقرر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ابھیاسی کی فرصت شوق۔ تیزی طبیعت اور سچے وشواس پر منحصر ہے چمکتے ہوئے تاروں کی سی روشنی دکھلائی دینی شروع ہوگی۔ اور نقارے کی سی آواز سنائی دے گی۔ یہ دوسرا درجہ ہے اس درجہ میں معقول پسندی پیدا ہوکر ست گرہن کرنے کو طبیعت چاہنے لگے گی۔ اور فضول باتوں سے طبیعت ہٹنے لگے گی اس درجہ میں من اسقدر صاف ہو جاتا ہے کہ خود بخود اس میں ناپاک خیالات پیدا ہونے بند ہو جاتے ہیں۔ لیکن من کی کو ملتا کے سبب ست سنگ اور کوسنگ کا بہت تیز اثر پڑتا ہے اس وجہ سے کوسنگ سے بہایت احتیاط کے ساتھ پرہیز کرنا واجب ہے اس کے بعد چاند کے سے روشن دائرے اور گھنٹہ کی سی آواز معلوم ہوگی۔ یہ تیسرا درجہ ہے۔ اس او ستھا میں رگھبنر ابہری پر پت ہو کر ست اسست کا دویک کرنے اور ست گرہن کرنے کی شکتی پیدا ہو جاوے ہی بس کے پراپتی ہونے پر ابھیاسی نربھے اور نرپکش ہو جاتا ہے۔ اور جس درشے کو دو چار تا ہے اس کو ٹھیک ٹھیک

معلوم کر لیتا ہے اور جس کام کو شروع کرتا ہے اس کو بہت جلدی اور عمدہ طرح انجام کو پہونچا دیتا ہے اس درجہ میں رفتہ رفتہ دنیاوی کاموں میں ممتا کم ہوتی جاتی ہے۔

اس کے بعد ایک ہلکی اور دھنالی سی پھیلی ہوئی سفید روشنی دکھلائی دے گی اور مہین مہین بانسری کی سی آواز سنائی دے گی۔ یہ چوتھا درجہ ہے اس درجہ میں اکثر ابھیاسیوں کو مہاتماؤں کے درشن ہو کر اُن سے ہدایات بھی ملتی ہیں اور دھرم کی اصلیت معلوم ہو جاتی ہے جس کے سبب اس درجہ کے آدمیوں میں مذہبی اختلاف ہرگز نہیں رہتا ہے۔ بلکہ ان کے ست سنگ اور نیک خیالات کا جتنے آدمیوں پر اثر پڑتا ہے وہ بھی سچے دھرم کو سمجھ کر فروعات میں جھگڑا نہیں کرتے۔

جیسی جیسی سفید روشنی اور بانسری کی آواز صاف اور اعلےٰ درجہ کی ہوتی جاتی ہے ویسے ویسے اعلےٰ درجے کے آنند اور شانتی کا ظہور ہوا اور پراپتی ہوتی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ بہت سدھیاں یعنی غیر معمولی طاقتیں بھی ظہور میں آتی جاتی ہیں۔ جنپر ابھیاسی کو ہرگز توجہ نہ دینی چاہئے کیونکہ ان پر توجہ دینے سے من کو وکشیپتا ہوتی ہے اور ترقی کی روک ہو جاتی ہے جب سدھیوں میں بالکل لوبھ نہ رہے گا اور ابھیاس بغیر کسی وگھن کے برابر جاری رہے گا۔ تب سب سکھوں کے دینے والی نروکلپ سمادھی پراپت ہوگی اس سمادھی کو ابھیاسی بتدریج بڑھاتے بڑھاتے اگر وہ چاہے دنوں۔ ہفتوں۔ مہینوں اور برسوں تک بڑھا سکتا ہے۔ ان سادھنوں سے انتحکرن شدھ ہو کر بُرے کرم اور انکا بیج دُشٹ سنسکار وگدھ ہو جاتے ہیں۔

پرشن۔ اگرچہ آپ نے سارے دھرم کے انگوں کو ایک عجیب ڈھنگ اور نئے طریقہ سے بیان کیا ہے تاہم عقل کے ذریعہ وہ طریقے درست معلوم ہوتے ہیں لیکن جوگ ابھیاس کے علم کا بالکل ابھاؤ ہونے سے اور عقل کے ذریعہ انکا اندازہ نہ کر سکنے کے سبب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ پچھلے کسی مشہور جوگی کے بچنوں کا پرمان دیویں۔

اُتر۔ ہر ایک ملک اور قوم اور ہر ایک مذہب اور فرقے میں بیشمار آدمیوں کو خصوصاً سب وہ مرجاتے ہیں طرح طرح کی لیاقتوں اور طاقتوں سے موصوف کیا جاتا ہے۔ پس ان سب کا پرمان کس طرح سے دیا جانا ممکن ہے۔

پرشن دوم۔ آپ نے اکثر موقعوں پر ہندوستان کے رشیوں کا حوالہ دیا ہے ہندوستان میں پاتنجلی منی مشہور جوگی ہوئے ہیں اور اونھوں نے جوگ شاستر رچا ہے اُن کا پرمان دینا مناسب ہے۔

اُتر۔ پاتنجلی منی نے سنسکرت زبان میں جو اُنکے وقت میں عام طور پر مروج تھی جوگ شاستر رچا ہے وہ زبان اب بہت پُرانی ہو گئی ہے اور عام طور پر مروج نہیں ہے اور بھوتی لفظی بحث کرنے والوں نے وقتاً فوقتاً اپنی باتوں کو سدھ کرنے کے لئے ایک ایک لفظ کے بیس بیس طرح اور ایک دوسرے کے متضاد ارتھ یعنی معنی بیان کئے ہیں مثلاً آتما کے معنے کہیں چیتن شکتی کے لئے گئے ہیں اور کہیں جڑ شکتی کے بھی لئے گئے ہیں۔ یا ہے گئے ہیں۔ پس نقلی پرمان کی جگہ مطلب بیان کرنا زیادہ مفید ہے جس کے بیان کرنے سے پہلے

یہ تبلانا ضروری ہے کہ پاتنجلی منی نے جوگ شاستر لکھنے سے پہلے جوگ ابھیاس کے سادہن کرکے اِس علم کو معلوم کیا تھا اور وہ سادہن وہی قدرتی سادہن ہیں جنکا مختصر طور پر اوپر ذکر ہوا ہے البتہ پاتنجلی منی نے اپنے زمانہ کی ودّیا اور دہرم بھاؤ کا اندازہ کرکے اُسوقت کے ادہکاریوں کے واسطے زیادہ واضح طور پر لکھا ہے اور مہرشی ویاس جی نے اُنکے سوتروں کی تشریح لکھکر انکو اور بھی زیادہ مشہور اور مفید بنا دیا ہے۔

پاتنجلی سوتر سار یعنی پاتنجلی جی کے جوگ شاستر کا خلاصہ مطلب

جوگ شاستر چار حصوں پر منقسم ہے اوّل سمادہی پاد جسمیں مختلف قسم کی سمادہیوں کا ذکر ہے اور جس میں پچاس سوتر یعنی فقرے ہیں دوم سادہن پاد جسمیں عملی طریقے ابھیاس کے مندرج ہیں اور جسمیں اٹھاون سوتر ہیں سوم وبھوتی پاد جسمیں سدہیوں یعنی غیر معمولی طاقتوں کے حاصل ہونے کا ذکر ہے اور جسمیں باون سوتر ہیں چہارم کیول پاد جسمیں موکش یعنے نجات کا ذکر ہے اور جسمیں چونتیس سوتر ہیں۔ جوگ سے چت کی برتیوں کے روکنے کی مراد ہے یعنے چت کی برتیوں کو بُرے سنسکار اور بُرے کرموں سے ہٹاکر۔ شبھ سنسکار و شبھ کرموں میں استھر کرنے اور اُسکے پنچات سنکلپوں سے رہت ہونے اور پرماتما کے سمیپ یعنے نزدیک پہونچنے کو جوگ کہتے ہیں۔

چت کی تمام برتیوں کو پانچ قسموں پر منقسم کرکے پاتنجلی جی کہتے ہیں کہ سارے کلیش جو نو قسموں پر منقسم کئے ہیں ان برتیوں کے روکنے سے دور ہوجاتے ہیں۔

پاتنجلی جی نے جیسے کہ ہر ایک مصنف کتاب کا دستور ہوتا ہے سب قسم کے ادہکاریوں کے واسطے ہدایات لکھی ہیں۔

اول اوتم ادہکاری اوتم ادہکاری اسکو سمجھنا چاہئے جسکے سنسکار اور کرم دونوں اچھے ہوں اسکو عالم باعمل مہاتماؤں کے پاس جاکر وتیرک یعنی بحث و مباحثہ کرنا چاہئے یہ پہلی سمادہی ہے پھر ایکانت میں بیٹھکر اس بحث کے متعلق وچار یعنی غور و فکر کرنا چاہئے یہ دوسری سمادہی ہے جب وچار میں آنند پراپت ہونے لگے تو تیسرے درجہ کی سمادہی سمجھنی چاہئے۔ جب ساتوک بدہی کے ذریعہ آنند کے چشمہ آتما تک رسائی ہوئی ہو اسکو چوتھے درجہ کی سمادہی کہا ہے۔ یہ چاروں سوکلپ سمادہی کہی گئی ہیں اور چاروں کا نام اسمپرگیات جوگ رکھا ہے کیونکہ یہ بذریعہ اندریوں۔ من اور بدہی کے حاصل ہوتی ہیں اس کے بعد نروکلپ سمادہیوں کے طریقے اور آنند کا بیان ہے۔ جن کا نام سمپرگیات یوگ رکھا ہے۔

دوئم مدہیم ادہکاری مدہیم ادہکاری اُس کو سمجھنا چاہئے جس کے سنسکار دُشٹ ہوں مگر کرم اچھے ہوں اسکو پہلے سنسکار درست کرنے چاہئیں۔ جنکے اوپاؤ حسب ذیل ہیں۔

(۱) نشکام کرموں کا کرنا یعنے اپنی خواہش یا خود غرضی کو چھوڑکر دنیا کے فایدے کے واسطے کام کرنا۔ یا پرماتما کی استتی پرارتھنا اور اوپاسنا میں مصروف رہنا۔

(۲) تپ۔ النکار روپی کتھا میں تپ کی وِدیا کیا اس طرح سے کی گئی ہے کہ دنیا کو ایک سڑک سمجھو۔ جس کے شمال میں یعنی اُتر کی طرف سورگ ہے۔ اور جنوب میں یعنے نیچے کی طرف نرک ہے۔ انسان کا جسم مثل ایک رتھ کے سمجھو جس میں اندریاں

روپی گھوڑے لگے ہوئے ہیں من روپی سارتھی یقین کو جوان ہے۔ آتما روپی راجا اس کے اندر بیٹھا ہے اور بدھی روپی منتری اس کے احکام کو من تک پہونچاتا ہے۔ سڑک کے دونوں طرف طرح طرح کی دلکش چیزیں دکھلائی دیتی ہیں اور خوفناک جھاڑیاں اور غار بھی ہیں من انکے دیکھنے میں بار بار متوجہ ہوتا ہے اور بجائے اسکے کہ گھوڑوں پر پوری نگرانی کرکے ٹھیک ٹھیک چلاوے انکی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے۔ اور رتھ کی کھڑکھڑاہٹ میں بدھی کی آواز نہیں سنتا ہے۔ گھوڑے بجائے اوپر کی طرف چلنے کے جنہیں انکو تکلیف اور محنت ہوتی ہے بار بار نیچے کی طرف پھر جاتے ہیں اور دوڑنے لگتے ہیں اور بے راستہ چلکر رتھ کے پرزوں کو بگاڑ دیتے ہیں۔ تپ سے یہ مراد ہے کہ گھوڑوں اور سارتھی کو ٹھیک ٹھیک نیم میں رکھکر حسب ضرورت کبھی جلدی کبھی آہستہ چلایا جاوے اور رتھ کے سارے پرزوں کو معاینہ کیا جاوے جب کوئی پرزہ ذرہ بھی خراب ہو اسی وقت اس کی مرمت کی جاوے اور راستہ میں خواہ کیسی ہی دلکش چیزیں دکھلائی دیں ادہر دہیان نہ دیا جاوے اور خواہ کیسی ہی مشکلات عاید ہوں اونکا مقابلہ دلیری۔ اور مستقل مزاجی سے کیا جاوے بار بار کسی خاص لفظ اوم وغیرہ کا ورد کرنے اور اس طرح سے من کو روکنے کو بھی تپ کہتے ہیں۔ گوشہ تنہائی میں بیٹھکر اندریوں کے روکنے کو بھی تپ کہتے ہیں۔ جسمانی جذبوں کے روکنے کے واسطے فاقہ کشی یا پنچ اگنی وغیرہ کے تپنے کو بھی تپ کہتے ہیں۔ تپ کے ذریعہ دُشٹ سنکلپوں کا بیج وگدہ ہو جانا کہا گیا ہے۔

سوم۔ کنشٹ ادہکاری کنشٹ ادہکاری اسکو سمجھنا چاہئے جسکے خیالات بھی خراب ہوں اور افعال بھی اسکو چاہئے۔ کہ سرب ویاپک پرماتما کو حاضر و ناظر سمجھکر برے کام کرنے سے ڈرتا رہے اور اسی طرح سے پرماتما کو انترجامی سمجھکر برے کام کا سنکلپ بھی دل میں نہ لاوے۔ اگر نِکار پرماتما کو دہیان میں نہ لاسکے تو جو چیز اتینت پریہ ہو اسپر دہیان جمانا چاہئے۔

چہارم۔ اتینت کنشٹ ادہکاری اتینت کنشٹ ادہکاری اسکو سمجھنا چاہئے جسکے سنسکار بھی خراب ہوں اور کرم بھی اور انہیں اسقدر موہ ہوگیا یا عادت پڑگئی ہو کہ انکو چھوڑنے کی خواہش یا ہمت بھی نہ ہو لیکن جوگ ابھیاس کا شوق ہو۔ اسکے واسطے اشٹانگ جوگ ہے۔

اشٹانگ جوگ کی تفصیل اشٹانگ جوگ سے خاص خاص سادہنوں کی مراد ہے جن میں سے ایک ایک ایسا سادہن ہے۔ جسپر ٹھیک طرح عمل کرنے سے بری سے بری حالت اچھی حالت میں تبدیل ہوتی ممکن ہے۔ وہ آٹھ سادہن یہ ہیں (۱) یم (۲) نیم (۳) آسن (۴) پرانایام (۵) پرتی ہار (۶) دہارنا (۷) دہیان (۸) سمادہی۔ ان آٹھوں کی مختصر دیا گیا اس طرح سے ہے۔

(۱) یم۔ لفظ یم کے معنی روکنے کے ہیں اصطلاح میں مفصلہ ذیل پانچ اخلاقی اصولوں سے مراد ہے۔ اہنسا۔ ست۔ استیے۔ برہمچرج۔ اپری گرہ اہنسا سے یہ مراد ہے کہ کسی جیو کو تکلیف نہ دی جاوے نہ دل میں تکلیف دینے کا ارادہ کیا جاوے۔ یہ اہنسا کئی قسم کی کہی گئی ہے اور اوسکو عمل میں لانے کے واسطے ہمیشہ عقل کو کام میں لانا چاہئے۔ مثلاً اگر خونی آدمی کو پھانسی دیجاوے یا اپنی حفاظت یا ملک کے فایدے کے واسطے کسی کی جان

تک بھی لے لی جاوے تو وہ ہنسا نہیں ہے اہنسا چھٹے دیا ایک روحانی صفت ہے جب
ہر وقت اسکی عمدہ طرح پر برتا جاتا ہے تو کسی جیو سے تکلیف نہیں پہونچ سکتی کیونکہ انسان کا
ودیت جو ہر وقت جسم سے نکلتا رہتا ہے اُسمیں انسان کے خیالات کا اثر آجاتا ہے رحمدل
آدمی کا ودیت جہانتک اسکا اثر پہونچے گا دوسرے جیون کو بھی رحیم بنا دیگا یہی وجہ ہے کہ
اکثر اس قسم کی روایت سنی جاتی ہے کہ کوئی مہاتما شیر یا سانپ وغیرہ کے مقابلہ میں آئے
مگر انکو کچھ گزند نہ پہونچا۔ سبب یہ ہے کہ انکے ودیت کے اثر سے وہ جانور بھی رحم کی صفت
سے موصوف ہو گئے ست سے یہ مراد ہے کہ جیسا من میں ہو ویسا ہی کہے کرے اور
مانے اعلے درجہ کا ست یہ ہے کہ جیسا آیندہ ہونے والا ہو اسکو وچار کر کے ویسا ہی کہے۔
ست بادی کا من صاف ہوکر اسمیں روشن ضمیری پیدا ہو جاتی ہے اور جو کام وہ کرتا ہے وہ عمدہ
طرح کامیابی سے انجام کو پہونچ جاتا ہے استیہ سے مراد کسی چیز کو بغیر اسکے مالک کی آگیا کے
نہ لینا۔ نہ لینے کا ارادہ ہی کرنا ہے ایسی پرتگیا سے اسکو ہر ایک چیز جتہا جوگ پراپت ہوتی
رہتی ہے۔

برہمچرج سے مراد ویرج کی رکھشا اور ودیا کا پڑھنا ہے۔ اسکا پھل یہ ہے کہ شریر آروگ
اور بدھی نرمل ہوکر ہمیشہ آنند پراپت ہوتا رہتا ہے۔ اپری گرہ سے مراد یہ ہے کہ باوجود سامرتھ
کے ضرورت سے زیادہ چیزوں کو جمع نہ کرنا اور رجت اندری رہنا اس سادھن کے عرصہ تک ٹھیک
استعمال سے جنم جنانتر کے حال معلوم ہونے لگتے ہیں (۲) نیم۔ یہ بھی پانچ ہیں شوچ سنتوش
تپ۔ سوادھیائے۔ ایشر پرنی دہان شوچ سے مراد صفائی کی ہے۔ جب روزمرہ جسم کو صاف
رکھنے پر بھی باہر اندر ملینتا بھری رہتی ہے تب اوروں کے جسم میں بھی ایسا ہی حال ہونے کا
یقین ہوتا ہے اور اسوجہ سے دوسروں کے جسم سے سپرش کرنے کو دل نہیں کرتا اور علیحدگی
میں رہنا پسند آتا ہے جس کے سبب من میں ایک خاص آنند اور یکسوئی حاصل ہوتی
ہے۔

سنتوش سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کی طرف رُچی ہو اس کے واسطے مناسب کوشش
کی جاوے پھر بھی اگر وہ حاصل نہ ہو تو صبر کیا جاوے۔ جو سکھ دھن آدمی سے ملتا ہے اُس سے
بہت زیادہ سکھ سنتوش سے پراپت ہو جاتا ہے اسی وجہ سے اکثر مہاتماؤں نے سنتوش
کو ہوکش کے سکھ کی برابر کہا ہے۔ ایک کوئی کا واک ہے۔
گئو دھن گج دھن باج دھن اور رتن دھن کان ۔ جب آوے سنتوش دھن سب دھن دھول سمان

مہاراج بھرتری جیکا اخلاص | روایت ہے کہ بھرتری جی فقیرانہ حالت میں کسی جنگل میں بیٹھے تھے
اس طرف کسی راجہ کی سواری آئی۔ راجہ کے نوکروں نے بھرتری جی سے کہا کہ راجہ جی کی سواری
آتی ہے تم ادھر سے ہٹ جاؤ بھرتری جی نے کہا کہ ہم راجہ ہیں راجہ کو کہو کہ وہ دوسری طرف
کو چلا جاوے۔ راجہ نے یہ بات سُن لی بعد بھرتری جی سے پوچھنے لگا کہ تم کس طرح سے مہاراجہ
ہو۔ بھرتری جی نے کہا کہ تم کس طرح سے راجہ ہو۔ راجہ نے جواب دیا کہ میرے پاس بیشمار
فوج ہے۔ بھرتری جی نے پوچھا کہ فوج کس مطلب کے واسطے ہے راجہ نے جواب دیا
دشمنوں کو ڈنڈ دینے اور فتح کرنے کے واسطے۔ بھرتری جی نے کہا کہ ہم اس واسطے

مہاراجہ ہیں کہ ہمارا کوئی دشمن ہی نہیں اور اس واسطے فوج رکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ راجہ نے کہا کہ میرے پاس بیشمار روپیہ اور خزانہ ہے جسکے ذریعہ جس چیز کی خواہش ہو فوراً حاصل ہو سکتی ہے بھرتری جی نے کہا کہ تم روپیہ وغیرہ سے جس چیز کو دل چاہے حاصل کر سکتے ہو اور ہم کسی چیز کی خواہش ہی نہیں رکھتے اور اسوجہ سے دھن آدمی کے حاصل کرنے اور رکھشا کرنے کی تکلیف سے بھی بچے ہوئے ہیں اور اسی وجہ سے اگر تم اپنے تئیں راجہ سمجھتے ہو تو ہم مہاراجہ ہیں۔ تپ کی دیا کھیا پہلے لکھی گئی ہے۔

سوادھیائے سے ان کتابوں کے پڑھنے یا وظیفہ کے ورد کرنے سے مراد ہے جنکے ذریعہ اپنی ہستی معلوم ہو کر سچی خوشی حاصل ہو سکے۔ جو شخص عالم ہوں۔ وہ روحانی علوم کی کتابیں پڑھیں اور جو علوم سے بے بہرہ ہوں وہ پرماتما کا نام جپیں دراصل انسان کے اندر سچے علم کا چشمہ موجود ہے۔ مگر ایک تنگ و تاریک جنگل سے گذر کر اس چشمہ آب حیات پر پہونچنا ہوتا ہے۔ عالم آدمی علم کا چراغ لے کر وہ راستہ آرام سے طے کر سکتا ہے گو چراغ کی روشنی میں کئی دل کو لبھانے والی چیزیں دیکھنے کے سبب اصل چشمہ تک پہونچنے سے محرومی رہجانی بھی ممکن ہے۔ یعنی عالم آدمی کی طرح طرح سے خاطریں ہوتی ہیں۔ اس آرام اور مان بڑائی کی کیچڑ میں اکثر عالم آدمی پھنس جاتے ہیں نام کا جاپ بطور اندھے کی لاٹھی کے ہے۔ کہ کھٹ کھٹاتا ہوا آہستہ آہستہ چلا جاتا ہے منزل پر پہونچنے پر دونو کو ایک جیسا فایدہ حاصل ہوتا ہے۔

جوگ سادھنوں میں سوادھیائے ایک اعلے درجہ کا سادھن سمجھا گیا ہے۔ ویاس جی اپنے بھاشیہ یعنے جوگ شاستر کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ اس سادھن کرنے والے کے پاس دیوتا اور سدھ اور رشی لوگ جو انترکش لوک میں وچرتے ہیں درشن کرنے آتے ہیں اور اس کے نیک کاموں اور مقصدوں میں اکثر سہائتا کرتے ہیں سوادھیائے سے مراد اپنے آپ آنیوالی ودیا کا ہے یعنے انوبھو کا کھل جانا۔ ایک کوڑی کا واکت ہے وید کیتب ''سمرتی سبھی ہیں گیجن کا ڈھیر۔ انوبھو پارس کی کنی جمیں لاکھ سمیر۔ ایشر پرنی دہاں سے مراد یہ ہے کہ پرماتما کو اپنا مالک سمجھکر بغیر اسکے کسی پر بھروسہ نہ کرنا۔ اس سادھن سے پرماتما ہر وقت سہائیک رہتے ہیں اور انکی سہائتا کے سبب ساری مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔

تیسرا سادھن اشٹانگ یوگ کا آسن ہے۔ پاتنجلی کہتے ہیں کہ جس نشست سے آرام معلوم ہو بیٹھنا چاہیے۔ لیکن جس نشست سے عرصہ تک آدمی بیٹھتا ہے اس میں ہی آرام معلوم ہونے لگتا ہے۔ عموماً سدھ آسن سے بیٹھنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ جسقدر درڑھ آسن ہوتا ہے اسیقدر یوگ سادھن میں سہولت ہوتی ہے چوتھا سادھن پرانایام ہے۔ جسطرح اگنی میں سونا ڈالنے سے اسکا میل ہٹ دور ہوجاتا ہے اسی طرح سے پرانایام کے ذریعہ سے اندریوں کے دوش دور ہو جاتے ہیں من استھر ہوجاتا ہے اور گیان کی پراپتی ہو جاتی ہے۔ پرتی ہار چوتھا سادھن ہے پرتی ہار کے لفظی معنی اُلٹی خوراک کے ہیں۔ کانوں کی خوراک یعنے وشئے سننا اور آنکھوں کی خوراک دیکھنا ہے۔ اس معمولی خوراک سے ہٹا کر کانوں کو اندر کے شبد سننے میں اور آنکھوں کو اندر کی روشنی دیکھنے میں لگانا چاہیے یعنے کانوں سے انا ہد شبد سننا اور آنکھوں سے جوت نرنجن کا دھیان کرنا چاہیے۔ یہ سادھن سب سے عمدہ اور ضروری ہے۔ اسی کو دنیا بھر کے مہاتما عمل میں لاتے ہیں فارسی میں کہا ہے۔ ''گوش بند و لب ببند و چشم بند'' مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف آنکھ بند کر لو بلکہ باہر کے

نظارے بھول جاؤ اور انتر کے نظارے دیکھو اس طرح یہ دونو اندریاں رک جاتی ہیں اندریوں
کے رکنے سے من بھی رکنے لگتا ہے۔
دہارنا سے مراد ہے ہردے مستک وغیرہ استھان میں چت کو لگانا اور اس جگہ جوت برہمن
ارتھات پرکاش روپ آتما کا انوبھو کرنا۔
بار بار اسطرح کرنے کو اور اس استھان میں چت کو استھر کرنے کو دہیان کہتے ہیں۔
جب اچھی طرح چت استھر ہونے لگے اور آتما کے آنند میں مگن ہو کر اسمیں محو ہو جاوے
اسکو سمادہی کہتے ہیں۔ اس اوستھا کو پراپت ہو کر انتہ کرن شدھ ہو جاتا ہے۔ سنکلپ
خصوصاً دشٹ سنکلپ نشٹ ہو جاتے ہیں بدھی ساتوک ہو جاتی ہے اور سچے گیان کے
سننے اور سمجھنے کا ادہکار ہو جاتا ہے جسکا ذکر اگلے حصہ میں کیا جاویگا۔

ست اپدیش و مددگار

سادہارن دہرم ٹریکٹ کی طرح پندرہ روزہ پرچہ ست اپدیش و ماہواری رسالہ مددگار ملک کے لیئے نہایت نہایت
مفید رسالے ہیں اسواسطے کتاب ہذا کے پڑہنے والوں کو یہ دونوں رسالے شانتی آشرم آفس لاہور سے
ضرور منگوانے چاہئیں اور کتاب ہذا اور ان رسالوں کی اشاعت کا بڑہانا ملک کی سچی بہتری اور بڑے پن کا
کام ہے۔ اسواسطے ناظرین میں سے ہر ایک صاحب سے التماس ہے کہ وہ ان رسالوں اور کتاب ہذا کی
اشاعت بڑہانے کے لیئے کم سے کم ہم کو ایسے شخصوں کے نام اور پتے ضرور لکھکر ارسال کریں کہ جو دہرم
کی جچ رکہتے ہوں* تاکہ ہم اُن سے خط و کتابت کرکے اور اپنے رسالوں وغیرہ کے نمونے اونکے پاس بھیجکر
اونکو ست اپدیش وغیرہ کے خریدار بنانے کی کوشش کریں اس طرح ہم کو صرف ایک معمولی پوسٹ کارڈ یا خط
لکھکر ہر شخص بہت بڑی نیکی کما سکتا ہے اور بہت بڑے پراپکار کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ ہم ایسی امداد
کو نہایت شکر گذاری سے قبول کرینگے۔ منیجر شانتی آشرم آفس لاہور۔

* اور کسی قدر کوشش کرنے سے جنکے ہمارے رسالوں یا کتابوں کے خریدار بننے کی امید ہو

ودہوا آشرم

شانتی آشرم آفس لاہور کی طرف سے یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے بیواؤں کی امداد کے لیئے ودہوا آشرم کھولا
گیا ہے۔ جسمیں یکم مارچ ۱۹۰۵ء سے ڈاکٹری کی تعلیم کا بھی انتظام کر دیا گیا ہے۔ بیواؤں کا خرچ جنکے والی وارث
کریں۔ اون سے اونکی توفیق اور خوشی کے موافق لیا جاتا ہے اور جنکو کوئی خرچ نہ بھیجے اونکا خرچ آشرم کی طرف سے
دیا جاتا ہے۔ ودہوا آشرم کے اصول و مقاصد حسب ذیل ہیں۔

(۱) غریب و کمسیا اور قابل رحم اور دیگر قابل ہمدردی اور اپنی بہتری و ترقی کی خواہشمند بیواؤں کو پناہ
دینا اور انکی رہایش۔ خوراک پوشاک اور تعلیم اور تربیت کا انتظام کرنا اور ان کو علم و ہنر عقل اور حسن اخلاق
شائستہ اطوار اور دہرم سے آراستہ کرنا اور اُن کی دیگر جایز ضرورتوں کو پورا کرنا اور زندگی کی مشکلات میں
اُن کے لیئے ضروری مدد کا سامان بہم پہنچانا۔

(۲) ملک کی لڑکیوں اور استریوں کو علم و ہنر اور دہرم کی سکھشا دینے کے لیئے آشرم کی بیواؤں میں سے لایق
ادہیاپکا یعنی پڑہانے سکھلانے اور تربیت دینے والی اور اپدیشک استریاں پیدا کرنا۔

(۳) ضعیف اور عمر رسیدہ غریب بیوائیں کہ جن کی خدمت کرنے والا کوئی لڑکا لڑکی وغیرہ نہ ہو اون کی خدمت
اور مدد کیلیئے مناسب طریق اور وسایل سے ضروری سامان بہم پہنچانا۔ (دیکھو بقیہ صفحہ ۱۱۳)

جلد دوم حصہ سوم

گیان یعنی علم معرفت

گیان کی دیاکھیا یعنے تشریح

گیان ایک سنسکرت لفظ ہے جس کے معنے جاننے کے ہیں۔ اصطلاح میں گیان سے یہ مراد ہے کہ اپنی ہستی اور دنیا کی ساری کائنات کو جیسی وہ ہے اچھی طرح جان لیا جاوے اور اس سے ٹھیک ٹھیک کام لیا جاوے۔

گیان حاصل ہونیکی علامات

جب جوگ ابھیاس کے ذریعہ مل، وکشیپ اور آورن۔ یعنے جسمانی امراض اور گناہوں کا زور اور من کی چنچلتا اور بدھی کا اودیا (دبی) جہالت کا پردہ دور ہو جاتے ہیں۔ تب جیو آتما کی چمتکار روپ شکتی کا انوبھو ہونے لگتا ہے۔ جسکی پہلی علامت یہ ہے کہ دویہ شکتی یعنی نیک و بد ست اور است وغیرہ میں تمیز کرنیکی طاقت پیدا ہو جاتی ہے ہندوستان کے رشیوں نے اس درجہ پر پہونچکر معلوم کیا ہے کہ جیو آتما پر پانچ کوش یعنی غلاف ہیں اور چار اسکی اوستھا ہیں مگر وہ ان سب سے علیحدہ ہے۔ پانچ غلاف حسب ذیل کہے جاتے ہیں۔

کوشوں کی دیاکھیا

(۱) ان مے کوش جو سے لیکر استی پر یت کا سمدائے پرتھوی سے ہے

(۲) پران مے کوش۔ جسمیں پران جو بھیتر سے باہر جاتا ہے اپان جو باہر سے بھیتر جاتا ہے سمان جو ناف میں استھت ہو کر سارے جسم میں رس پہونچاتا ہے اُدان جس سے خوراک اور پانی اندر منھ کے ذریعہ کھینچا جاتا ہے ویان جس سے جسم میں ساری حرکتیں کیجاتی ہیں۔

(۳) منومے کوش۔ جسمیں من کے ساتھ اہنکار اور پانچ کرم اندریاں ہیں۔

(۴) وگیان مے کوش۔ جسمیں بدھی چت اور پانچ گیان اندریاں ہیں جن سے جیو آتما گیان آدی دیوہار کرتا ہے۔

(۵) آنند مے کوش۔ جسمیں پریتی۔ پرسنتا۔ کم آنند۔ زیادہ آنند اور آدھار کارن روپ پرکرتی ہے یہ پانچ کوش ہیں۔ جنکے ذریعہ جیو آتما سب قسم کے کرم اُپاسنا اور گیان آدی دیوہار کرتا ہے۔

اوستھاؤں کی دیاکھیا چار پرکار کی اوستھا یعنی حالتیں کہی گئی ہیں۔

(۱) جاگرت اوستھا یعنی حالت بیداری۔ اسمیں جیو آتما اندریوں میں ویشیش پرویش کرکے سارے بیرونی دیوہار کرتا ہے۔

(۲) سپن اوستھا یعنی حالت خواب اس میں اندریاں شانت ہوجاتی ہیں اور جیو آتما کا ویشیش پرویش من میں ہوتا ہے۔

(۳) سکھوپتی اوستھا یعنی حالت گہری نیند یا بیہوشی۔ اسمیں اندریاں اور من دونو شانت ہوجاتے ہیں اور جیو آتما کا ویشیش پرویش اہنکار روپی بدھی میں ہوتا ہے جسکی وجہ سے جاگنے پر کہا جاتا ہے کہ بڑی گہری نیند آئی اور اسمیں سکھ ملا۔

(۴) تریا اوستھا یعنی حالت انبساط۔ یہ حالت صرف یوگ کی سمادہی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اسمیں جیو آتما۔ اندریوں۔ من۔ بدہی۔ اور اہنکار سے رہت ہوکر اپنے سبھاوک گنوں کے ذریعہ آنند میں رہتا ہے ان سب اوستھاؤں سے بھی جیو آتما پرتھک یعنی علیحدہ ہے۔ البتہ انکا پریرک انکا ساکشی اور انکا کرتا بھوگتا ہے۔

وویک کے ذریعہ گیان وان کو معلوم ہوجاتا ہے کہ پاپ آچرن دکھ کا مول کارن یعنی اصلی سبب ہے اور دہرم آچرن سکھ کا مول کارن ہے پس وہ ہمیشہ دہرم آچرن میں ہی پرورت رہتا ہے جسکے سبب سچا ویراگ اوتپن ہوتا ہے۔

ویراگ کی دیا کھیا جملہ دنیاوی چیزوں کو است سمجھکر انمیں دل بستگی نہ کرنا اور است شریر من اندریوں وغیرہ کے ذریعہ ست سروپ پرماتما کی پراپتی کا جتن کرنا۔ سرشٹی کی ساری چیزوں سے ان کے گن کرم اور سبھاو جانکر ٹھیک ٹھیک کام لینا اور پروپکار کو فرض اعلےٰ سمجھنا ویراگ کہلاتا ہے۔

سچے اُپدیش کی پراپتی اسطرح سے وویک اور ویراگ کے سادہن کرنے سے گیانوان کو ذرا ذرا سی باتوں سے اُپدیش ملنے لگتا ہے اور جیسے جیسے اس اُپدیش کی قدر کی جاتی ہے اور سچے دل سے تعمیل کی جاتی ہے ویسے ویسے ادہک گیان کی پراپتی ہوتی جاتی ہے۔

دتاتریہ جی کا ذکر پراچین سمے میں دتاتریہ جی ایک مشہور سنیاسی ہوئے ہیں۔ روایت ہے کہ انہوں نے چوبیس گرو دہارن کئے جسکا مطلب یہ ہے کہ جہاں جہاں اور جس جس ذریعہ سے انکو گیان کا اُپدیش ہوا اُسکو فوراً قبول اور اختیار کیا ایک دفعہ دتاتریہ جی بازار میں گذر رہے تھے راجہ کی سواری بڑی دہوم دہام سے آئی سارے آدمی اسکے دیکھنے میں متوجہ ہوگئے لیکن ایک تیر بنانے والا اپنے کام میں اسقدر محو تھا کہ اسکو راجہ کی سواری اور ساری دہوم دہام کی خبر بھی نہیں ہوئی دتاتریہ جی نے اسکو گرو دہارن کیا اور اس سے یہ سکھشا حاصل کی کہ اسی طرح دہارمک پرشوں کو پرماتما کے دہیان میں اس قدر محو ہونا چاہیے کہ دنیا کی دہوم دہام کی ان کو خبر تک بھی نہ ہو۔

اسی طرح سے جیو آتما کی چیتن روپ شکتی سے انتر میں بھی ہدایات ملنے لگتی ہیں اُن ہدایات کو نہایت متبرک سمجھکر بلا چون وچرا فوراً انکی تعمیل کرنی مناسب ہے اگر ان ہدایات کی تعمیل نہیں کی جاتی تو آئندہ کے واسطے انکا ملنا بند ہوجاتا ہے یہ ہدایات ہر حالت میں مفید ہی ہوتی ہیں گو کبھی کبھی انکا فائدہ فوراً سمجھ میں نہ آسکے۔

یہی ہدایات ہیں جنکو شبد۔ ناد۔ آواز غیب۔ شرتی۔ حدیث۔ الہام۔ وغیرہ ناموں سے منسوب کیا جاتا ہے۔

چیتن جی کا ذکر یہ مہاتما بنگال دیش میں بھگتی پھیلانے میں مشہور ہوئے ہیں کچھ عرصہ اصلاح کرنے کے بعد چیتن جی کو مذکورہ بالا انتر کی روشنی کے ذریعہ ہدایت ہوئی کہ وہ گرہست دہرم کو چھوڑ کر سنیاس دہارن کریں چیتن جی موصوف کو اپنی ماتا سے بہت پریتی تھی پھر بھی انہوں نے اپنی ماتا اور دیگر رشتہ داروں کی محبت اور گرہست کے سُکھوں سے منہ موڑ کر فوراً سنیاس دہارن کر لیا تھوڑے عرصہ میں انکو ثابت بھی ہو گیا کہ سنیاس دہرم میں وہ اپنے تئیں اور دنیا کو زیادہ فایدہ پہونچا سکتے تھے کیونکہ اِس آشرم میں جانے سے انکو ماتا آدی رشتہ داروں کا کچھ فکر یا ذمہ داری اور موہ نہ رہا اور وہ اپنا سارا وقت دہرم کے سوکشم بھاؤ اور باریک مسئلوں کے معلوم کرنے اور پھیلانے میں لگا سکے جسکے سبب بے شمار پاپی منش دہارمک بن گئے اور سنسار ساگر سے تر گئے۔

مذکورہ بالا متبرک روشنی کے درشن ہونے پر اکثر گیاوان مہاتما تو اسکے دیدار سے سیر ہو جاتے ہیں اور آنند میں ایسے مگن ہو جاتے ہیں کہ بیرونی دنیا کے سارے تعلقات سے کنارہ کشی اور فراموشی اختیار کر لیتے ہیں اور کچھوے کی طرح اپنی ساری طاقتوں کو چھپا کر شل گونگے کے گوڑ کے اپنے آنند کا مزہ چکھتے رہتے ہیں دنیا کے لوگ انکو دیوانہ سمجھنے لگتے ہیں اور وہ دنیا کے لوگوں کو دیوانہ اور بیوقوف سمجھکر افسوس کرتے ہیں۔ وہ دل میں ہنستے رہتے ہیں کہ سنسارک منش سکھ کی چاہنا رکھتے ہوئے کرم ایسے کرتے ہیں جن سے دکھ پراپت ہو سچا سکھ انکے انتر میں ہے مگر وہ اسکی تلاش باہر میں کرتے پھرتے ہیں اور جسطرح سے ہرن کے اندر کستوری ہوتی ہے اور جب ہوا میں اسکی خوشبو پھیلتی ہے تو ہرن اسکو باہر سمجھکر کوسوں بھاگتا پھرتا ہے۔ وہ لوگ بھی اپنے اندر کے خزانوں کو چھوڑ کر سنسار کے اگھور اندھکار ویرانوں میں دوڑتے پھرتے ہیں اور اگر کوئی مہاتما دیا کر کے انکی غلطی سے انکو آگاہ کرنا چاہتے ہیں تو وہ انسے جھگڑا کرنے لگتے ہیں اور طرح طرح سے انکو بدنام کر کے تکالیف پہونچانا چاہتے ہیں عام مہاتما تو یہ دیکھکر خاموشی کو پسند کرتے ہیں اور اپنے آنند میں مگن ہی رہتے ہیں مگر جنکو پرماتما کی طرف سے پریرنا ہوتی ہے وہ باوجود ہزاروں تکالیف اور مخالفت کے اپنے مہان سکھ کو چھوڑ کر بھی اوپدیش کرنا شروع کر دیتے ہیں اور ان گمراہوں کے اودہار کے واسطے مذکورہ بالا انتر کی روشنی سے ہدایت طلب کرتے ہیں۔

چنانچہ اسی متبرک روشنی سے ہدایت لینے کے واسطے مہاراجہ رام چندر جی بھی ہر روز صبح کے وقت ایکانت میں بیٹھا کرتے تھے اور اسوقت کسی شخص کو یہاں تک کہ اپنے پیارے بھائی لچھمن جی کو بھی اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اور جب ایک دفعہ اشد ضرورت کی وجہ سے لچھمن جی اس موقع پر انکے پاس گئے تو رام چندر جی از حد ناراض ہو گئے۔

اسی روشنی کے حاصل کرنے کے واسطے ساکھی منی گوتم جی نے راج چھوڑ کر چھ برس تک تپ کیا اور اسکی ہدایت کے موافق بودھ مت کو ظاہر کیا۔

اسی روشنی کے دیدار کے واسطے اور اس سے ہدایت لینے کو حضرت موسیٰ کوہ طور پر جایا

کرتے تھے۔

اسی روشنی کو حاصل کرنے اور اُس سے ہدایت طلب کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ اپنے مت چلانے سے پہلے چالیس روز تک جنگل میں رہے۔

یہی روشنی ہے جس کے واسطے حضرت محمد صاحب نہایت تکلیف اور نفس کشی کے ساتھ شہر مکہ سے غاروں میں چلے کھینچا کرتے تھے اور اسی روشنی کے ذریعہ ان کو وحی نازل ہوا کرتی تھی۔

یہی روشنی ہے جسکے ذریعہ زردشت نے آتش پرست مذہب کی بنیاد ڈالی۔

پنجاب کے مشہور ریفارمر گورو نانک صاحب اور انکے جانشینان بھی رات کے پچھلے پہر سے دن کے پہلے پہر تک میں بہت سا حصہ وقت کا اسی متبرک روشنی کے درشن کرنے اور اس سے ہدایت لینے میں صرف کیا کرتے تھے اور اسی کے موافق دہرم کا پرچار کیا کرتے تھے۔

شنکا۔ اگر مذکورہ بالا روشنی کے ذریعہ ست پرکاش ہوتا ہے اور مختلف اصحاب مذکورہ بالا کو ہوا تب بتلائے کہ ان سب کے مذاہب میں ست ہی ہے یا کچھ است بھی اور اگر ست ہی ہے تو باہم دیگر اختلاف کیوں؟

سمادہان۔ اس شنکا کے جواب سننے سے پہلے یہ سمجھنا ضرور ہے کہ ست اور است کا کیا سروپ ہے۔

ست اور است کا سروپ

ست وہ ہے جو کبھی تبدیل نہو یعنی بھوت بھوشت برتمان یا گذشتہ آیندہ اور موجودہ زمانہ میں ایک ہی طرح رہے اور وہ صرف مذکورہ بالا چمکتا روپ شکتی ہے جس کو چیتن شکتی بھی کہتے ہیں اور اسکے کئی درجے ہیں مثلاً جسم کے نیچے مقامات میں اسکو دیوتا کہا ہے۔ ہر ایک حصہ جسم کے مختلف دیوتا ہیں جو اپنے حصہ میں سوتنترتا سے کام کر سکتے ہیں مگر اپنے سے بڑے حصہ سے بطور ماتحتی کے سنبندہ رکھتے ہیں۔ ان بیشمار دیوتاؤں کو نیم میں رکھنے والی شکتی کو جیو آتما کہتے ہیں جو سارے جسم میں دیاپک ہو کر اپنے حد اختیار میں ہر ایک کام کرنے کو سوتنتر ہے مگر جو کام ایک دفعہ کیا جاتا ہے اسکے پھل اچھے یا بُرے کو بھوگنے کے واسطے اپنے سے بڑی ایشری شکتی کے ماتحت ہے۔ یعنی ساری جیو آتما ایشر کے نیم کی پابند ہیں اور جو شکتی ان سب شکتیوں کو سہارا دے رہی ہے اور نیم میں رکھتی ہے اسکو پرماتما۔ پرمیشر اور برہم کہا جاتا ہے۔ دراصل شکتی ایک ہی ہے مگر بسبب مختلف کاموں کے مختلف نام رکھے گئے ہیں ہندوستان کے عوام الناس میں رام نام سے اس شکتی کو منسوب کر کے بطور ضرب المثل رام نام ست ہے کا فقرہ بولا جاتا ہے اور عموماً جب کوئی مر جاتا ہے تو اُسکی ارتھی کے ساتھ یہ فقرہ بارم بار بولا جاتا ہے۔ جس سے عقلمند اور کم عقل سب سمجھ جاتے ہیں۔ کہ مرتیو شریر است ہے اور ست کیول پرماتما ہے۔ اسی طرح سے اہل اسلام میں بھی ست سروپ پرماتما کو حق تعالے کہتے ہیں۔

است وہ ہے جو ہمیشہ ایک شکل سے دوسری شکل میں بتدیل ہوتا رہتا ہے جس کو اصطلاح میں پرکرتی اور جڑ شکتی بھی کہتے ہیں اور وہ استھول دیہہ یعنی جسم ہے جسکی سب سے سوکشم طاقت بدہی یعنی عقل ہے۔

مذکورہ بالا دو یعنی ست اور است یا چیتن اور جڑ شکتیاں سبھاؤ سے انادی ہیں انمیں سے ست شکتی تو ہمیشہ ایک ہی طرح رہتی ہے مگر جڑ شکتی پربھاؤ سے ہمیشہ بدلتی رہتی ہے۔

النکار یعنی استعارہ میں ست شکتی کو امرت۔ روپی چشمہ کہا گیا ہے جو چاروں طرف بابا روپی مٹی کی اونچی اونچی دیواروں سے گھرا ہوا ہے جوگ ابھیاس کے ذریعہ انسان اس چشمہ کو اپنے انتر ہیں انوبھو کرتا ہے اور سنجم روپی ڈول اور رسی کے ساتھ سنسارک منشوں کے اگیان روپی روگ کو ناش کرنیکے نمت اس چشمہ سے ساتوک بدہی روپ برتن میں امرت روپی جل بھر کر باہر لے آتا ہے اور دہرم کے پیاسے منش اُسکے پاس آکر اپنی پیاس بجھانے لگتے ہیں۔

مذکورہ بالا ظرف (یعنی ساتوک بدہی) جسقدر صاف اور بڑا ہوتا ہے اُسی قدر ست کا پرکاش اس میں زیادہ صاف اور زیادہ مقدار میں آتا ہے اور اسی اندازہ سے اس شخص کے اُپدیش میں زیادہ اثر اور فایدہ ہوتا ہے اور ہزاروں آدمی اسکی بات کو فوراً مان لیتے ہیں کیونکہ وہ اپنی تیزی عقل کے سبب مشکل سے مشکل بات کو عام فہم الفاظ میں سمجھا دیتا ہے۔ بعض آدمی اپنے نیچے بلینے اعتقاد کے موافق اسکو ہی پرمیشر یا بجائے پرمیشر سمجھنے لگتے ہیں غرضیکہ مذہب پھیلانے والے اصحاب کے اُپدیش میں انتری بھید یعنی اندرونی فرق تو عقل کے پیمانہ کے بموجب واقع ہوتا ہے۔ اور باہری بھید یعنی بیرونی فرق کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔

ساتوک بدہی کے ذریعہ جو ریفارمر کے ہردے میں ست کا پرکاش ہوتا ہے اُسکے ذریعہ صرف بطور بشارت یہ ہدایت ہوتی ہے کہ جس اصلاح کو وہ چاہتا ہے اُس میں ضرور کامیابی ہوگی۔ یہ بشارت اُس کے دل میں اسقدر ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ خواہ کیسی ہی مشکلات اور تکالیف عاید ہوں وہ بغیر گھبرانے کے خوشی خوشی انکو برداشت کرکے اپنا کام کئے جاتا ہے اور اس کام کے کرنے کے لئے اُسکو خاص خاص وسایل اور طریقے حسب حال زمانہ یعنی اُسوقت کے آدمیوں کے شاریرک۔ مانسک۔ آتمک۔ گرہست۔ ساماجک اور پارلوکک دہرم کی اُستعدادوں کا اندازہ کرکے سوچنے اور اختیار کرنے پڑتے ہیں ساتھ ہی اسکے پبلک اوپنین یعنی عام رائے سلطنت۔ آب و ہوا تعلیم وغیرہ کی حالت اور اثر کو بھی مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔

یہ وجوہات اختلاف مذاہب ایسی ہیں کہ ہمیشہ رہیں گی لیکن انکے رہتے ہوئے بھی ہر ایک سچا متلاشی اپنے مذہب یا جس مذہب کو وہ اچھا سمجھے اسکے اصول کی عملی طور پر پابندی کرنے سے دلی مراد حاصل کر سکتا ہے۔

نانا پرکار کے مت متانتر جو موجود ہیں یہ گویا سچے دہرم کی پراپتی کے واسطے گھاٹ بنے ہوئے ہیں جنمیں گذر کر مذکورہ بالا امرت روپی اندرونی چشمہ پر سہولت سے پہونچنا ممکن ہے۔ لیکن بجائے اُن گھاٹوں کے اندر جانے کے چاردیواری کے باہر کھڑے کھڑے یہ بحث و مباحثہ کیا جاوے کہ ہمارا گھاٹ اچھا ہے اور باقی سب خراب ہیں۔ تو کوئی فایدہ نہیں نکل سکتا اور اگر ایسے واچک گیانی اصحاب خودغرضی وغیرہ سے سچے دہرم کے اوپدیش کرنے والے کو تکلیف پہونچاتے ہیں تو پرماتما کے نیائے سے ڈنڈ کے بھاگی ہوتے ہیں کیونکہ سیکڑوں میں کوئی گیانی ان کی طرف رجوع ہوتا ہے ہزاروں رجوع کرنے والوں

ہیں کوئی ٹھیک ٹھیک جتن کرتا ہے اور لاکھوں جتن کرنے والوں میں کوئی جتھارتھ گیان کو پراپت ہوتا ہے اور کروڑوں گیانیوں میں کوئی گیان کا اوپدیش کرنے کو کھڑا ہوتا ہے پس ایسے پرماتما کے پیارے ورلا اوپدیش کرنے والے کو تکلیف پہونچانا یا تکلیف پہونچانے کا ارادہ کرنا گویا پرماتما کے برخلاف مخالفت کا جھنڈا کھڑا کرنا ہے جو کوئی منش ایسے مہاتما کا اپرادہ کرتا ہے وہ جیسے کہ گُنٹ کی بیماری والا تکلیف بھوگتا ہے اور اسکی تکلیف کا اثر اسکے سات پشت تک رہتا ہے۔ اسی طرح خود مع اپنی سات پشت تک اولاد کے نرک میں باسا کرتا ہے اور اگر وہ خاندان کا مکھیا ہوتا ہے تو سارے خاندان کو تکلیف ہوتی ہے اگر وہ قوم کا پیشوا ہوتا ہے تو ساری قوم کو نقصان پہونچتا ہے۔ اگر راجہ ہوتا ہے تو اسکا راج نشٹ ہو جاتا ہے۔ برخلاف اسکے جو کوئی ایسے مہاتما کا ستّھا جوگ اور کرتا ہے وہ مع اپنی سات پشت کے سورگ کا بھاگی ہوتا ہے اگر وہ خاندان کا مکھیا ہو تو اسکا سارا خاندان فائدہ اٹھاتا ہے۔ قوم کا پیشوا ہو تو ساری قوم ترقی کرتی ہے۔ راجا ہو تو اسکے راج میں بیشمار برکتیں نمودار ہونے لگتی ہیں اور جو کوئی ان مہاتما کے اوپدیش کی قدر کر کے اُس کے موافق عمل کرتا ہے وہ سچا گیان حاصل کر کے لوک اور پرلوک دونو کو سدھ کر لیتا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ منش۔ وہ خاندان کے مکھیا۔ وہ قوم کے رہنما اور وہ راجا جو سچے مہاتما کی پوری قدر کرتے ہیں اور اُنکے اوپدیش کے موافق عملدرآمد کرتے ہیں۔

شنکا دوم۔ آپ نے گیان پراپتی کے بڑے طول طویل طریقے بیان کیے ہیں۔ اور ویدویاس جی نے جنھوں نے ویدانت شاستر رچا ہے اور شنکر سوامی نے جنھوں نے ویدانت شاستر کا بھاشیہ یعنی تشریح کی ہے گیان پراپتی کے واسطے صرف ایک فقرہ جاننا کافی سمجھا ہے یعنی برہم ست اور جگت متھیا اور جیو اور برہم ایک ہیں اور میں برہم ہوں اسکو مہا واک اور سارے ویدوں کا سار کہا جاتا ہے۔ اسی کا اوپدیش بطور گورمنتر دیا جاتا ہے۔ کیا اس بات کے جاننے سے منش گیانوان نہیں ہو سکتا۔

سمادہان۔ اس فقرہ بلکہ چاروں ویدوں کو پڑھکر بھی گیانی ہونا ممکن نہیں تاوقتیکہ ویدوں کو پڑھکر اُنکے اندر جو ہدایات مندرج ہیں عرصہ دراز تک اُن پر عمل نہ کیا جاوے۔ صرف کتابی علم سے واچک گیانی ہو کر اپنے تئیں برہم سمجھا جاتا ہے جیسے کہ تھیٹر کے تماشہ میں راجہ اندر کا سوانگ بھر کر اپنے تئیں راجہ اندر ظاہر کیا جاتا ہے۔

رشیوں نے اسمپرگیات یوگ کی نروکلپ سمادھی کے ذریعہ جوتی سروپ پرماتما کا انوبھو کیا ہے جس سے اُنکو نتیجہ ہوا کہ اس جگت میں سار وستو جو استھول سے استھول اور سوکشم سے سوکشم ہے کیول برہم سروپ پرماتما ہی ہیں ان سے ہی سب چیزیں ہوئیں وہی ان سب کو سہارا دے رہے ہیں اور مہاپرلے کے سمے ان میں ہی سب چیزیں لے ہو جاویں گی اگر صرف ایک فقرہ کے جاننے سے ہی گیانی ہونا ممکن ہوتا تو بڑے بڑے رشی اور منیوں نے جو عرصہ دراز تک تپ گیان ستسنگ کیا۔ جوگ ابھیاس کیا وہ سب بے فائدہ تہا۔

سکھدیو منی کا ذکر — یہ مہاتما بادرائن رشی المعروف ویدویاس جی کے پتر ہوئے ہیں۔ لڑکپن سے دیر تک آدی لچھن ان میں موجود تھے۔ عرصہ تک تپ کرنے کے بعد

انہوں نے اپنے پتا سے روحانی علوم کی تحصیل حاصل کی لیکن انکو اصلی گیان کی پراپتی اور پوری تسلی نہیں ہوئی تب ویاس جی نے انکو راجہ جنک کے پاس اپدیش لینے کو بھیجا۔ راجہ جنک نے پہلے انکی کئی طرح آزمائش کی اور جب انکا انتہ کرن شدھ پایا۔ اور ان کے دل میں گیان پراپتی کی سچی خواہش دیکھی تب انکے ادھکار کے موافق اپدیش کرکے انکی تسلی کی۔ اگر صرف ایک فقرہ سے ہی گیانی بننا ممکن ہوتا تو بجائے اسقدر محنت اور کوشش کے وہ فقرہ ویاس جی لڑکپن کی حالت میں ہی سکھدیو جی کو بتلا سکتے تھے یا راجہ جنک بلا پریکشا کے انکے پہونچتے ہی فوراً بتلا دیتے۔

نارد جی کا ذکر اسی طرح سے چھاندوگیہ اوپنشد میں ایک اتہاس آتا ہے کہ نارد جی کو باوجود وید آدی شاستر پڑھنے کے سچے گیان کی پراپتی اور شانتی حاصل نہیں ہوئی۔ اس وجہ سے وہ جہاں کسی گیان وان پرش سے ملتے تھے۔ اُن سے گیان کی پراپتی کا جتن دریافت کرتے تھے۔ اور جب وہ معمولی کتابی ہدایات بتلاتا تھا تو نارد جی مایوسی کے ساتھ کہتے تھے کہ یہ ساری ہدایتیں تو انہوں نے کتابوں میں پڑھی ہیں۔ پرنتو اُن سے گیان اور اسکے ذریعہ پرم آنند پراپت نہیں ہوا۔ آخر مثل مشہور ہے کہ جوئندہ یابندہ۔ نارد جی کا ایک مرتبہ سنت کمار سے ملنا ہوا۔ اُن سے بھی نارد جی نے گیان کی پراپتی کا اوپائے پوچھا۔ سنت کمار جی عالم باعمل تھے۔ انہوں نے نارد جی سے پہلے یہ دریافت کیا کہ نارد جی نے کیا کیا ودیا پڑھی ہے تاکہ وہ اس سے ادہک ودیا کا اپدیش کریں نارد جی نے جواب دیا کہ انہوں نے چاروں وید یعنے رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید اور اتھرون وید پڑھا ہے۔ آیور ودیا آدی چاروں اوپ وید پڑھے ہیں۔ جوتش آدی چودہ ودیا پڑھی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ جواب سنکر سنت کمار جی نے مسکرا کر کہا کہ نارد جی جس پرماتما کا ذکر تم نے ان سب کتابوں میں پڑھا ہے۔ اسکو جوگ ابھیاس کے ذریعہ اپنے انتر میں دیکھو جو تب سچا گیان اور پرم آنند پراپت ہوگا۔ پھر جوگ ابھیاس کے عملی طریقے نارد جی جیسے شدھ انتہ کرن والے پرش کے ادھکار کے موافق انکو بتلائے۔ جنکے ذریعہ نارد جی کو گیان حاصل ہوا۔ شبہ کا سوم۔ پراچین اتہاسوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عالم باعمل مہاتماؤں نے آنا فاناً میں گیان سکھلا دیا ہے چنانچہ مشہور روایت کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

جڑ بھرت جی اور راجہ رہوگن کا ذکر روایت ہے کہ راجہ رہوگن پالکی میں سوار کسی جنگل میں جا رہا تھا۔ پالکی کا ایک کہار بیمار ہوگیا راجہ نے حکم دیا کہ اسکی جگہ دوسرا آدمی فوراً مہیا کیا جاوے اتفاقاً اس جنگل میں جڑ بھرت جی وچرتے تھے ملازمین راجہ نے انکو مضبوط اور قوی ہیکل دیکھکر بجائے بیمار کہار کے پالکی میں لگا دیا جڑ بھرت جی نے اسکو پراربدھ کا بھوگ سمجھکر کچھ عذر نہ کیا لیکن راستہ میں چیونٹی وغیرہ جانوروں کو تکلیف نہ پہونچنے کی خاطر دیکھ دیکھ آہستہ آہستہ قدم رکھتے تھے راجہ نے غصہ ہوکر ان سے آہستہ آہستہ چلنے کا سبب پوچھا جڑ بھرت جی نے دھرم بھاؤ کے ساتھ ایسی معقول وجوہات بیان کیں کہ راجہ کے دل پر بہت اثر ہوا اور وہ انکو گیان وان مہاتما سمجھکر پالکی سے اتر پڑا اُنکے قدم پکڑ لئے اور اپنا قصور معاف کراکر گیان کے اُپدیش کا خواستگار رہا۔ جڑ بھرت جی نے اس کو ایک

پل میں ایسا گیان کا اوپدیش کیا کہ راجہ پالکی اور اپنے ملازمین کو چھوڑکر اسی جنگل میں گیان کے آنند میں مگن ہوکر وچرنے لگا۔

راجہ جنک اور اشٹابکر کا ذکر

اسی طرح سے روایت ہے کہ راجہ جنک نے یہ خواہش ظاہر کی کہ کوئی اسکو ایک پل میں گیان کا اوپدیش کرے اکثر مہاتما لوگ اس خواہش کا پورا ہونا ناممکن سمجھتے تھے لیکن مہاتما اشٹابکر نے راجہ سے کہا کہ ہم تمہاری خواہش پوری کرینگے اسیقدر جلدی اوپدیش کردینگے جیسا کہ تم چاہتے ہو لیکن یہ بتلاؤ کہ تم اس اوپدیش کے عوض ہمکو کیا دوگے راجہ جنک نے کہا کہ تمام راج آپ کی بھینٹ کردونگا۔

اشٹابکر نے اعتراض کیا کہ راج اول تو پرجا کی ملکیت ہے جسکو وہ چاہے راجہ بنادے جیسے تم اپنے پتا کے بعد راجہ ہوئے اسی طرح سے تمہارا پتر تمہارے بعد راج کا مستحق ہے سوائے اسکے تم دوسرے کو کس طرح سے دے سکتے ہو راجہ نے کہا کہ اپنی رانی آپ کو دینے کو تیار ہوں اشٹابکر نے اسپر بھی اعتراض کیا کہ جیسی وہ تمہاری استری ہے اسی طرح تمہارے لڑکے کی ماتا ہے لڑکا اپنی ماتا کو کس طرح بھینٹ کرنے دیگا غرض اسیطرح سے جس جس چیز کو راجہ اپنی سمجھکر بھینٹ کرنا چاہتا تھا ان سب چیزوں کو اشٹابکر جی ثابت کردیتے تھے کہ وہ راجہ کی چیزیں نہیں ہیں۔ آخر راجہ نے کہا کہ میں اپنا من سنکلپ کرنے کو تیار ہوں اشٹابکر جی نے کہا کہ اگرچہ من بھی تمہاری وستو نہیں ہے تاہم من کو بھینٹ میں لینا ہم قبول کرتے ہیں سنکلپ کردو جب راجہ نے اپنا من اشٹابکر جی کو بھینٹ کردیا اشٹابکر جی بلا اوپدیش کرنے کے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں سے چلدئے راجہ نے پوچھنا چاہا کہ اوپدیش کیوں نہیں کیا لیکن پھر یہ خیال کرکے کہ من اشٹابکر جی کو سنکلپ کردیا ہے اسمیں جو خواہش پیدا ہو میری خواہش نہیں ہے خاموش ہو رہا ایک برس تک اسیطرح جو خواہش من میں اٹھتی تھی اوسکو روک کر نرسنکلپ ہوگیا ایک برس کے بعد اشٹابکر جی پھر آئے اور راجہ کے من کو خواہشوں سے رہت دیکھکر گیان کا اوپدیش کیا۔

سادھان یہ دونو درشٹانت دراصل ہمارے دعوی کی مضبوطی کرتے ہیں جڑ بھرت جی نے راجہ رہوگن کو اوپدیش کرتے ہی ضرور گیانی بنادیا مگر راجہ رہوگن عرصہ سے کپل جی کے آشرم پر جاکر ست سنگ کیا کرتا تھا اور اوپدیش سنا کرتا تھا اسوجہ سے جڑ بھرت جی کا اوپدیش فوراً موثر ہوگیا وہی اوپدیش پالکی اٹھانے والوں نے بھی سنا مگر اُنپر کچھ بھی اثر نہوا کیونکہ اس کوچہ سے ناواقف تھے راجہ جنک اور اشٹابکر کے درشٹانت میں آپ خود کہتے ہو کہ راجہ ایک برس تک نرسنکلپ رہا نرسنکلپ ہوجانا جوگ ابھیاس کا اصلی سادھن ہے اس نرسنکلپتا کے بعد ہر ایک شخص گیان کے اوپدیش سے فوراً فایدہ اٹھا سکتا ہے بلا انتہ کرن شدھ ہونے کے گیان کا اپدیش خواہ کتنے ہی بڑے دنیاوی عقل والوں کو کیا جاوے وہ اوپدیش کوئی خاص اثر پیدا نہیں کرسکتا چنانچہ روایت ہے کہ بدرجی نے مہاراجہ دھرتراشٹر کو مہابھارت کی لڑائی سے پہلے گیان کا اوپدیش کیا بدرجی کا مقصد یہ تھا کہ اس کو گیان پراپت ہونے سے شاید مہابھارت کا بھیانک جدھ رک سکے۔ سارا اوپدیش سنکر دھرتراشٹر نے جواب دیا کہ مہاراج آپ کے اوپدیش نے بجلی کی طرح میرے ہردے پر چمک ڈالی مگر بجلی کی چمک کی طرح ہی غایب بھی ہوگیا۔ جب بدرجی نے بعد جدھ مہابھارت جب کارن ویراگ کے

سبب دھرتراشٹر کا من خواہشوں سے اوپرام ہوگیا تھا وہی گیان کا اوپدیش دھرتراشٹر کو دیا تو اس نے فوراً اثر کیا۔

جسطرح سے بلا اچھی طرح اگنی روشن کرنے کے اگر ہوم کی سامگری ڈال دی جائے تو نہ وہ جل سکتی ہے اور نہ اس میں سے خوشبو نکل سکتی ہے اسی طرح سے بلا انتھ کرن کی شدھی اور اوپدیش کی خواہش کے گیان کا اوپدیش نہیں پھل جاتا ہے بلکہ سننے والا اسکی جیسا کہ چاہئے قدر نہیں کرتا ہے پرماتما کا ایک نیم ہے کہ جس طرح بھوکے کی سوائے روٹی کے کسی دوسری چیز کی طرف نظر نہیں جاتی اور پیاسے کو جب تک پانی نہ ملے نہایت بیقراری رہتی ہے اسی طرح سے جب گیان حاصل ہونے کی بھی پیاس لگے اور بغیر گیان پراپتی کے جتن کے کسی اور طرف دل متوجہ ہی نہو اسوقت گیان پراپت ہوتا ہے۔ دراصل جیو آتما گیات اور اگیات دونو دیشوں کو چاہنے والا ہے لیکن مل وکشیپ اور آورن کے پردوں سے اسکا گیان ڈھکا ہوا ہے پس وہ پردے دور کرنے چاہئیں پھر گیان کا اوپدیش ہر در و دیوار سے خود بخود ملنا شروع ہو جاتا ہے۔

پرشن۔ کیا یہ صحیح ہے کہ گیانی جنم مرن سے رہت ہوجاتا ہے یعنی گیان کی پراپتی سے آواگون یا تناسخ سے رہائی ہو جاتی ہے۔

اُتر۔ ہاں یہ صحیح ہے اور اسکی وجہ جاننے کے واسطے پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ آواگون یا تناسخ کا کیا اصول ہے۔

تناسخ کی وجہ جسوقت موت کا سمے آتا ہے اُس وقت جو خواہش دل پر زیادہ اثر رکھتی ہے اور نیز جن جن گذشتہ کرموں کے پھل بھوگنے کا سمے آجاتا ہے اُن دونو کے موافق پراربدھ بنکر دوسرا جنم ملتا ہے پراربدھ کے انوسار اچھے یا بُرے خاندان میں راجا یا رنک کے گھر میں صحت یا بیماری کی حالت میں پیدا ہونا ہوتا ہے۔ پیدا ہونے کے بعد پچھلے کرم سنسکار روپ ہوکر اچھی یا بُری خواہش پیدا کرتے رہتے ہیں اور موجودہ تعلقات یعنے ست سنگ یا کوسنگ وغیرہ کا بھی اثر پڑتا رہتا ہے اس طرح سے پراربدھ اور پرشارتھ ملکر زندگی بھر اچھی و بُری حالت پیدا کرتے رہتے ہیں غرضیکہ اسطرح سے بے شمار کرم پیدا ہوکر سنچت یعنے جمع ہوتے رہتے ہیں اور ان میں سے چند کرم بار بار پراربدھ بنکر بھوگے جاتے ہیں۔ جوگ ابھیاس کے ذریعہ پراربدھ اور سنچت کرموں کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ ان کرموں سے رہائی شروع ہوتی ہے یعنی جوگ ابھیاسی پُرش پہلے انیت پرشارتھ کرکے بُرے کرموں کو اچھے کرموں سے کاٹتا ہے جیسے ایک لوہے کی گولی معمولی رفتار میں نشیب کی طرف یعنے جنوب میں لڑکی جارہی ہو اور ایک دوسری گولی ذرا زیادہ زور سے اسکے پیچھے لڑکائی جاوے اس طرح سے کہ وہ دوسری گولی پہلی گولی سے ٹکرا کر بقدر جنوب مشرق کی طرف کشش کرے تو پہلی گولی کا رخ بھی جنوب مشرق کی طرف ہو جاویگا اسی طرح سے بُرے کرم جو جنوب کی طرف ارتھات نرک مارگ میں لیجارہے ہیں اُنکو مشرق کی طرف ارتھات اچھے کرموں کے ذریعہ سورگ مارگ میں رجوع کرایا جاوے اور پھر مشرق سے شمال کی طرف یعنے موکش مارگ کیطرف نشانہ لگایا جاوے جوگ ابھیاسی پرش بُرے کرموں کو اچھے کرموں سے تبدیل

کرکے اچھے کرموں میں درجے مقرر کرتا ہے اور ادنیٰ درجے کے کرموں کو چھوڑتا ہوا اعلیٰ درجہ کے کرموں میں پرورت ہوتا ہے اور اعلیٰ درجے کے کرموں سے نشکام کرموں تک پہونچتا ہے جیسے جیسے نشکام کرم زیادہ کئے جاتے ہیں ویسے ویسے خواہشیں کم ہوتی جاتی ہیں۔ اور جب کوئی خواہش نہیں رہتی تو شریر یعنے جسم جو خواہش سے بنا ہوا ہے انہیں کی طرح ہو جاتا ہے اور مرتے وقت کوئی خواہش نہ رہنے سے دوسرا جسم نہیں ملتا پس جوگ ابھیاس کے ذریعہ انتہکرن شدھ ہونے پر گیانی جنم مرن سے رہت ہو جاتا ہے۔ یعنے آواگون یا تناسخ سے رہائی پاتا ہے اور سدیو کال یعنے ہمیشہ موکش کے سکھ کو بھوگتا رہتا ہے جسکا ذکر اگلے حصہ میں کیا جاویگا۔

۱۰۴ صفحہ سے آگے

(۴) کل استری جاتی یعنے لڑکیوں جوانوں اور بوڑھیوں کنواریوں شادی شدوں اور بیواؤں کے سدھار کے لیئے کوشش کرنا اور اُن کے لیئے مردوں کے دلوں میں ہمدردی اور عزت کے بھاؤ کو پیدا کرنا اور بڑھانا اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لیئے مُلک میں جابجا (اول) زنانہ سکولوں کا کھولنا (دوم) مختلف شہروں کے مقاموں یا محلوں میں استریوں کے ست سنگ قایم کرنا جن میں استریاں ہی اپدیشکا بھی ہوں۔ (سوم) مردوں کی ایسی سوسائٹیاں قایم کرنا کہ جو استری جاتی کے ہر طرح کے سُدھار کے لیئے تجویزیں سوچیں اور عمل میں لاویں اور عوام کے دلوں میں سیلف ہیلپ اور میوچوال ہیلپ یعنے اپنی مدد آپ کرنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کے بھاؤ کو پیدا کرنا اور بڑھانا (چہارم) تمام استریوں اور مردوں کے دلوں میں اسی طرح سے سیلف ہیلپ اور میوچوال ہیلپ یعنے اپنی اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کے بھاؤ کو پیدا کرنا اور بڑھانا (پنجم) استری جاتی کی اصلاح اور تمام ملک کے اودھار کے لیئے لایق ایشور پرایٹ ریفارمر عورتیں پیدا کرنا۔ (ششم) عورتوں اور بچوں کی طبی مدد کے لیئے لایق نرس یا دایہ اور زنانہ ڈاکٹروں کو پیدا کرنا۔

دودھوا آشرم میں ہندو بیواؤں کے لیئے کھانے اور چوکے کا انتظام ہندوانی ہے برہمن عورت کھانا پکاتی ہے یا آشرم کی عورتیں خود کھانا بناتی ہیں۔

ہندی اُردو۔ انگریزی اور ڈاکٹری تعلیم کا انتظام حسب دلخواہ ہے ڈاکٹری کی تعلیم ایک نہایت لایق تجربہ کار اور نیک امریکن ایم۔ ڈی۔ لیڈی ڈاکٹر دیتی ہیں۔ ہر قسم کی مریض عورتوں کے لیئے علاج کے لیئے معقول انتظام ہے غریب بیوہ عورتوں کے کھانے کپڑے رہایش اور تعلیم کا کُل خرچ آشرم کی طرف سے دیا جاتا ہے اگر کوئی عورت بیمار ہو تو اُسکا علاج مُفت کیا جاتا ہے۔

خاص صورتوں میں شادی شدہ عورتیں بھی اونکے خاوندوں کی صلاح سے آشرم میں لی جاتی ہیں۔ ایسی عورتیں بھی کہ جو اگرچہ کسی بُری صحبت وغیرہ کے اثر سے کبھی اچھے چلن سے گر گئی ہوں مگر آیندہ وہ نیک چلن رہکر اپنی زندگی کو سدھارنا چاہتی ہوں تو اُن کو بھی آشرم کی طرف سے پناہ دیجاتی ہے اور اونکی اصلاح کرکے اور ضروری تعلیم و تربیت کرکے اون کے شادی کی خواہشمند ہونے کی صورت میں اونکی شادی کا عمدہ انتظام کیا جاتا ہے۔ کہ جیسے عمدہ انتظام کی اون کو اپنے گھروں میں ہرگز امید نہیں ہو سکتی اور تمام اخراجات کا انتظام آشرم کیطرف سے کیا جاتا ہے۔ تمام خط و کتابت منیجر شانتی آشرم آفس لاہور سے ہونی چاہیئے۔

ایڈیٹر ست اپدیش لاہور

جلد دوم حصہ چہارم

موکش یعنے نجات

موکش کی وِیاکھیا موکش ایک سنسکرت لفظ ہے۔ جسکے معنے چھوٹنے کے ہیں۔ اصطلاح میں موکش اس حالت اوستھا کو کہتے ہیں جس میں سنسار کے دُکھوں کی نوِرتی ہوکر پرمانند کی پراپتی ہوتی ہے یعنے دنیوی تکالیف سے نجات ملکر سرور دائمی حاصل ہوتا ہے۔

موکش کے بارے میں رِشیوں کی رائے ہندوستان میں جبکہ سادہان اونتی عمدہ طرح ہوتی تھی اور سچے دہارمک پُرش سلسلہ وار ترقی کرتے ہوئے موکش کی اوستھا کو آسانی سے پراپت ہو سکتے تھے اُس وقت کے چند مہاتماؤں کی رائیں موکش کے بارے میں ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) **وشِشٹ جیکی رائے** وسشٹ جی مہاراج جنہوں نے مہاراجہ رام چندر جی اور دیگر راج کنوروں اور ادہکاری پُرشوں کو طرح طرح سے اُپدیش کیا ہے جسکے سبب مہاراجہ دسرتھ مہاراج رام چندر جی ہنومان جی مہاراج اِلی کو شلیا وغیرہ آٹھ ادہکاری پُرش موکش اوستھا کو پراپت ہوئے ہیں جس کا مفصل ذکر جوگ وسشٹ نام پستک میں مندرج ہے ان وسشٹ جی مہاراج کی رائے ہے کہ جب جوگ ابھیاس کے ذریعہ وشِشٹ کرم اور وشِشٹ واسنا چھے ہو جاتی ہیں تب نفس کی ساری شکتیاں اپنے اپنے سبھاؤ میں استھر ہو جاتی ہیں سبھاؤ سے دور وہ کوئی کام نہیں کرتی ہیں اور اسوجہ سے کوئی دُکھ پراپت نہیں ہوتا ہے اس حالت میں جیسے کہ نیند میں استھول دیہہ کی خبر نہیں رہتی اسیطرح سے جاگرت اوستھا میں بھی استھول دیہہ سے بےخبری ہو جاتی ہے اور لنگ شریر دیہہ سے سارے سکھ بھوگے جاتے ہیں اسی حالت کو موکش مانا ہے۔

(۲) **پاتنجلی جی** جنہوں نے جوگ شاستر رچا ہے جسکا مختصر ذکر پار لوکک دہرم کے دوسرے حصہ جوگ ابھیاس میں کیا گیا ہے وہ سارے کلیشوں سے چھوٹنے کو موکش کہتے ہیں۔ پاتنجلی جی نے سارے کلیشوں کو شل ساری چت کی برتیوں کے پانچ قسم پر منقسم کیا ہے وہ پانچ قسم حسب ذیل ہیں۔

(۱) اودیا یعنے جہالت اسکو سارے کلیشوں کی جڑ کہا ہے اس اودیا کے سبب ہی

جنم مرن آدی دکھ ساگر میں غوطے کھاتے پڑتے ہیں۔
حصوں میں بانٹا ہے۔

نت پدارتھوں کو انت اور انت پدارتھوں کو نت سمجھنا
یمنتہ کارن ہیں اور اسیطرح سے جیو آتما جو دیہہ یعنے جسم
جواد پادان کارن ہے اور جو انادی ہیں۔ انکو انت یعنی ناپاید
کو یعنی جسم خاکی کو نت یعنے ہمیشہ رہنے والا سمجھنا۔ اودیا کا پہلا بھاگ مانا ہے۔
شوچ میں اشوچ اور اشوچ میں شوچ بدھی کا کرنا ارتھات مل موتر آدی سے بھرے ہوئے شریر میں اپوتر بدھی کا کرنا۔ بیرنس اندریوں کے بھوگ میں اتینت پریتی کرنا۔ جھیا بھاشن آدی دیوہاروں کو شدھ سمجھنا اور ستبھاشن پروپکار آدی دیوہاروں میں اپوتر بدھی کا کرنا اودیا کا دوسرا بھاگ کہا گیا ہے۔

(۳) دکھ میں سکھ اور سکھ میں دکھ بدھی کا ارتھات وشئے ترشنا۔ کام کرودھ لوبھ موہ راگ دویش ہرکھ شوک۔ ایر کہا آدی دکھ روپ دیوہاروں میں سکھ ملنے کی آشا کرنا اور جت اندرتا۔ سنتوش۔ پریم سترتا۔ آدی سکھ۔ روپ دیوہاروں میں دکھ بدھی کا کرنا اودیا کا تیسرا بھاگ کہا گیا ہے۔

(۴) اناتما میں آتما بدھی اور آتما میں اناتما بدھی ارتھات اپنی دیہہ کو اجر امر سمجھکر اپنے سکھ کے لیئے پشو پکشیوں جن میں آتما موجود ہے اسکو جڑ سمجھکر انکو طرح طرح کے دکھ دینا۔ یہ اودیا کا چوتھا بھاگ ہے۔ اس چار بھاگ والی اودیا میں پھنسے رہنے سے ہمیشہ بندھن رہتا ہے

(۲) دوسرا کلیش اسمتا کا مانا ہے یعنی ابھیمان اور اہنکار سے اپنے تیئں بڑا سمجھکر اور دوسروں کو چھوٹا سمجھکر انکی اتم ستیا اور اتم گنوں کو گرہن نہ کرنا۔
(۳) تیسرا کلیش راگ یعنے موہ کا ہونا مانا ہے۔ جب کسی سکھ کو عرصہ تک بھوگا جاوے اور پھر کسی سبب وہ سکھ موجود نہ ہے تو اس سکھ کو یاد کرکے ترستا رہنا۔
(۴) چوتھا کلیش دویش یعنی دشمنی کا کرنا مانا ہے۔ جب کسی سبب سے تکلیف پہونچی ہو تو اسکو یاد کرکے سدا کرودھ بدھی ہونا۔
(۵) پانچواں ابھینویش کلیش مانا ہے یعنی موت سے ڈر کر ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہنا کہ کبھی مرنا نہ ہو۔

ان کلیشوں سے چھوٹنے کے اوپائے بھی پاتنجلی نے کہے ہیں یعنی مہاتماؤں کے اوپدیش اور ستسنگ اور یوگ سادھنوں کے نیم پورے کرنے سے اودیا نشٹ ہو جاتی ہے اسکے نشٹ ہونے سے باقی کلیش بھی نشٹ ہو جاتے ہیں ابھیمان نمرتا سے بدل جاتا ہے۔ سنجوگ اور دیوگ کے نیم کو اچھی طرح سمجھنے سے راگ دویش اور ابھینویش کلیش کا ابھاؤ ہو جاتا ہے اسی کو موکش مانا ہے۔

(۶) گوتم رشی جنھوں نے نیائے شاستر رچا ہے وہ بھی اودیا کے دور ہونے سے ہی مکتی اوستھا کی پراپتی مانتے ہیں۔ گوتم جی کا نشچے ہے کہ ادھرم رہنا وشئے آسکت آدی کی واسنا یعنی بے انصافی اور نفسانی خواہشوں میں پھنسے رہنا دکھ کا اصلی سبب ہے۔ جب واسنا

اور جنم نہ ملنے سے سب دکھوں کا اتینت ابھاؤ ہوجاتا ہے
بھوگنے کو باقی رہ جاتا ہے اور اسی کا نام موکش ہے
کے پتا کہتے ہیں کہ جیو آتما موکش اوستھا میں اپنے
اندری آدی پدارتھوں کا ابن وستھا میں ابھاؤ ہوجاتا ہے
سدھانت ہے کہ بھاؤ اور ابھاؤ دونو ہی بنے رہتے ہیں ارتھات
گیان اور اشدہی کا ابھاؤ ہوجاتا ہے اور آنند گیان شدھتا آدی گنوں کا بھاؤ بنا
رہتا ہے۔

(۵) جیمنی جی جنھوں نے پورب میمانسا شاستر رچا ہے کہتے ہیں کہ موکش اوستھا میں جیو آتما کے
ساتھ سریر پران اور اندریوں کی شدھ شکتی برابر بنی رہتی ہے اوپ نشدوں میں بھی اکثر یہ بات
ملتا ہے کہ موکش اوستھا میں جیو آتما سنکلپ سے شریر رچ لیتا ہے اور سنکلپ سے ہی اسکو
تیاگ دیتا ہے۔

بندھ اور موکش بدھی کا دھرم ہے — اصل بات یہ ہے کہ بندھ اور موکش بدھی میں ہے جب بدھی موہ اور بندھ
میں پہنچتی ہے تب بندھن سمجھنا چاہیے اسوقت ہرکھ اور شوک ہوتا ہے
اور اندریوں کے ذریعہ جو گیان ہوتا ہے وہ تمہارا شوک کا دینے والا ہوتا ہے۔

موہ کا اشتال (؟) — کوئی ساہوکار نردھن ہوگیا تھا دھن کمانے کو اُسنے پردیس میں جانے کا ارادہ کیا۔
اُس وقت اسکی استری گربھوتی تھی تھوڑے عرصہ میں اسکے لڑکا پیدا ہوا جب لڑکا بڑا ہوا
تو اسنے اپنے باپ کا حال معلوم کرکے اس سے ملنے کے واسطے سفر کا ارادہ کیا اس عرصہ میں
ساہوکار بھی دولت مند ہوگیا تھا اُسنے بھی واپس اپنے شہر میں آنے اور اپنے پتر سے ملنے کا
ارادہ کیا اتفاقیہ دونو کا راستہ میں ایک سرائے میں میل ہوا مگر پتر کو اپنے باپ کا حال معلوم نہ
تھا اور باپ کو لڑکے سے ناواقفیت تھی لڑکا سرائے میں پہلے سے ٹھہرا ہوا تھا پیچھے سے باپ
بھی آیا اور پاس کے کمرے میں ٹھہر گیا اتفاقاً رات کو لڑکے کے پیٹ میں درد ہوا اور وہ تکلیف
کے سبب بیقرار ہو کر رونے چلانے لگا اسکے باپ ساہوکار نے سرائے کے مالک کو بلا کر اور
کچھ روپیہ دیکر کہا کہ اس دوسرے مسافر کو سرائے سے باہر کردو ہم کو اسکے چلانے سے نیند نہیں
آتی۔ لاچار لڑکے کو سرائے کے باہر جانا پڑا اور صبح کے وقت وہ غش کھا کر ایسا بیہوش ہوا کہ
اسکے ملازمین اسکو مردہ سمجھکر گریہ وزاری کرنے لگے اسوقت ساہوکار بھی سرائے کے باہر آیا اور
اس نے حال دریافت کیا اور یہ معلوم ہونے پر کہ وہ لڑکا اسکا پتر تھا نہایت رنج و غم کے ساتھ
رونے لگا۔ اسوقت ایک دھنونتر روپ مہاتما کا اس جگہ گذر ہوا انہوں نے سارا حال سنکر ساہوکار
کو اوپدیش کیا کہ اس سنسار میں سب جیو اپنے کرم انوسار ملتے ہیں اور سکھ دکھ بھوگتے
ہیں جب پراربدھ روپی سارے کرم ختم ہو چلتے ہیں تب شریر چھوٹ جاتا ہے اور سارے
سنبندھ ٹوٹ جاتے ہیں پس مناسب ہے کہ زندگی کی حالت میں جس جیو سے جس قسم کا سنبندھ
ہو اسکو نہایت عمدگی کے ساتھ دھرم بھاؤ سے نبھانا چاہیے اور جب اسکی موت آجاوے
تو صرف اسی کے پچھلے کرموں کے بھوگ ختم ہونے پر پیش آتی ہے تب سنجوگ اور وِیوگ
کے اصول کو اچھی طرح سمجھکر کچھ شوک نہیں کرنا چاہیے۔ اس گیان کے اوپدیش سے ساہوکار

گرہستی سکشیا۔ فقر اور تاہل پر بحث کی گئی ہے اور دنیاداری کو ترجیح دی گئی ہے ۔۵ ر

مراۃ الہند معروف بہ مسدس نادان ہند۔ ہندوستان کی گذشتہ و موجودہ حالت اور آیندہ ترقی کی تجاویز کا آئینہ نہایت سادہ نظم۔ سلیس روزمرہ ۔ ۱۰ ر

مراۃ الحیات۔ جینے مرنے کے خیالات۔ دنیا کی ناپایداری پر بحث ۔ ۱ ر

مرقع حشر۔ تاریخ ولادت سے تاریخ وفات اور روز حساب تک خیالی دلچسپ سین۔ موت کے حالات اور گناہوں کا محاسبہ پڑھکر رونا آتا ہے ۔ ۱۰ ر

کانفرنس مہاتم۔ نام ہی سے ظاہر ہے۔ کانفرنس کو تیر تھہ قرار دیا ہے مطلب یہ کہ قوم میں اُسکی جڑ مضبوط ہو۔ اردو ۵ ر ہندی ۵ ر

داستان فرزانہ۔ قصہ کے طرز پر بحث کیگئی ہی کہ علم بڑا ہی یا طبیعت۔ شاہزادہ فرزانہ نے دونوں کا عمدہ فیصلہ کیا ہے ۱ ر

انشای بے نقاط۔ فارسی رقعہ نقاط سے خالی۔ دشوار صنعت ہی مطبع منشی نولکشور صاحب لکھنؤ سے مل سکتی ہی ۔ ۱۰ ر

اولد فیشن۔ حکیمانہ و صوفیانہ خیالات میں بت پرستی پر بحث کی گئی ہی ۔ ۱۰ ر

شراب کا کچا چٹھا۔ ہندو مسلمان اور عیسائی مذہب کے اقوال اور عقلی دلایل وغیرہ کو پیش کر کے یہ ثابت کیا گیا ہی کہ شراب کسی حالت میں پینے کے قابل نہیں مشہور حکیم حاذق اصغر حسین صاحب فرخ آبادی نے عمدہ ریویو کیا ہی ۔ ۲ ر

نوش اردو۔ شراب کے نقصانات پر ایک چھوٹا سا مسدس لکھا گیا ہی ۔ ۱۰ ر

سنسکرت سکشیا۔ زبان اردو عمدہ دلایل میں سنسکرت کی فضیلت و ضرورت پر بحث کر کے یہ دکھلایا ہی کہ کُل اسلاف قوم کایستھ سنسکرت دان تھے ۔ ۱۰ ر اصلاح دعوت کایستھوں کی دعوتوں میں کیا کیا نقص ہیں اُنکی اصلاح ۔ ۱ ر

محنت و دولت۔ عمدہ دلایل سے محنت کو دولت ثابت کیا ہی ۔ ۵ ر

ہمدردی۔ نام سے ظاہر ہے اثر انداز نسخہ ہے ۔ ۱۰ ر

استری سکشیا۔ ہندی زبان میں مستورات کی تعلیم کے لیے یہ ایک کتاب ہی جس کو اکثر ناگپاہن مستورات نے پسند فرمایا۔ دفتر کایستھ صدر سبھا ہند مقام لکھنؤ سے مل سکتی ہی ۔ ۲ ر

علاوہ بریں مخمس کربلا۔ و تحقیقات انسانی و ہفت گل و کانفرنس درپن و قوم کایستھ کا ماضی و مضارع اتحاد الاخوان جلد اول وغیرہ وغیرہ وہ کتابیں جسقدر طبع ہوئی تہیں تقسیم ہوگئیں۔ نشوں کے برخلاف اور بعض مشاہیر قوم کے سوانح عمری اور بعض دیگر قومی معاملات پر اکثر کتابیں اور رپورٹیں تحریر کیگئی ہیں جنمیں سے بہت سی تقسیم ہوچکیں اور ہو رہی ہیں اور بہت سی کا نام بھی یاد نہیں نہ کوئی فہرست تیار ہی۔ اور بہت سے مضامین نثر و نظم اخبار کایستھ ہتکاری میں عرصہ آٹھ سال سے شایع ہوئے اور ہو رہے ہیں جو کہ فی الحال مہینہ میں تین بار شایع ہوتا ہی قیمت مع محصول ڈاک تین روپیہ سالانہ ہی۔ لیکن اہل قوم اصرار کر رہے ہیں کہ اخبار ہذا ہفتہ وار کر دیا جاوے اور چار روپیہ سالانہ قیمت مقرر ہو۔ اگر عام قدردانی کا یہی تقاضا ہی تو کیا عجب ہی کہ شروع جنوری ۱۸۹۹ء سے ہفتہ وار ہو جاوے

کامتا پرشاد سکسینہ وارد گنجی شہتر دار مطبع عالیجاہ دربار لشکر گوالیار مصنف کتب ہذا و اڈیٹر کایستھ ہتکاری خلف لالہ دیوانی

اور جنم نہ ملنے سے سب ڈھکوں کا اثبات ابھا ہو جاتا ہے

کالستھ ہتکاری

یہ اخبار آٹھ برس سے بزبان اُردو جاری ہے شروع کی تین برس تک مہینہ مین دو بار نکلتا رہا بعدہ ۱۸۹۴ء سے ہر ماہ انگریزی مین تین بار یعنی تاریخ ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ کو مقام آگرہ سے شایع ہوتا ہی اِس کے اڈیٹر و پروپرایٹر کا صدر مقام لشکر گوالیار ہی - عام شایقین سے مع محصول ڈاک تین روپیہ سالانہ اور حکام و اُمرا سے چھہ روپیہ سالانہ پیشگی قیمت مقرر ہے - مضامین مفید خاص کی اُجرت فی سطر ایک آنہ اور فی کالم ایک روپیہ بارہ آنہ لیجاتی ہے سوداگری اشتہارات کی اُجرت بذریعہ خط و کتابت طی ہوسکتی ہے - نامہ نگار یا سوداگرون کے مضامین کی ذمہ داری خود اُنھین لوگون پر ہے نہ کہ ذمہ اڈیٹر اور اصحاب بے استطاعت کے اشتہارات مفید خاص ہمیشہ بلا وصول اُجرت چھاپ دیے جاتے ہین - کل خط و کتابت وار سال زر بنام اڈیٹر مقام لشکر گوالیار ہونا چاہیے اگر اخبار کی خریداری بند کرنا ہو یا ایک مقام سے دوسرے مقام کا پتہ تبدیل کرنا ہو تو ایک پوسٹ کارڈ پر اطلاع دینا چاہیے قومی خبرین بشرطیکہ معتبر اشخاص بھیجین بخوشی طبع ہوسکتی ہین -

الشکر کہ یہ اخبار اپنے مقاصد مین برابر کامیابی حاصل کر رہا ہے صدہا اصحاب قوم اسکے مدح اور ثنا خوان ہین نیز شوق سے وہ راے دے رہے ہین کہ آیندہ ہفتہ وار شایع ہوا کرے اور بجاے تین روپیہ سال کے چار روپیہ سال قیمت مقرر ہو وہ خوشی سے ادا کرین گے - اگر قدر دانان عالی خیال کے اشتیاق کا یہی ابھار ہے تو عجب نہین کہ شروع سال ۱۸۹۹ء سے ہفتہ وار شایع ہونے لگے -

اخبار ہا کا ہمیشہ یہ مقصد ہے کہ لوگون کو دنیا و عاقبت دولون جہان کی ترقی پر مایل کرے -

لیکن جب تک خاص و عام لوگون مین اخبار بینی کا یکسان شوق پیدا نہ ہوگا یہ اخبار یا کوئی اخبار وہ کیسا ہی عمدہ واسطے ہو ہرگز ترقی نہ کریگا - جن لوگون کو شوق نہین ہے اُن کو چاہیے کہ نمونہ کے طور پر ایک دو پرچہ مفت منگا مین اور اول سے آخر تک بغور پڑہین یا کم از کم ایک سال کو اخبار خرید کر دیکھین کہ اِس مین کیا ہے تین یا چار روپیہ جو اُسکے معاوضہ مین خرچ ہون گے کچھ نتیجہ دیتے ہین یا نہین کسی فضول صرفہ اور اخبار کی قیمت کے روپیہ کا ایک سال مقابلہ کرکے دیکھین اگر درحقیقت اُن کو کچھ فایدہ کا فرق معلوم ہو تو اخبار خریدین ورنہ بند کر دین - اور یہ یاد رہے کہ ہر ایک اخبار مختلف قسم کی معلومات کا ذریعہ اور ہر نوع کی ترقی کا رہنما ہی یورپ کے تمام ملکون نے عام تعلیم کے فیض سے اخبارات جاری کیے اور اخبارات سے عام لوگون نے بے انتہا فایدہ اُٹھایا کسی اخبار کی تعریف محال ہی اور تعریف کا ثبوت اِس سے زیادہ اور کیا پیش ہوسکتا ہے کہ خود اخبار منگا کر ایک مدت تک مطالعہ کرین فقط کامتا پرشاد جنرل سیکرٹری شمیرلنس ہند -

۲۳ - جولائی ۱۸۹۹ء

جو حرف ان
کے اصول کو اچھی طرح
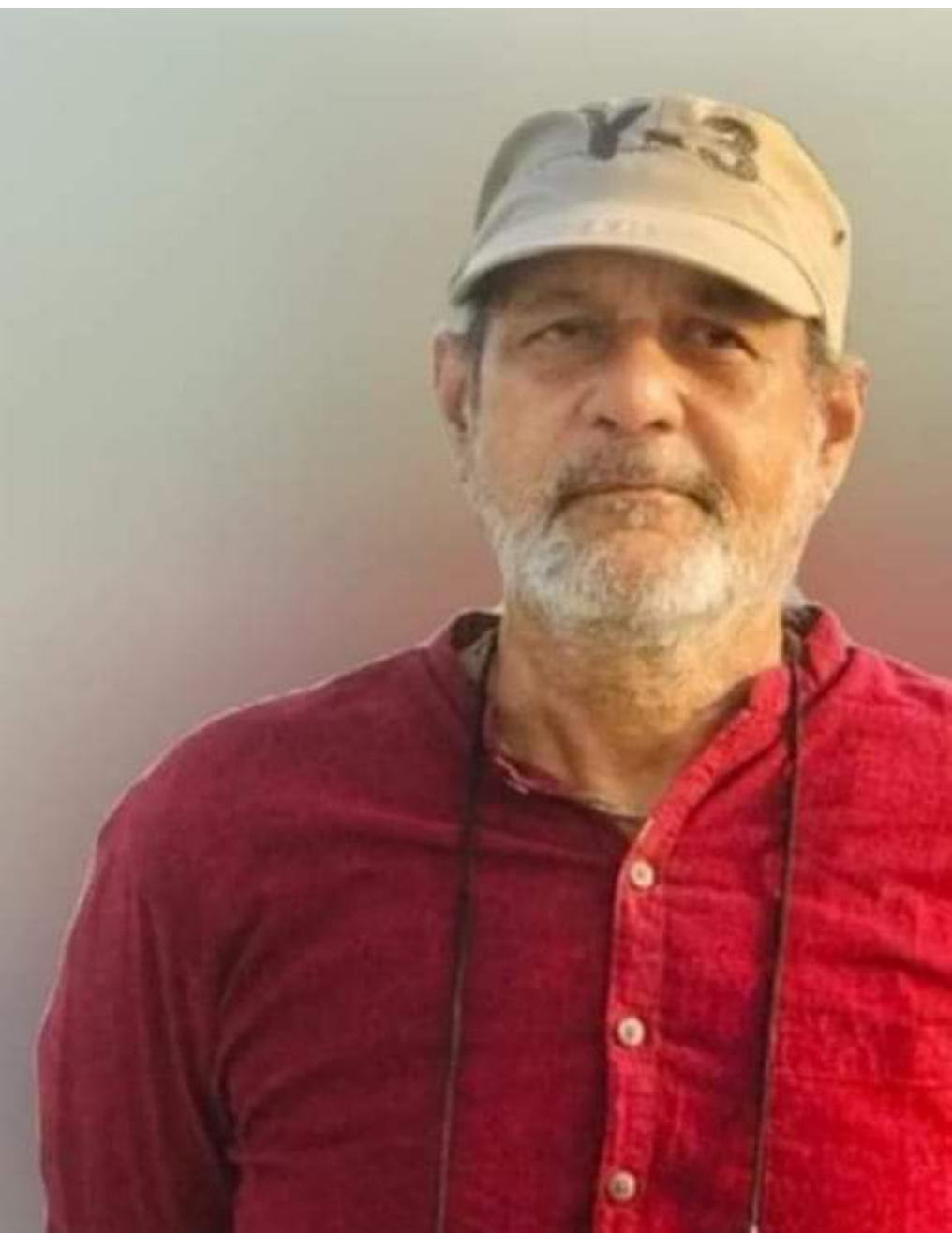
This PDF you are browsing is in a series of several scanned documents from the Chambal Archives Collection in Etawah, UP

The Archive was collected over a lifetime through the efforts of Shri Krishna Porwal ji (b. 27 July 1951) s/o Shri Jamuna Prasad, Hindi Poet. Archivist and Knowledge Aficianado

The Archives contains around 80,000 books including old newspapers and pre-Independence Journals predominantly in Hindi and Urdu.

Several Books are from the 17th Century. Atleast two manuscripts are also in the Archives - 1786 Copy of Rama Charit Manas and another Bengali Manuscript.Also included are antique painitings, antique maps, coins, and stamps from all over the World.

Chambal Archives also has old cameras, typewriters, TVs, VCR/VCPs, Video Cassettes, Lanterns and several other Cultural and Technological Paraphernelia

Collectors and Art/Literature Lovers can contact him if they wish through his facebook page